سحر و جادو جسے سب ماہر فن کہتے ہیں
سچ تو یوں ہے بجا اسکو سخن کہتے ہیں

اردو زبان کی انشا تصنیف سرگروہ سخنوران شیرین بیان

نظیری نظیر خاقانی نشان بہار گفتار

جسیم بلاغت جناب مستغنی عن الالقاب

فغان بیخبر

جناب مولوی شاہ امیر الدین احمد صاحب رئیس الہ آباد کے فرمایش سے

مطبع نامور پریس الہ آباد میں باہتمام
حاجی اکبر علی مالک مطبع کے چھپی

سنہ ۱۸۹۱ع — سنہ ۱۳۰۹ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین اپنے خداے پاک کا جتنا شکر کرون بجاہے اور اپنی قسمت پر
جسقدر نازان ہون زیباہے مجھہ فقیر دل حزین امیرالدین سے
وہ کام ظہور مین آیا جسکی مدّت سے ایک زمانے کو آرزو تہی اور
کوئی صورت اوس کے حصول کی نظر نہ آتی تہی یعنی اُردو زبانکی
اِنشا کی ترقی سیکڑون بلکہ ہزارون اُردو کتابین تصنیف ہوئین
سرکاری دفترون مین بہی یہی زبان جاری ہوئی لوگون نے
خط کتابت اِسی مین شروع کردی یہانتک کہ اگر کسی نے دوسطر کا
رقعہ بہی کسیکو لکھا تو اسی زبان مین باوجود اس کے جو ترقی
انشا کو عربی اور فارسی مین تہی اوس کے پاسنگ کو بہی یہہ
نہ پہنچی مین نے ایک ایسا آفتاب ڈھونڈہ نکالا کہ اگر اس زبان مین
یہہ فن ایک عالم تاریک تہا تو اوس کے شعاع سے روشن ہو گیا ایک

ایسا مسیحا بہم پہنچایا کہ اگر یہہ مردہ تہا تو اوسکے معجزہ سے زندہ ہوگیا یعہ
ضیاء خورشید فضیلت جوہر آئینۂ قابلیت چشمۂ آبحیات ظلمات عا
تکوین باعث نازش زمان و زمین اس عہد کے لئے موجب مبا ہا
و فخر جناب عالی خطاب **خواجہ غلام غوث خان** بہادر ذا
اُردو منشات حضرت مصنف کی تعریف تو وہ کسکے جو اونہین سا
نہ وہ ہوگا نہ یہہ ہوسکیگا اور غایت شہرت سے اوسکی حاجت بہی
ہندوستان کے خاص و عام تو ان کے حالات سے واقف ہی ہین
عرب و عجم تک آپ کے محامد کی شہرت ہے آفتاب کو روشن آسمان
بلند سب جانتے اور مانتے ہین کوئی کہے تو کیا اور نہ کہے تو کیہ
علاوہ ہر قسم کے صفات اور قابلیت کے جنکی جامع آپکی ذات عالہ
شاعری اور انشاپردازی مین بہی آپ ہی اپنے ثانی ہین ہر چند اُ
اور کمالات کے مقابلہ مین یہہ ایک پست پایہ ہے لیکن اسکی طرف
توجہ کی تو اوس پست کو ایسا بلند کیا کہ عرش تک پہنچا دیا فارسی مین
آپکی خوش بیانی اور نازک خیالی کا یہہ مرتبہ ہے کہ باوجودیکہ
کہ حضرات عجم کبہی ہندیون کی فارسی کو تسلیم نہین کرتے چہ جائیکہ
تعریف مگر آپکے وقت مین جتنے عجمی ہندوستان مین آئے ا
جنہون نے آپ کا کلام نظم و نثر سنا سب نے آپ کی اوستادی

تسلیم ہی ہنین کیا بلکہ توصیف بھی کی چنانچہ عارف علیشاہ خراسانی جو بڑے دریدہ دہن تھے ہر شخص کے عیب و صواب کو اوس کے مُنھہ پر کہہ دینا اون کے نزدیک کچھ بات نہ تھی اور بے تامّل کہہ دیا کرتے تھے ہمیشہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ جب سے مین ہندوستان مین آیا ہون مین نے ایسی شستہ و رفتہ فارسی کسی کی ہنین سُنی جیسے آپ کی ہے سید عبد اللہ شیرازی نے جتنے قصاید آپ کی شان مین کہے سب مین آپ کے اس کمال کی بھی تعریف کی چنانچہ یہہ اشعار متفرق اون کے قصاید کے ہین۔

بجز کلک دربان تو اندر گہہ رقم	یا للعجب کہ دیدئہ خشک درنثار
تو ئی کہ از اثر ابر کلک درپاشت	ہمیشہ گلشن فضل و ہنر بود ریان
بو الفرح از حیرت شیرین کلامش منفعل	الوری از خجلت شیوا بیانش شرمسار
کہے کہ خامئہ گوہر فشان بکف گیری	ہمی بنان تو بوسد ز شوق روح کمال
کلک و لال بریزد ہمہ درگاہ رقم	نطق او در بفشاند ہمہ ہنگام کلام

اور سید محمد حاذق بغدادی نے اپنے قصیدہ مین لکھا۔

در لبستن شعر ہمسنگ بیدل	و ندر قصاید ہمدوش سلمان

یہہ تصنیف بھی ایسی ہے کہ جسکی تعریف مد امکان سے باہر ہے حضرت باقتضاے زمانہ جب اُردو کی طرف متوجہ ہوے تو

اوسکی انشا کو فارسی سے کہین بڑہا دیا میرا دعوی بے دلیل نہین
جسکو یقین نہو وہ اس کتاب کو دیکہے اور ابتدا سے اسوقت تک
جتنی کتابین اُردو نثر مین لکہی گئی ہین مجہے دکہادے کہ اس طرح کی
نثر کسی نے لکہی ہے یہہ سلاست زبان یہہ صفائی ترکیب
یہہ نازک خیالی یہہ مضامین عالی یہہ رنگ یہہ ڈہنگ کس کی
نثر مین ہے ارباب زمانہ اگر رشک نہ کرین اور انصاف سے
نہ گذرین تو فارسی نثر کے اعلی درجہ کی انشائین جو اہل زبان کی ہین
اون سے بہی اس اُردو کی نثر نے زیادہ عروج پایا ہے جیسے
مرزا اسد اللہ خان غالب نے اپنے دیوان کی نسبت فرمایا ہے
+ غالب اگر این فن سخن دین بودے + آن دین را ایزدی کتاب این بودے +
اگر فن انشا بہی کوئی دین ہوتا تو گو مین گستاخی کے خوف سے
اس کتاب کو ایزدی کتاب نہ کہتا لیکن بڑے دعوی سے
اوس دین کی دینی کتاب تو ضرور کہتا اور فہمیدہ لوگ اوسپر
ایمان لاتے حق تو یہہ ہے کہ آجتک اُردو کو کوئی اس وش سے
لکہہ نہ سکا حضرت اس کے موجد ہین اور اب اس پر داز پر جو
کوئی لکہے وہ اون کا مقلد ہے

جان رسیدہ بقالب معنی + گویم او را مگر خدای سخن

گر چنین شاہد سخن باشد + میکنم جان خود فدای سخن

مین نے یہہ کتاب ہنین چہپوائی اُردو کشت زار کے لئے ایک
ایسی نہر جاری کر دی جس سے اُسکی سرسبزی کو ہمیشہ ترقی
ہوتی رہے گی انشا پردازون کو ایک اوستاد بے بدل دیدیا
کہ اس سے تعلیم پاکر اس فن مین تکمیل حاصل کیا کرین گے اس نعمت
خاص کے عام کر دینے سے مین اس صلہ کا مستحق ہون کہ جب اس سے
فایدہ اوٹہائین مجہے دعاے خیر سے یاد کرین اب مین مختصر حال
تاریخی بہی حضرت مصنّف کا ناظرین کتاب کی واقفیت کے لئے
یہان لکہتا ہون واضح ہو کہ آپ سلطان زین العابدین کے
اولاد مین ہین جو ۸۲۷ھ ہجری مین تخت نشین کشمیر تہے سلطنت
اوس خاندان سے جاتی رہنے کے بعد حضرت کے بزرگون نے
گوشہ نشینی اختیار کی جب کشمیر مین سلاطین تیموریہ کی عملداری
ہوئی تو حضرت کے بزرگوار عمدہ مناصب پر مثل نیابت صوبہ
اور دیوانی مامور کئے گئے اور یہہ دور آخر دور سلاطین
دّرانیہ تک رہا اور آپ کے جد مادری حضرت خواجہ بابا داود خاکی
رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین جنکا شمار صوفیہ کرام مین ہے
مّدت تک آپ کے ننہال کے بزرگوار اپنے خاندان کے طریقہ کے

موافق تارک دنیا رہے سلاطین تیموریہ نے بسبب نہایت ورع و تقوی کے حضرت کے نانا کے مورث اعلی کو باصرار کشمیر کے قضا کے عہدہ پر منصوب کیا یہہ عہدہ اوس خاندان مین سکہون کی عملداری مین بہی رہا اور اوس وقت تک تہا کہ جب سرکار انگریزی نے کشمیر راجہ گلاب سنگہہ کو عطا کیا بعد اوس کے یہہ عہدہ اوس خاندان سے جاتا رہا حضرت کے ننہال مین سوا ایک شخص کے جو قاضی ہوتا باقی اہالی خاندان شاہان سلف کے عہد مین اور معزز مناصب پر مقرر رہا کئے آپ کے جد بزرگوار اور آپکے نانا کے والد ماجد کے انتقال کے بعد خواجہ حضور اللہ مغفور آپ کے والد اور خواجہ نصیر الدین مرحوم آپ کے نانا بسبب حرج و مرج حکومتون کے ترک وطن کرکے شہر لاسہ مین جو عملداری شاہ چین مین ہے چلے آئے شاہ چین کی سرکار سے بڑا اعزاز دونو حضرات کا ہوا یہانتک کہ مسلمانان ساکنین لاسہ کے ہر قسم کے مقدمات کے انفصال کے اختیارات بہی دونو صاحبونکو دیئے گئے ایک مدت دراز کے بعد دونو صاحب لاسہ سے نیپال مین چلے آئے اور وہین کی اقامت اختیار کی مہاراجہ نیپال کی سرکار مین بہی اون حضرات کا بڑا وقار اور اعتبار رہتا دہین سنہ ١٢٦٢ھ

مین آپ کی ولادت ہوی آپ کا سن چار برس کا تھا کہ آپ کے
والد اور نانا نے نیہال کی بود و باش چہوڑکر بنارس مین توطن
اختیار فرمایا وہین حضرت سن شعور کو پہنچے اور تحصیل علم کیا اور
۱۲۵۵ہجری مین آپ کے والد نے اس عالم سے عالم جاودانی کو انتقال
فرمایا اور آپ اوسی سنہ کے آخر یعنے ۱۸۴۰ع مین اکبرآباد مین
اپنے خالو مولوی محمد خان بہادر مرحوم میر منشی لفٹنٹ گورنری ممالک
مغربی و شمالی کی نیابت مین مقرر ہوے جب سرکار نے مفسدان
گوالیار کی تنبیہہ کی غرض سے فوج کشی کی اور خود بندگان نواب گورنر
جنرل بہادر بسبیل یلغار کلکتہ سے تشریف لاکر بنفس نفیس اوس مہم مین
شریک ہوے اور اونکا دارالانشا ساتھہ پہنچ نہ سکا تو اکبرآباد سے
حضرت ہی اوس مہم مین ہمراہ گئے اور اوس مہم کی تحریر کا کام
سب آپ نے اسطرح انجام دیا کہ رخصت کے وقت مخلع کئے گئے
اور ترقی کے لئے سفارش ہوئی جب مولوی سید محمد خان بہادر
مرحوم بندگان نواب گورنر جنرل بہادر کے میر منشی مقرر ہوے تو
۱۸۴۴ع مین حضرت کی ترقی اونکے عہدہ پر کی گئی اوس زمانہ سے
اوسط ۱۸۵۵ع تک اتنے بڑے اور نازک عہدے کو آپ نے اس
خوبی سے انجام دیا کہ حکام غایت درجہ محل اعتماد سمجھتے تھے

اور ہندوستانی غرباسے روساتک سب آپکے شاکر اور ممنون تھے اور ایک بہت نازک وقت جو ہندوستانمین باغیون کے غدر کا تھا اوسمین ایسی نمکحلالی اور وفاداری سرکار دولتمدار کی کی کہ بعد غدر رفع ہونیکے سرکار نے سات پارچہ کا خلعت اور تین رقم جواہر یعنی جیغہ اور سرپیچ مرصع اور مالاے مروارید اور اوسکے ساتھہ سند خیر خواہی کی عنایت کی اور اوس سندمین بہت آپکی تعریف لکھی جب حضور ملکہ معظمہ انگلستان وہندوستان دام ملکہا کے قیصر ہند ہونیکا جشن ہوا تو اوسمین تمغہ قیصری مع سند آپکو عطا ہوا اواسط ۱۸۸۵ع مین باوجود اسکے کہ حکام والا مقام آپکا ترک خدمت کرنا نہین چاہتے تھے اپنے اصرار سے پنشن لے لی پنشن لینے کے بعد سرکار دولتمدار سے آپکو خان بہادر ذو القدر کا خطاب عنایت ہوا اور حاضری دفتر خزانہ کی پنشن لینے کے لئے معاف کی گئی اور حسب رضا سکرٹری بندگان نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے آپکو منشی صاحب مہربان دوستان کے القاب سے خط لکھا نواب کلب علیخان بہادر مرحوم والی ریاست رامپور نے جب آپکا پنشن لینا سنا تو دو بار آپکو تحریر بھیجی اور اپنی ریاست مین طلب کیا مگر آپ نہ گئے اور خانہ نشینی ہی کو پسند کیا اسوقت تک حکام عالیمقام کے حضور مین اور رئیسون اور ہمچشمون مین آپکا کمال اعزاز و وقار ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ✣

اس خاک کے پتلے کی بساط مین جسے انسان کہتے ہین رکھا ہی
کیا ہے جو خدا کی حمد کا حوصلہ کرے زبان ہے تو اُسکی دی ہوئی
نطق ہے تو اُسکا عطا کیا ہوا کلام کا سلیقہ ہے تو اُسکا بخشا ہوا پھر ہم
اوسی کے عطیے سے اوسکی حمد کو ادا کرنا چاہین تو کب ہو سکتا ہے اِس
عجز کی تصویر کے پاس جسے آدمی مشہور کرتے ہین سرمایہ ہی کونسا ہے جو
حبیب کبریا کی نعت کا ارادہ کرے جان ملی تو اوسکے طفیل سے
ایمان ہاتھہ آیا تو اوس کے صدقہ مین خدا کو پہچانا تو اوسکی ہدایت
سے جب اپنا کچھہ بھی نہ ہو تو کوئی نثار کیا کر سکتا ہے ہان دونو
کریم ہین دونو رحیم ہین ہماری عاجزی کو قبول کر لین تو یہہ بھی انکی
خاوندی ہے ورنہ ہم تو اس لایق بھی نہین غلام غوث کدہر جاتے ہو
اپنے تخلص کی طرح بیخبر نہ رہو ذرا خبردار ہو جاؤ اس دشوار گذار

وادی کو کس نے طے کیا ہے جو تم کروگے وہ کہو جو کہا چاہتے ہو سُننے
حضرات مجھے نہ نظم کا شعور نہ نثر کا سلیقہ نہ کسی علم و فن مین کمال
حروف لفظِ کمال کیطرح مہمل البتہ ہون اور سچ پوچھیے تو مجھے روز
خلقت ہی سے دِل ملا تو شکستہ جگر ملا تو برشتہ آنکھین ملین تو اشکبار
زبان ملی تو نوحہ سرا ہاتھہ ملے تو گریبان کے عاشق پانو ملے تو صحرا
کے مشتاق دماغ ملا تو سودا کا گھر حواس ملے تو پریشان طبیعت ملی
تو افسردہ قسمت ملی تو نحوست کی دوست دعا ملی تو اجابت کی دشمن
پھر ایسا آدمی کیا سیکھے اور اوس سے کیا آئے شمع کی طرح جو ایجاد ہی جلنے
کے لئے ہوا ہو اوس سے سوا ے جلنے کے اور کیا ہو گا پروانہ کے مانند
جو جان ہی کھونے کے واسطے پیدا کیا گیا ہو اوس سے بجز اوس کے اور
کیا کام آئیگا گل پژمردہ سوا ے خاک پر پڑے رہنے کے کس مصرف کا
ہوتا ہے برگِ خزان دیدہ بغیر زرد روئی کے کیا رنگ لا سکتا ہے
دستِ شکستہ سے سواے اسکے کہ وبالِ گردن ہو کیا کام نکلے پاے
لنگ سے بجز اسکے کہ بار دامن ہو کس راہ مین قدم رکھا جاے زبان
گنگ کیا سبقِ فصاحت پڑھے گوش کر کیا لطف نغمہ حاصل کرے شعرا
فلک کو مینائی کہتے ہین مگر اس نے میرے ساتھہ تو ہمیشہ پتھر ہی کا کام کیا
زمانے کو قدمانے صاحب ہمت لکھا ہے لیکن میرے حق مین تو وہ

دون ہمت ہی رہا کچھہ آنے کی تو قابلیت ہی مجھہ مین نآئے آتا کیا ہان
اصالت کے اثر سے کہ کشمیری اصل ہون اور وہان بعد وہان کے
اصلی زبان کے جو زبان رائج ہے وہ فارسی ہے فارسی کے ساتھہ
کچھہ مناسبت جبلّی رکہتا ہون اور اتفاق وقت سے نوکری بھی
ملی تو وہ جسمین فارسی ہی سے کام رہا یعنی گورنمنٹ ممالک مغربی
اور شمالی کے دار الانشا کی میرمنشی کا عہدہ مدت عمر سے چھیالیس برس
اوسمین صرف ہوئے یہی اسباب اسبات کے ہوئے کہ جب کبھی نظم کے
پردے مین نالہ موزون کیا یا کبھی نثر کے پیرایہ مین سوز درون ظاہر
ہوا تو فارسی ہی زبان مین جسکا مجموعہ علیحدہ گل رعنا کے اسم سے
موسوم ہے۔ اُردو کی طرف کبھی توجہ نہوئی مگر جب ؎ زمانہ دگرگونہ
آئین نہاد:: حکّام عالیمقام نے دفترون مین اسی زبان کو رائج کیا
علمانے عربی فارسی کتابون کا ترجمہ اوسمین کرنا شروع کیا حتی کہ
قرآن شریف اور احادیث کا ترجمہ بھی اوسی مین ہو گیا اہل تصانیف
نے جو کتاب تصنیف کی اوسمین شدہ شدہ عام و خاص مین خط و
کتابت بھی اوسی مین ہونے لگی میرے ہم نواؤن نے بھی باوجود
اسکے کہ فارسی دانی مین اہل زبانون کی محسود تھے اسی ہنجار کو اختیار
کیا یارون کی جماعت سے خارج کیونکر ہوتا ناچار مجھے بھی اوسی طریقہ

چلنا پڑا مدت دراز تک جو کچھہ لکھا اوسکی نقل نہ رکھی کچھہ اس سبب سے
کہ اودہر توجہہ نہ تھی کچھہ اس خیال سے کہ اپنی تحریر کو اس قابل نہین
جانتا کہ اورون کا دردسر اوس سے بڑھایا جاے اخیر مین فرزند ان
عزیز نور بصر و پارۂ جگر خواجہ حسین الدین اور خواجہ احمد حسین کے اصرار
سے مجبور ہوا جو لکھا اوسکی نقل رکھہ لی وہ بھی علی العموم سب کی نہین یون
کچھہ فراہم ہو کر یہہ مجموعہ طیار ہوا اور **فغان بیخبر** کے نام سے نامزد
کیا گیا اسمین دو فغان ہین پہلے فغان مین متفرق نثرین ہین مثل خطبہ اور
تقریظ وغیرہ دوسرے فغان مین رقعات میری اس بیہودگی کو کہ
کیسے خرافات کو جمع کیا جو دیکھنے والون کی نظر کو بار ہون گے اور
سُننے والون کی خاطر کو ناگوار اہل کمال معاف کرینگے تو مجھے مرہون
الطاف کرینگے اس لئے کہ مین نے اپنی طبیعت سے ایسا نہین کیا
بلکہ اون کے اصرار سے جن کی خاطر عزیز تھی +

پہلا فغان

مولانا غلام امام شہید کی اُردو انشا مسمےٰ بہ بہار بیخزان کی تقریظ

مردم دیدہ آج گھر بیٹھے بہشت کی سیر کرتے ہین اللہ اللہ صفحۂ قرطاس پر

کیا جوش بہار معانی ہے تار نگاہ مین بے تکلف موتی پروئے جاتے
ہین واہ واہ کلک گہر بار کی کیا ورفشانی ہے سبحان اللہ یہہ کیسی
انشا ہے جسکے دیکھنے سے یہہ لطف اوٹھتا ہے کتاب ہے یا گلزار
بیخزان جس صفحہ کو دیکھیے حاشیہ فردوس کے روشون پر حاشیہ لکھتا ہے
جدول کے خطوط پر سلسبیل اور کوثر کا جی پانی پانی ہوتا ہے
سطرین سنبلستان ہین الفاظ گلستان ہین حروف کی کششون پر سرو اور
شمشاد کا یقین ہوتا ہے دایرون سے نرگستان آنکھون کے تلے
پھر جاتا ہے حرفون کی سیاہی سے کاغذ کی سفیدی وہ کیفیت
دکھاتی ہے گویا درختون سے چاندنی نے کھیت کیا ہے کاغذ کی
سفیدی پر حرفون کے سیاہی کی وہ بہار نظر آتی ہے جیسے صحن باغ پر
بادل چھا رہا ہے وہان قوت نامیہ سے درخت ہر سال پھولتے
پھلتے ہین یہان فکر رسا کے سے جب دیکھیے فقرات برجستہ سے معانی تازہ
نکلتے ہین مجموعہ ہے یا گنج شایگان ہر باب مین ایسے ایسے بے بہا جواہر
حکمت کے بھرے ہین کہ جسے دیکھکے جوہری عقل کے عقل چکراتی
ہے ہر فصل مین اتنے نقد کامل عیار دانش کے انبار دہرے ہین
کہ تعداد اوسکی صیرفی ذہن کی ذہن مین نہین آتی یہہ وہ جوہر ہے
جسکے رکھنے کو حلقہ چشم درجک ہو تو بجا ہے اور یہہ وہ نقد ہے جسکے

پڑھنے کو سویداے دل محک ہو تو زیبا ہے شہر علم کے مفلسون کو صلاے
عام ہے کہ اسکی سیر کو آنکھین کھولین دامن نگاہ مین ہوتی رولین دیار
دانش کے نادارون کو اجازت تام ہے کہ اس گنجینہ کے دیکھنے کو آئین
جتنا حوصلہ ہو اوٹھائین خالی ہاتھ نہ جائین کتاب ایسی کیون نہ ہو جب مصنّف
اسکا وہ ہے جسکی فصاحت نے سحبان کے مُنہ مین قبر کی مٹی سے خاک
بھری اور جسکی جادو بیانی نے سحر بابل کی قدر مٹی کی یعنی فاضل بے بدل
عالم عدیم المثل منشی اعجاز نگار شاعر سحر گفتار مولانا غلام امام شہید
جنکا ثانی فضل وکمال مین نہ دیدہے نہ شنید تحریر عربی سے اون کی
اعشیٰ اور جریر کی پیٹھ قبر مین نہ لگی تھی نثر فارسی سے ظہوری اور طغرا
خواب عدم مین چین سے نہ سوئے تھے شعر نے انوری کو بے نو خاقانی
کو ٹکر گدا کر دیا تھا اب اُنکی اُردو سے سودا کی روح کو سودا ہو گا
میر اپنا مرنا غنیمت جانیگا ہوس کو پہلے ہی خوب سوجھی جو یہہ تخلص
اختیار کیا یعنی در پردہ معذرت چاہی کہ مین تو ہوس کرتا ہون کمال
حق اور کسیکا ہے سوز کو بھی کچھہ اون کی خبر پہنچ گئی تھی کہ آتش
رشک سے جلکر یہہ تخلص اپنے حسب حال رکھا ناسخ اب ہوتا تو مصحفی
سے تخلص اپنا منسوخ مشہور کرتا آتش نہ مرتا تو کیسا کیسا جلتا اونکی اس
نثر نے رتبہ نظم کا کھو دیا اوستادون کا سفینہ دریا مین ڈبو دیا

سچ تو یون ہے کہ اونکی حیثیت اور اُردو نویسی زمین و آسمان کا فرق
ہے اسپر بھی اگر تفنن طبیعت کے لئے ادہر کچہہ میل کرتے تو ایسی لکھتے
کہ اونکی اُردو انشا کے سامنے علامی[۱] اپنی انشا سے خط غلامی لکھتا
بہار دانش کی بہار پر خزان کا وقت آجاتا سہ نثر ظہوری کو لوگ
چہپا ڈالتے طغرا کی تحریر کو خط باطل کیطرح مٹا ڈالتے پر اس سے
مجبور ہوے کہ فرمایش نثر عاری کی تہی گو وہ نہین اوس سے عار تھا
پر حکم ماننا ناچار تھا لیکن لوٹ جانے کی جا ہے کہ اس سادگی مین سیکڑون
طرحدار اسکا فدا ہو رہا ہے اپنے نزدیک گو کچہہ نہ لکہا ہو پر کیسا کچہہ لکہا ہے
اگر انصاف کیجئے تو ایسی کتاب اُردو مین آج تک کوئی نہین ہوئی
اُردو کو رتبہ فارسی کا بخشا ہے اُردو نویسون کو سامان انشا پردازی کا
عطا کیا ہے اسکی بدولت ہر ایک اُردو نویس اب ایسا منشی ہو سکتا ہے
کہ فارسی کے اُستادون کو اون کے آگے سکتہ ہے اِن مین سے
کب کوئی ویسا لکہہ سکتا ہے بلکہ یہہ کتاب اُردو نویسون ہی کے
حق مین مفید مطلب نہین ہر ایک قاعدہ اسکا فارسی دانون کے
حق مین بھی اکسیر کا نسخہ ہے مصنف نے جو اس کتاب کی تصنیف عاجز
کے تکلیف دینے سے اختیار فرمائی میری زبان مین کیا تاب و توان
ہے کہ اسکا شکر ادا کرون یہہ تقریظ تو کیا اگر دفتر کے دفتر لکھون ایک

[۱] علامی لقب شیخ ابو الفضل کا ۱۲

حرف ادا ہواس لئے دعا پر ختم کرتا ہون الہی جب تک معنی سخن مین
اورسخن حرف مین حرف خط مین اور خط جان قالب کتاب ہو+ بنشمندو
تعویذ جان اس کتاب کا ہر ایک باب ہو۔ یہہ دعا بیخبر کی مستجاب ہو+

رسالۂ فضایل نبویہ مصنفہ مولوی مہدیعلی صاحب کا دیباچہ
لراقمہ

اوراق ہین طباق سپہر دوّار
الفاظ کواکب ہین معانی انوار
ہے خطّ شعاعی کا قلم پر عالم
کس مہر درخشان کا ہون اوصافنگار

شب ماہ مین اگر کوئی چاند کی تعریف کرے تو مفہوم اوس سے مدح ماہتاب ہے
روز روشن مین اگر کسی نے روشنی کی توصیف کی تو مرجع اوسکا آفتاب
ہے شجر باردار کی خوبی کی داستان ثمر کے وصف کا پہل دیتی ہے
گل رنگین کے حسن کے بیان سے بہار کی صفت کی بو نکلتی ہے قطرات
نیسانکی ثنا مین تراوش معنی کا ڈہنگ دکہانا گوہر کی خوش آبی کی
تقریر سے موتی رولنا ہے موج کی مدح سے تر زبان ہونا دریا کی
ستایش کا دفتر کہولنا ہے مصور کے کمال کا مذکور کرنا تصویر کی خوش
ترکیبی کی صورت دکہاتی ہے خط کی شیرینی کا حرف زبان پر لانا خطاط کی
قوت دست کی حکایت سناتی ہے ذات کی پاکیزگی کا ذکر صفات
کی برگزیدگی کا اظہار کرنا ہے عکس کی صفائی کا تذکرہ آئینے کے آئینہ

مدحت کو جلا دیتا ہے اسی طرح نظر حقیقت بین سے دیکھیے تو عقل سلیم
بے حجت اس امر کو تسلیم کرتی ہے جب سر زانو فکر پر رکھیے تو جودت ذہن
بے دقت اس نکتے کو تعلیم کرتی ہے کہ پروردگار کی حمد احمد مختار کی
نعت ہے اور فخر موجودات کی نعت خالق کائنات کی حمد حمد سے
نعت یوں نکلتی ہے جیسے خورشید سے نور اور نعت حمد سے اس طرح
خبر دیتی ہے جس طرح خوشی کے معنی سے لفظ سرور حصول نعمت مین
اگر ہم منعم کا شکر کرین تو واسطۂ انعام کی تعریف سے جس نے یہہ
احسان کیا کہ نعمت دلوائی وہ جملہ کب خالی ہے ہان سمجھنا فکر رسا کا
کام ہے حصول عطیہ مین اگر ہم ذریعۂ اعطا کے امتنان کا ذکر کرین
تو معطی کی توصیف جسکی ہمت نے ہمین محروم نرکھا اوس فقرے سے
خالی ہے سمجھنے کو البتہ طبیعت عالی چاہیے ذرا غور کا مقام ہے
جب سحر تقریر مین مشرق ناطقہ سے خورشید حمد اس طرح جلوہ طلوع دکھائے
کہ خداوند پاک کیا قادر توانا ہے جس نے عدم سے عالم اور عالم مین
آدم پیدا کیا اور اس انتخاب دفتر موجودات کو کرامت شرافت
اور علم نامحدود عطا کرنے سے مسجود ملائک بنایا تو فرمائے روشنی
نعت محجوب کہا کیونکر اوس سے تابان نہوئی جس صورت مین یہہ امر
مسلم ہے کہ یہہ ساری نعمتین ہمین اوسیکی بدولت ملین وہ واسطۂ انعام

وہی جناب تقدس مآب ہے اگر وہ خلوت قدم سے بزم حدوث مین
رونق افروز نہ ہوتا تو ہم کہان ہوتے اور یہہ نعمتین کہان اور جب
شام تحریر مین شمع قلم فروغ نعت سے یون نورافشانی پر آئے کہ
صاحب لولاک کیسا ہادی راہ ہدی ہے جسکی ہدایت سے ہمین نور ایمان
اور اوس نور سے اسلام اور عرفان حاصل ہوا اور اوسکی اُمّت
ہونے سے ہمین وہ وقعت ملی جسکی اگلے ابنیا کو حسرت رہی تو کہئے
صورت حمد واہب العطایا کس طرح اوس سے نمایان ہوئی جس
حالت مین یہہ بات متحقق ہے کہ عطیات الٰہی مین سے ہمارے لئے
بڑی عطا حضرت کا وجود باجود ہے اگر وہ اپنے دریائے بخشش کو
موج زن نہ کرتا اور ہمین یہہ عطیہ نہ بخشتا تو ہمارے نصیب کہان تھے
اور کہان یہہ دولت بے پایان ✣

الراقمہ

ہے حمد احد مین نعت احمد مدغم	اور نعت مین ہے حمد خدائے اکرم
ہے دست وگریبان وہی نسبت انمین	جو مہر مین اور دن مین ہے نسبت باہم

سبحان اللہ ایسا منزہ مطلق کہ جسکا محرم خاص باوجود حصول قرب
لی مع اللہ کے اوسکی معرفت سے عجز کا اقرار کرے صل علی ایسا رسول
برحق کہ جسکی رسالت کے اقرار بغیر خدا کی وحدانیت کا اقرار نتیجہ انکار دے

وہ ایسا نور مصباح قدوسیت جسکی تجلّی جلال سے عقل کے خرمن پر
بجلی گرے یہہ ایسا گوہر دُرج نبوّت جسکی رخشانی جمال سے اِدراک کی
آنکھہ جھپکے اوسکا حُسن تنزیہ خط و خال تشبیہہ سے معرّا اسکی صورت
تشبیہہ سے سراپا حُسن تنزیہ ہویدا اوسکا شاہد معنی آئینۂ صورت مین
عکس نہ ڈالے اسکا آئینۂ صورت شاہد معنی کا جلوہ دکہا دے
وہ کبریائی مین لاشریک اور یکتا یہہ اصطفا مین بے عدیل اور بے ہمتا
وہ بفحوائے ہوالاول ہوالآخر مرتبۂ ابتدا کی بدایت اور رتبۂ انتہا کی
نہایت یہہ بمنشائے اول ماخلق اللّٰہ نوری اور لانبیّ بعدی
فاتحۂ کتاب خلقت اور خاتمۂ رسالۂ رسالت اُوسکی قدرت سے
خاک کا پُتلا دولت نطق سے کامیاب اسکے معجزہ سے سنگریزون کی
گویائی موجب استعجاب اوسکی شان ایسی عظیم کہ کمند خیال وہان تک
پُہنچنے مین کوتاہ اِسکا خُلق ایسا عظیم کہ قرآن مجید اُوسکا گواہ وہ
تمام عالم کا معبود یہہ سارے ملائک کا مسجود وہ خالق اسکی ذات
بابرکات کا یہہ مظہر اوسکی شیون و صفات کا وہ ایسا ربّ العالمین
جسکی شان ربوبیت مشرکون کی پرورش سے بہی باز نہ رہے
یہہ ایسا رحمت للعالمین جسکی جوش رحمت دشمنون سے بھی منتظر
نیاز نہ رہے اوسکا فرمان رحم طغرائے غفّار الآثمین سے مزین

اسکا طومار کرم عنوان شفیع المذنبین سے معنون وہ ایسا کارساز
جسنے ہر ایک کے لئے احتیاج سے پہلے ما یحتاج مہیا کیا یہہ ایسا بیکس نواز
جو ولادت سے رحلت تک کسیوقت اُمّت کی فکر سے غافل نرہا
وہ ایسا کریم کہ سائل کا سوال ہنوز لب تک نہ آیا اور وہ شرمایا
یہہ ایسا حلیم کہ کافرون کے حق مین بھی کبھی دعاے بد زبان پر نہ لایا۔

لراقمہ

پاک ہے شرکت سے جو ذات خدا — کب محمد کا ہے ثانی دوسرا
گر خدا اسمین شریک اوسکا عدیم — تو نبوت مین عدیم اسکا سہیم
ہین خدا کی جسقدر شان و صفات — مظہر اون سب کی ہے پیغمبر کی ذات
ہے کریم اللہ تو یہہ بھی کریم — ہے رحیم اوسمین تو یہہ بھی رحیم
اوسکو بندون پر عنایت جسقدر — اسکو بھی شفقت وہی ہر ایک پر
حق اگر پیدا نہ کرتا اسکی ذات — کوئی کیونکر جانتا اوسکی صفات
بلکہ اوسکی ذات کا مظہر ہے یہہ — بات عقل و فہم سے بڑہ کر ہے یہہ
ہون اگر آنکھین تو لو دیکھو عیان — جو وہان پنہان تھا پیدا ہے یہان
ہے فقط اک میم کا پردہ پڑا — شاہد وحدت ہے اوس سے جھانکتا
پوچھئے عاشق مزاجونسے یہہ طور — لطف ہے معشوق کا پردے مین اور

تعالے اللہ حق تعالے نے اپنے حبیب کو کیسا مرتبۂ اعلیٰ بخشا کہ مدح

اوسکی کسی سے ممکن نہین یہی وجہ ہے کہ آپ مدّاح ہوا سچ ہے خداہی اوسکی مدّاحی کے لایق ہے کسی اور کا کیا حوصلہ کہ اوسکی صفت و ثنا مین زبان کھولے جو عالم غیب کا خزانۂ راز ہے اور بازار شہود کا سرمایۂ اعزاز خلوت خفا کا شاہد نازنین شہر نمود کا صاحب تاج و نگین بحر قدم کا گوہر آئینۂ حدوث کا جوہر وجوب و امکان کا برزخ اعظم ذات و صفات کا مظہر اتم معشوق ہو الباطن کا حسن نمکین اسم ہو الظاہر کا تفسیر دلنشین جملۂ ایجاد کا اصل اصول قضیۂ ظہور کا نتیجۂ معقول آدم کا ذریعۂ آبرو عالم کا منتہاے آرزو ساخت لامکان کا سیّار اوج قدس کا طیّار دیدۂ آفرینش کا نور سینۂ بینش کا سرور خالق کا محبوب خلقت کا مطلوب نقد شفاعت کا قاسم جنس معصیت کا خریدار صفت آمرزش کی صورت شان غفّاری کا وسیلۂ اظہار شکستہ پاؤن کا دستگیر بیچارون کا چارہ اور تدبیر بیکسون کا کارساز غریبون کا دلنواز محتاجون کا ملجا اور ماوا حاجتمندون کا حاجت روا مایوسون کا امیدگاہ بیدلون کا پشت پناہ غمزدون کا غمخوار عاجزون کا مددگار خستہ جانون کا طبیب محنت کشون کا حبیب بے سامانون کا سامان دردمندون کا درمان جفادیدون کا مونس ستم رسیدون کا ہمدم صلی اللہ علیہ وسلّم۔

الراقم

بشر سے ہوسکے کب اوسکی تعریف
کہ ہے عالی بہت وہ ذاتِ امجد

حقیقت کی دلیل اوس سے مبرہن
نبوّت کی بنا اوس سے مشیّد

بنے جتنے ہین سب اوسکے طفیلی
وہ ہین مضمون آورد اور یہہ آمد

کہان ہم اور کہان اوسکی مدایح
بڑہین کیون جانتے ہین اپنی ہم حد

ہمین زیبا ہے بس خاموش رہنا
خدا جب خود کرے مدحِ محمدؐ

خطبہ جو انجمن اعانت قوم مین مولوی تاج الدین حیدر صاحب صدر انجمن کے طرف سے پڑہا گیا

یا حضرات المسلمین رحمکم اللہ اجمعین - خالق دوجہان نے جو انسان کو اشرف المخلوقات بنایا تو اوسمین صفات بھی ویسی ہی اشرف اور اعلی رکہے چنانچہ منجملہ اون صفات کے ایک صفت ہمدردی اور غمخواری کی ہے اگر یہہ نہو تو انسان اور حیوان مین کچھہ فرق باقی نرہے بلکہ انسان حیوان سے بھی گہٹ جاے اب دیکہنا چاہئے کہ ہمدردی اور غمخواری کہتے کسکو ہین - اسکا نام ہمدردی اور غمخواری نہین ہے کہ کسی کی حالت ابتر اور پریشان دیکہکر دو کلمے

تاسف کے زبان پر لائے یا بہت کیا تو دو قطرے آنسوؤن کے
آنکھون سے ٹپکائے نہین بلکہ ہمدردی اور غمخواری اسکو کہتے ہین
کہ مصیبت زدہ کا شریک حال ہو جاوے اور جس تدبیر سے
جس بات سے اوس کے رنج وغم کا تدارک ممکن ہو وہ عمل مین لاوے
زبان سے اعضا اور جوارح سے روپے سے جان سے اوسکی اعانت مین
دریغ نہ کرے جبتک ایسا نہ کرے ہمدردی اور غمخواری کا اطلاق
اوسپر نہوگا جو شخص دنیا کے کامون مین کسی کے ساتھہ ہمدردی
کرتا ہے سب اوسکی وضعداری اور پختہ مزاجی کی تعریف کرتے ہین
اگر دین کے کام مین اس صفت کو کوئی برتے تو ظاہر ہے کہ لوگون کے
نزدیک کتنا نیک نام اور خدا کے حضور مین کیسا سُرخرو اور
مقبول ہوگا اس بات کو سب خاص و عام جانتے ہین کہ حضرت
سلطان روم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ صرف دنیوی شاہنشاہ
نہین ہین دینی مراتب کو بھی اونکی ذات سے تعلق خاص ہے
سوا اون کے کون ایسا ہے کہ مکّہ معظّمہ اور مدینہ منورہ اور
کربلاے معلّی اور نجف اشرف اور بیت المقدّس وغیرہ مکانات
متبرکہ کا خادم ہوا ور اس شوکت اور عظمت سلطانی پر ان
مقامون کے نسبت دعوی بادشاہی نہ کرے بلکہ دعوی خادمی کرے

اور اپنے کو ان متبرک مکانون کا خادم سمجھے ہے اور کہے اور لکھے یہہ
شرف خاص خداوند تعالی نے اونہین کو عطا فرمایا ہے ایسے سلطان پر
جب ایک تردد کا وقت آئے تو کیا بنظر ہمدردی اور غمخواری انسانی
اور کیا از راہ غیرت وحمیت اسلامی وایمانی اونکی اعانت تمام
جہان کے مسلمانون پر کیونکر واجب اور لازم بلکہ فرض نہو کہ اونکی
اعانت دین کی حمایت ہے یہی وجہ ہے کہ بالفعل جو اونہین اپنے
غیر مذہب صوبون سے لڑائی ہیش آئی جسمین ہزارون مسلمان
شہید ہو اور اونکی عورتین اور بچّے بیوہ اور یتیم ہوگئے اور ہزارون
اہل اسلام زخمی ہو کر شفا خانون مین پڑے ہین اور پہر روسیون سے
لڑائی پیش ہے تو تمام عرب اور عجم اور روم اور شام کے مسلمانون نے
اعانت کے لئے عام چندہ کیا اور لاکہون روپے سلطان کے
خزانے مین بہیجدیے اگر اونکی تفصیل بیان کرون تو ایک دفتر ہو
اسی پر قیاس کر لیجیے کہ مضافات روم مین ایک بزرگ ہین
جلال الدین آفندی نام طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ عظام مین سے
اونہون نے اڑہائی سو اشرفی اور تین سو گوسفند اور نو خچر اور
سات گاے اور بہت سے چاندی کے برتن چندے مین دیے
اور ایک امیر نے وہین کے ایک بہت تکلف کا جہاز جو اپنی سواری کے

نوا یا تھا لڑائی کے مقام سے زخمیون کے لانے کے لئے وقف کیا
عورتون نے ایسی ایسی ہمت مردانہ کی کہ والی ولایت طونہ کی
بی بی نے کمیٹی کرکے بارہ ہزار ایک سو پیراہن اور گیارہ سو چار
پایجامے زخمیون کے استعمال کے لئے جمع کیے ایک شہر کی بوڑھی
عورتون نے وہان کے حاکم سے درخواست کی کہ زخمیون کی خدمت
کے لئے ہم لوگ بھیجدیے جائین ہزار ہزار آفرین انگلستان کے
صاحبان انگریز بہادر کو کہ اونہون نے صرف منشاے ہمدردی
انسانی سے چندے کی کمیٹی وہان بھی قایم کی اور ایک صاحب نے
اوس مین لاکھہ روپے دیدیے ہرچند ہندوستان کے مسلمانونکو
نہ ایسا مقدور نہ ایسی ہمت مگر پھر بھی خدا کا شکر ہے کہ ان خبرونکے
سُننے سے یہان والون کو بھی اسکی توفیق ہوئی کہ ہر جگہہ چندہ
جمع ہونا شروع ہوا حیدرآباد۔ بمبئی۔ مدراس۔ کلکتہ پنجاب ممالک
مغربی وشمالی مین اسکا چرچا پھیلا اور ہندوستان سے بھی ابتک
بہت کچھہ روپیہ گیا ہم مسلمانان الہ آباد کو بھی لازم ہے کہ اپنی
ہمت اور کوشش کو اس کام مین صرف کرین خود دین اور وانسے
مانگلین سرویہ والے جب سلطان سے لڑتے تھے تو شاہنشاہ روس نے
اون کے واسطے چندہ جمع کرنے کو اپنے نواسے کے گلے مین جھولی ڈالکر

گہر گہر اور دوکان دوکان بہیک منگوائی اور اپنی شاہنشاہی کی
کچہہ عزت نہ کی ہم اگر سلطان کے لئے اپنے مسلمان بہائیون سے
مانگین تو کیا شرم کی بات ہے بعضون کا یہہ قول ہے کہ کیا سلطان
ہمارے روپے کے محتاج ہین یہہ سچ ہے اگر دو چار لاکہہ بہی ہندوستان سے
جاے تو اون کے فوجی مصارف کے مقابلہ مین کس شمار مین ہے
لیکن اگر ہر ایک ملک و شہر کے لوگ ایسا ہی تصور کرکے کچہہ ندیتے
تو آج خزانۂ سلطانی مین اتنا زر کثیر کہان سے جمع ہوتا ایسا تصور
بہت نازیبا ہے اس کے بدلے یہہ خیال کرنا چاہئے کہ گو سلطان
ہمارے محتاج نہون لیکن ہم تو حمایت اسلام کی سعادت حاصل کرنیکے
محتاج ہین اوس سے اپنے کو کیون محروم کرین جب حضرت یوسف
علیٰ نبینا علیہ السلام مصر کے بازار مین بکنے کو آئے تو ایک بوڑہیا
ایک سوت کی پہینٹی لیکر اون کے خریداری کو آئی لوگون نے اوس سے کہا
کہ جہان سلطنتون کے خراج اور خزانے قیمت کے لئے موجود ہین وہان
تیرے سوت کو کون پوچہے گا اوس نے کہا یہہ مین بہی جانتی ہون
لیکن یہہ کیا کم ہے کہ اس حیلہ سے مین بہی یوسف کے خریدارون مین
شمار کیجاؤن ہم لوگون کا حال بالکل ایسا ہی ہے ہمارے چندہ کی
سلطانی خزانے کے آگے کچہہ حقیقت نہین مگر ہمارے لئے یہہ

نعمت کیا کم ہے کہ اس چندہ کی بدولت حامیان اسلام مین ہمارا نام
لکھا جاے۔ پھر ایسے وقت مین ہمت کیون کوتاہ کرین اور اس
دولت عظمی کو جو مفت لٹ رہی ہے کیون ہاتھہ سے کہوئین دیکھئے تو
لوگ کیسی کیسی ہمتین کرتے ہین اخبار جریدہ عسکریہ مین یہہ خبر لکہی ہے،
کہ ایک شخص ملتان کا رہنے والا بہرام خان نام اس سال
حج کرنے گیا تہا سلطان کی اعانت کے لئے جب انجمن حرم شریف مین
منعقد ہوی وہ بھی اوس مین حاضر ہوا پہلی مرتبہ دو ہزار تین سو
بیالیس قرش اور دوسری مرتبہ تین روپے اور ایک اشرفی
داخل کرکے زار زار رویا اور کہا کہ اگر مین اس انجمن کی اپنے
ملک مین خبر پاتا تو تمام املاک اور اسباب اپنا بیچکر دیدیتا اوسکی
اس بات سے اہل مجلس پر رقت طاری ہوی اور جوش غیرت
دین نے سب کے دل مین اثر کیا ایسے لوگ بھی تو حضرت ہمارے ہی
بھائی ہین۔ پہر کچہہ تو ہمین بھی غیرت اسلامی چاہیے حیدرآباد کے
ہندؤن کی ہمدردی رشک کرنے کے لایق ہے کہ باوجود اسلام سے
کچہہ تعلق نہونے کے صد ہا روپے اونہون نے وہان کے
چندے مین دیئے سوچئے تو یہہ کام کچہہ بڑا مشکل اور بہت بھاری
نہین ہے تہوڑی سی ہمت اور توجہ درکار ہے چندہ کی کچہہ

تعداد معین نہین ایک پیسے سے لاکھہ روپے تک جسکے جو جی مین آئے
جسکو جتنی گنجایش ہو بلا تامل دے تمام عمر نوکری - زمینداری
سوداگری طرح طرح کے کام اختیار کرکے جو کچھہ ملتا ہے بال بچون کو
دیتے ہین کچھہ تو اوسمین سے خدا کی راہ مین بھی دین آٹھہ پہر دنیا کے
کامو نمین مصروف رہتے ہین ہزارون طرح کی زق زق و بق بق
کیا کرتے ہین دو گھڑی تو خدا کے کام کے لئے بھی مصروف رہین
اپنے محلہ والون سے اسکا بیان کرکے اونکو بھی چندہ دینے کے
ثواب مین شریک کرین - ہر روز سوداگر اپنی دوکان مین اہل حرفہ
اپنے کام مین زمیندار اور نوکری پیشہ کچہریون مین حاضر رہتے ہین
اور جب نہین ہوتا آٹھوین دن تو پہر بہر کو مسلمانون کی انجمن مین بھی
آیا کرین دنیا کے جتنے کام ہم کرتے ہین اوسکا حاصل سوا اس کے
کچھہ نہین کہ تھوڑی دیر کو اپنی خواہش پوری کرین اور پھر وہ
فنا ہو جاے افسوس ہے کہ اوسکو تو بڑی رغبت اور شوق اور
محنت سے کرین اور دین کا کام جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ خدا اور اوسکا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو اور ابدالآباد کو اوسکا فائدہ
باقی رہے حیف ہے کہ ادہر کچھہ بھی توجہہ نہ ہو اور پہر اپنے کو مسلمان کہین
ارحم الراحمین ہم سب پر رحم فرماے ہماری سمجھہ کو سیدھی ہماری

بلند کرے ہمین حمایت اسلام کی توفیق دے آمین ثم آمین۔

خطبہ جو پہلی مرتبہ انجمن اعانت روم کی روداد پر لکہا گیا

اللہ اللہ کہان روم اور کہان ہندوستان کجا ہم اور کجا حضرت سلطان
سلطان کو دیکہیئے اور ہماری اعانت دیکہیئے ذرہ اور آفتاب کی
مہمانی ہمکو دیکہیئے اور دین کی حمایت دیکہیئے برہمن اور کعبہ کی
پاسبانی بندہ خدا کے کس کس انعام اور بخشش کا شکر ادا کرے
وہ وہ نعمتین دیتاہے جو خیال مین نہ آئے ایسے ایسے کام لیتاہے
جو حوصلہ مین نہ سمائے مصرعہ آنچہ در وہمت نیاید آن دہد* یہہ
اوسکی بندہ پروری اور غریب نوازی نہین توکیاہے جو ہم
ہندوستان کے باشندون سے روم کے ترکون کی اعانت
کراتاہے اتنے فاصلہ سے ہمکو اپنے اون مسلمان بہائیون کا
یار ویاور بناتاہے کتنی بڑی اوسکی عنایت ہے کہ اوس نے
ہمارے قلب مین اس چندہ جمع کرنے کا شوق پیدا کیا توفیق
عطا کی ہمت دی اور ہم سے اِس کام کا انصرام کرایا اِس سے
پہلے اگر کوئی شخص یہہ تصور کرتا کہ حامیان دین مین کیونکر
اپنا چہرہ لکہوائے توہرگز اسکا موقع اوسکے ذہن مین نہ آتا

ہزارون روپے خرچ کرنے سے یہہ نعمت نہ ملتی سیکڑون کوس جانے سے یہہ دولت میسّر نہ آتی یا آج سفت جاریہے دیگر معین اسلام بنے جاتے ہین ترک تو میدان جنگ مین اپنی جانین گنوائین ہم گہر بیٹہے حامی دین کہلاتے ہین اس چندہ دینے کے چند در چند فاید وکلا بیان ہرگز ہو نہین سکتا ایسی عبادت جسکا نتیجہ بے محنت ہم دین وہم دنیا بقول شخصے ہم ثواب وہم خرما ہو بنظر غور دیکہئے تو یہی چندہ دینا ہے دین کی یہہ کیفیت کہ نہ دن بہر روزہ رکہنا پڑے نہ رات بہر نماز پڑہنی ہو پیٹ بہر کے کہائین نیند بہر کے سوئین نہ نفس کے ساتھہ مجاہدہ کرین نہ زہد وریاضت کی سختیان جہیلین اور خدا راضی ہو جاوے نہ وظائف اور نوافل کا التزام کرین نہ اتباع سُنّت پر اقدام نہ متقی اور پارسا بنین نہ متورع اور مہتدی کہلائین اور جناب رسالتمآب علیہ التحیّۃ والثنا کی خوشنودی حاصل ہو دنیا کی یہہ عزّت کہ ٹکے کی اوقات پر حضرت سلطان روم کو اپنا ممنون اور اپنے سے محظوظ کرین جیساکہ اہلکاران سلطانی نے تار برقی سے اعلان کیا ہے بتخانے مین رہین اور ساکنان حرم کو اپنا دعاگو بنائین جسکا اکابران مکہ معظمہ نے وعدہ فرمایا ہے اس سے بڑہ کر ایسی پر فوائد اور کونسی عبادت ہے اسپر بہی ادہر توجہ نہو تو غفلت نہین قیامت ہے اور اسپر دوسرا

لطف یہہ کہ ہماری سرکار حشمت اقتدار جنکے ہم رعایاے وفادار ہین
ہمارے اس کام سے رضامند اور خوشنود ہو صاحب اشرف الاخبار
دہلی نے اپنے اخبار ۱۱ مئی سنہ حال مین جو یہہ لکہا ہے کہ ملک
(ہندوستان) کو مدت دراز سے سرکار انگلشیہ سے تعلق ہے اور
یہہ ملک سرکار دولتمدار کی رعیت ہے یہان سے چندے کا جانا
گویا گورنمنٹ کی طرف سے چندے کا جانا ہے بہت واقعی اور
معقول لکہا ہے ان فوائد پر نظر کیجیے تو گہر بار مال اسباب اس
چندے مین دیدینا تہوڑا ہے بلکہ اپنے کو اس لیے بیچ ڈالنا کم ہے
سب کچہہ دے دیجیے اور پہر کہیے مصرع نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز +
تو بجا اور زیبا ہے الحمد للہ ہمارے برادران اسلام نے اس عمدہ
عبادت کے بجا لانے مین ہمت کی یعنی چندہ دینے مین سخاوت کی
غربا کی ہمتون کو دیکہیے تو خدا کی قدرت نظر آتی ہے جس انجمن کی
روداد پڑہیے جہان کے چندے کے حالات سنئے ایک نئی حکایت
اون لوگون کی ہمت کی دیکہی سنی جاتی ہے کسی کو کسی پر ترجیح
ہو نہین سکتی کوئی کسی طرح کا فخر اور امتیاز جتا نہین سکتا دریاے
فیض الہی عموماً موج زن ہے ایسی انجمن تو کسی شہر مین نہو گی جہان
عورتین شریک نہوئی ہون اس انجمن کے چندے مین احمد خان نامے

ایک چار برس کے لڑکے نے جو ہدایت خان ساکن محلہ محتشم گنج کا نور دیدہ ہے
اپنے باپ سے ضد کرکے ایک روپیہ دلوایا اور ریاد علی نام ایک دس برس کے
غریب لڑکے نے جو آٹھہ آنے مہینے کا نوکر ہے اپنی تنخواہ سے دو آنے دیئے
یہہ امر بدیہی ہے کہ ان لڑکون کا سن نیک و بد کی تمیز اور ایسے
کامون کے شوق کا نہین اسپر جو انسے اسکا ظہور ہوا تو فیضان الٰہی
اور جذب حسن عمل انجمن کے سوا اور کیا سمجھا جاے اور اکثر نادار او
محض مفلس پردہ نشین عورتون نے جنکے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا
اس چندے کا حال سُنکر دن بھر سلائی کی اور شام کو آنہ دو آنہ
جو مزدوری کا ملا اوس سے ایک حبہ رات کے کھانے کو نرکھا او
اپنی پوری مزدوری چندے مین دیدی اور جن حضرات نے
سواے اپنے دینے کے اس انجمن کی منصرمی کا بار اوٹھایا اور اپنے
ذاتی کامون پر اوسکو مقدم رکھہ کر اور ون سے دلانے مین
کوششین کین جنکے اسما چندے کی فہرست سے معلوم ہون گے
اوہون نے تو دولت سعادت دارین کو دونو ہاتھون سے
لوٹ لیا ہزار ون آفرین کہیے تو تھوڑا ہے ایسا کچھہ کام کیا۔

خطبہ جو دوسری مرتبہ رودادِ انجمن اعانت روم پر لکھا گیا

یہہ امر تو مسلم اور واجب التسلیم ہے کہ منعم کے انعام اور محسن کے احسان کے

مقابلے مین داے شکر داخل فرائض ایمانی اور شامل خصائل انسانی ہے
اور اوسمین قصور اسکے فتور کی نشانی رہا طریقہ اوس کی
ادا کا شکر گذاری کا یہہ طرز محمود نہین کہ جو نعمت ملی صرف
زبانی الحمد للہ کہہ دیا اور اپنے کو لئن شکرتم لازیدنکم کے انعام کا
مستحق سمجھ لیا بلکہ ہر نعمت کا شکر علیحدہ ہے جب تک وے اوسطرح
ادا نہ کرے ولئن کفرتم ان عذابی لشدید کے وعید کا کھٹکا لگا ہوا ہے
فی المثل حکومت کا شکر مظلومون کی داد دینی ہے اور تونگری کا
شکر محتاجون کی خبر لینی توانائی کا شکر ضعیفون کی دستگیری ہے
قدرت انتقام کا شکر عفو اور عذر پذیری جوانی کا شکر بوڑہون پر
ترس کہانا ہے سرداری کا شکر زیر دستون کو زبردستون سے
بچانا صحت کا شکر بیمارون کی تیمار داری ہے بیغمی کا شکر غمزدون کی
غمخواری جمعیت کا شکر پریشانون کی دلجوئی ہے آسایش وطن کا
شکر مسافرون کے ساتھہ نکوئی امن کا شکر ناامنون کا حامی
اور مددگار ہونا ہے اطمینان کا شکر مضطربون کا باعث رفع
رنج وآزار ہونا علیٰ ہذا القیاس ہر نعمت کے لئے شکر جدا اور اُسکے
ادا کا طریقہ جداگانہ ہے شاکر وہی ہے جو ہر نعمت کے واسطے
اوس کے خاص شکر کو ادا کرے اور جیسا اس کا تعلق بندہ اور

خدا مین ہے ویساہی بادشاہ اور رعیّت مین جب عبت بادشاہ
عادل اور منصف کے سایۂ عدالت مین امن و آسایش اور حفاظت جانی
اور مالی کے ساتہہ بسر کرے تو اوسکا شکر یہہ ہے کہ اپنے بادشاہ کے
ساتہہ وفاداری اور جان نثاری پر سینہ سپر رہے اوس کے
احکام کی تعمیل کو لازم جانے اوسکے دوست کا خیرسگال اور اوسکے
دشمن کا بدخواہ ہر حال مین رہے اب اگر بنظر غور و انصاف دیکھیے
تو جو حضرات اِس انجمن کے بانی اور معین اور اِس چندے مین
ساعی اور شریک ہین اون سے اپنے خدا اور بادشاہ دونو کا
شکر جیسا چاہیے ادا ہو رہا ہے خدا نے جو اونہین دولت اسلام
عطا فرمائی اُمّت مرحومۂ محمدیہ مین داخل کیا کعبہ کو اون کا قبلہ
مدینہ کا اون کا مرجع بنایا تو اوسکا شکر وہ یہہ ادا کرتے ہین کہ حضرت
سلطان المسلمین حامی اسلام خادم حرمین شریفین سلطان روم
نصرہم اللہ تعالی کی رعایاے پریشان حال کی اعانت مین
اپنی ہمّت کو صرف کر رہے ہین اور اون کے بادشاہ عادل یعنے
حضرت ملکۂ معظمہ قیصر ہند دام ملکہا نے جو اون کو امن اور اداے
معاش اور معاد مین آزادی عطا کی ہے اوسکا شکر یون بجالاتے
کہ اون کے دوستون کی خیرخواہی اور اون کے دُشمنون کی

بدخواہی مین مستعد رہتے ہین حضرت سلطان روم جو ہماری سرکار دولتمدار کے
قدیمی دوست ہین اون کی سرسبزی کے خواہان رہنے کے پردہ مین
اپنے بادشاہ حضرت ملکۂ معظمہ کے ساتھہ وفاداری کا حق ادا کرتے ہین
دوست تین قسم کے ہوتے ہین اپنا دوست دشمن کا دشمن دوست کا
دوست ایسے ہی دشمن بھی تین طرح کے ہین اپنا دشمن دشمن کا دوست
دوست کا دشمن اپنے دوست سے دوست کا دوست زیادہ تر
محبوب ہوتا ہے اور اپنے دشمن سے دوست کا دشمن کہین بڑہ کر
مغضوب محب صادق اور باوفا وہ ہے جو دوست کے دوست کو
زیادہ عزیز اور دوست کے دشمن کو زیادہ ذلیل رکھے خدا کے
بندۂ شاکر اور سرکار حشمت اقتدار کی رعیت مطیع اور فرمان بردار
وہی لوگ ہین جو ان باریکیون کو سمجھتے اور اس برتاؤ کو برتتے ہین
ہان بھائیو مرحبا ہزار مرحبا ہمت ایسی ہی چاہیئے اسکو کہاہے مصرعہ
توانگری بدل است نہ بمال ٭ کس فاصلۂ دور و دراز سے اپنے
مسلمان بھائیون کی ہمدردی پر کمر باندھی ہے اعانت اسلام
اور حمایت مسلمین ہر وقت مین ایک خاص نعمت نعماے الٰہی مین سے
سمجھی گئی ہے اور ہمیشہ خاصون ہی کے حصّے مین آئی ہے مگر
اسوقت جوش رحمت ایزدی نے اوس نعمت خاص کو ایسا

عام کر دیا ہے کہ ہر شخص اوسے بے تردد حاصل کرسکتا ہے اوس
جوہر گران بہا کو ایسی ارزانی دیدی ہے کہ جو چاہے کوڑیون کے
مول لے سکتا ہے دروازہ نعمتخانۂ الٰہی کا بے حاجب و دربان
کھلا ہوا ہے لوٹنے مین کوتاہی نہ کرو انبار رحمت یزدانی کا بے مانع
اور مزاحم لٹ رہا ہے جہان تک لے سکو آستین اور دامن کو
بھرلو آفرین صد آفرین اطاعت اور وفاشعاری اسیکو کہتے ہین
اپنے بادشاہ کے دوست کے دوست رہو جسمین اپنے بادشاہ کی
مرضی دیکھو وہی کرو اور جو تمہارا ساتھ نہین دیتے اون کے حق مین
دعا مانگو کہ خدا اونہین بھی شکر انۂ نعمت الٰہی اور اطاعت مرضیات
بادشاہی مین تمہارا شریک حال کرے اور جو گروہ ان صفات کے
خلاف ہین اون کے شمول سے بچا رہے دایرہ شکر و اطاعت سے
قدم باہر نہ کہولے دریلے حمیّت ایسا جوش مین آے کہ ماہِ
آیندہ مین اون کا روپیہ بھی چندہ مین شریک ہوکر جاے۔

خطبہ جو تیسری مرتبہ وداد انجمن اعانت روم پر لکھا گیا

ذرّۂ ناچیز سے خورشید درخشان کی تعریف ہو محال ہے قطرۂ
بے حقیقت دریاے عمان کی توصیف کرسکے وہم و خیال

جب وہان یہہ حال ہو جہان جُزا ور کُل کی نسبت ہے پھر
انسان ضعیف البیان سے مالک دو جہان کی تحمید کیونکر ممکن ہو
کہ یہان خالق اور مخلوق کا واسطہ ہے اُسیرا ودہر سے عطا اور
نعمتون کا وفور ہوا ور ادہر خلقت ہی مین عجز و قصور تو کہئے
ادائے شکر کی کونسی صورت ہے اوس نے ہمین بلا استحقاق
کیا کیا نعمتین ندین نیست سے ہست کیا عدم سے وجود مین لایا
موالید ثلثہ مین نباتات اور جمادات سے بچا کر انسانیت کا
خلعت پہنایا وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ کا تاج اعزاز سر پر رکھا
و نفخت فیہ من روحی سے مرتبۂ تخصیص عطا کیا اپنے محبوب خاص
رُوحی فِداہُ کی اُمّت مین پیدا کر کے خیر الامم کا خطاب عنایت فرمایا
اِن نعمتون سے ایک ایک نعمت کو ہزارون نعمت کا استلزام کیا
کہ اوسکی تصریح کی یہان گنجایش نہین انکا شکر ہم سے کیا
ادا ہوتا ہے جو اس نعمت کا شکر ادا ہو کہ بغیر اس کے کہ گھر بار
اہل و عیال چھوٹین میدان جنگ مین جائین توپ کے گولون کا
نشانہ بنین بندوقون کی گولیون سے بدن چھدوائین نیزہ کی
انی سے جگر چھدے تلوار کی آنچ سے قبائے ہستی جلے آب پیکان
حلق مین اوترے خنجر بُرّان گلے پر چلے صرف فدائیان اسلام

عاشقان دین حضرت خیر الانام علیہ افضل التحیتہ والسلام کی غمخواری
اور ہمدردی سے حامیان دین ستین مین شامل کیا فہم کو اسلیم
کردیا کہ اس نعمت کو نعمت سمجھے اسکے شکر ادا کرنے کی یہہ توفیق دی
کہ چندہ دینے والون مین شریک ہوے اپنے سایۂ رحمت مین
لے لیا نافہمی اور ناشکری کے داغ سے بچایا اب اس توفیق کا شکر
کہ یہہ بھی اوسکی نعمتون سے ایک نعمت ہے یون ادا کرنا لازم ہے
کہ ایک دفعہ چندے مین شریک ہو کر ہمت نہ گھٹائین مصرعہ
قدم عشق بیشتر بہتر * ہمت کو بڑہاے جائین جب جسقدر ہو سکے
بلا لحاظ قلیل وکثیر دینے مین دریغ نہ کرین جسقدر لڑائی طول
کھینچتی جاتی ہے اوسی قدر زخمی اور بیوہ اور یتیمون کی کثرت
ہوتی جاتی ہے اور اون کے مصارف بڑہتے جاتے ہین پھر
کیا حمیت ہے کہ ہم ایک دفعہ دیکر مٹھی بند کرلین لہو لگا کر شہیدون مین
داخل ہون بھلا یہہ مقتضاے انصاف ہے کہ ہم اپنے خورد نوش
اور اور ضرورتون مین تو روز صرف کیا کرین سو طرح کی فکر اور
تدبیر سے روز چار پیسے کمائین اور روز اپنے بال بچون کے
خرچ مین اوٹہائین اور اون کے لڑکون بالون کو جنہون نے
خدا کی راہ مین جانین دین ایکدفعہ دیکر بے فکر ہو جائین جوش دینے کا
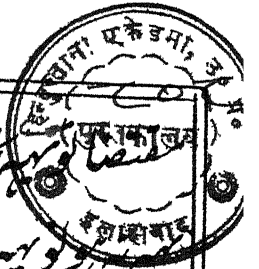
مقتضا تو یہہ تھا کہ اونکی فکر کو ہم اپنی ذاتی فکرون پر مقدّم رکہتے
یہی ہو تو یہہ تو ہو کہ اپنی وجہ معاش سے کچہہ نہ کچہہ اونکا حصّہ
بھی نکالا کرین سچ پوچھیے تو ہمین اون نادار عورتون کی ہمّت مردانہ
شرما رہی ہے جنہون نے اپنے دو دو چار چار پیسون کے انگوٹھی چھلّے
کہ وہی اونکا مایۂ بساط تھا اوتار کر دیدیئے اور جنکے پاس وہ بھی
نہ تھا اونہون نے دن بھر محنت کی اور جو کچہہ اُجرت مین ملا
اس راہ مین ایثار کر دیا۔ چنانچہ اب کی دفعہ ایک نیکبخت بی بی نے
چرخا کات کر کے سوت کی ایک ہنڈی انجمن مین بھیجدی اوس عفیفہ کی
ہمّت نے اس انجمن کو پورا پورا خریدار یوسف بنا دیا ہم کبھی اپنے
مُنہہ میان مٹھو نہین بنتے ہین ورنہ اگر یہہ کہین کہ اس امر مختص مین
ہماری انجمن کو ایک خاص شرف اور امتیاز حاصل ہے تو
کہہ سکتے ہین اس انجمن کے چندہ مین ضلع باندہ اور ضلع بستی کے
اہل ہمت کی بھی شرکت ہے باندے کے ضلع سے تو پہلے بھی روپیہ
آچکا ہے بستی ایک مختصر سی بستی اور بڑے بڑے شہرون سے
الگ گوشہ مین بستی ہے اور وہان مسلمان بھی کم ہین وہان سے
تھوڑا روپیہ بھی آنا بہت ہے اسکے باعث دو بزرگوار ہوے
ایک جناب مولوی محمد کامل صاحب منصف درجۂ اوّل جو علاوہ

فضیلت علوم ظاہری کے علم باطن مین بھی اسم بامسمی یعنی کامل ہین
اونہون نے ناواقفان معاملہ جنگ روم و روس سے اس لڑائی کا
واقعی حال اور لشکر سلطان کے زخمی اور یتیم اور بیواؤن کی اعانت
مسلمانون پر واجب ہونے کا اس سحر بیانی سے اظہار فرمایا کہ
لوگون کو سنتے ہی اوسکا اثر ہوکر ایسا جوش آیا کہ چندہ دینے پر
آمادہ ہوگئے دوسرے جناب حافظ تفضل حسین صاحب سرشتہ دار
کلکٹری ضلع مذکور اور رئیس گورکہپور جنکی نیت ہمیشہ امور خیر مین
مصروف رہتی ہے یہی دونو صاحب بانی مبانی اس کے ہوے
اور اونہین کے حسن اہتمام اور سعی سے زر چندہ وصول ہوا الہی
اور مسلمانون سے بھی ایسا ہی اس کام مین اہتمام ہو کہ سواے
ثواب عقبی کے دنیا مین ہند سے روم تک نام ہو مصرعہ
استجب یا مجیب دعواتی۔

خطبہ جو چوتھی مرتبہ وداد انجمن اعانت روم پر لکھا گیا

اشخاص ذہین و فہیم اور اصحاب عقل سلیم کو اسکا تجربہ ہے کہ یسرت
اور عسرت راحت اور مصیبت یہہ دونو حالتین جب اپنی حد سے
تجاوز کرتی ہین انسان کی طبیعت کو جادۂ اعتدال سے

منحرف کر دیتی ہین ہر چند یہہ مشہور ہے کہ خدا آدمی کو مصیبت ہی مین یاد آتا ہے شعر گرفتاران دُینار از غفلت ٭ خدا معشوق روز بینوائی است ٭ لیکن سچ پوچھئے تو ہم سے دنیا طلبون کو خدا مصیبت مین بھی اوسیوقت تک یاد آتا ہے جسوقت تک مصیبت مصیبت کی حد سے آگے نہ بڑھے اور جب وہ حد سے گذر جاے پھر کچھہ بھی یاد نہین آتا انسان از خود رفتہ ہو کر مبہوت ہو جاتا ہے جیسے کثرت کامرانی اور تن آسانی خدا سے غافل کر دیتی ہے ویسے ہی حافظ حقیقی محفوظ رکھے مصیبت اور تکلیف بھی جب اپنی حد سے بڑہ جاتی ہے تو دین اور دنیا سے عاطل کر دیتی ہے یہہ بات ایسی بدیہی ہے کہ اس کے اثبات کے لئے دلائل کی حاجت نہین ہر شخص اپنے حال مین تھوڑی سی فکر کرنے سے اسکی تصدیق کر سکتا ہے وہ کون ایسا ہے کہ بقدر اپنے حال کے زمانہ کا گرم و سرد اوٹھا نہ چکا ہو یہان کے رنج و راحت کا مزا پا نہ چکا ہو جس نے اس بزم مین شمع کی طرح آنکھین کھولین اوسپر دونو حالتین گذرین مجلس کو اپنے نور سے روشن بھی کیا اور اپنے سوز و گداز مین آپ گھل بھی گیا جو کوئی اس گلشن مین بوے گل کے مانند آیا اوسے دونو صورتین

پیش آئین اپنی خوشبو سے دماغ عالم کو معطّر بھی کیا اور پہر برباد بھی ہوگیا
کسی کی حالت ہمیشہ یہاں ایک سی نہین رہتی تغیّر اس عالم حادث کیواسطے
لازم ہے رہا یہہ کہ غم و شادی کو ایک ہوا کا جھونکا سمجھے عشرت
اور آرام مین جامے سے باہر نہو جاے مصائب اور آلام مین اپنے کو
کہو ندے خودداری کو کام مین لاے یہہ اون جوانمردون کا
کام ہے جنکا حال موافق اس قال کے ہوتا ہے **شعر** ✦ نہ شادی داد
سامانے نہ غم آورد نقصانے ✦ بہ پیش ہمّت ما ہر کہ آمد بود مہمانے ✦
نظر غیرت اور حمیّت سے دیکھیے تو چاہیے بھی یہی کہ ان دونو
امتحان کی حالت مین پورا اوترے نہ تہک جاے نہ ایڑیان
رگڑے مصیبت کی سختیون کو اپنے اوپر آسان کر لینے ہمّت اور
استقلال کے بڑھانے کا عمدہ طریقہ یہہ ہے کہ انسان اپنے سے
بہتر کی طرف نہ دیکھے اپنے سے بدتر کا خیال کرے اس مین
اپنی مصیبت کم معلوم ہوتی ہے اور جی بڑھا رہتا ہے فی المثل
قیدی مجرم خونی قصوروار کا مفلس تندرست تہیدست بیمار کا
تصوّر کرے تو اوسکی مصیبت کے آگے اپنی مصیبت کی کچھہ بھی
حقیقت نہ معلوم ہوگی اور ہمّت نہ ہاریگا اِسکا مصداق ہم لوگونکا
اور ترکون کا حال ہے گو ہندوستان کے مسلمان ایک مدّت سے

معاش کی تنگی حد سے زیادہ رہتی ہین خصوصًا امسال اِس
تہوڑے ہی عرصہ کی گرانیٔ غلہ نے انکی پریشانی کی ارزانی کردی
مگر پہر سوچیے تو اطمینان اور اضطراب کی تکلیف مین بڑا فرق
ہوتا ہے ہمین اِس ایک تکلیف کے ساتہہ ہزار طرح کے اطمینان
حاصل ہین اپنے وطن مین اپنے گہر مین اپنے اہل وعیال مین بیٹھے
ہین نوکری تجارت زمینداری پیشہ جو جس کا کام ہے وہ کرتا ہے
یہہ امور فارغ البالی کے وسایل ہون نہون زندگی کے دن
بہلے بُرے بسر کرنے کے تو ذریعے ہین بخلاف ترکون کے کہ
لڑائی کے سبب سے وہان تجارت زراعت پیشہ نوکری سارے
ابواب معاش مسدود ہین مفلسی اور تنگدستی کے ساتھہ کیسے کیسے
اضطراب کے مصیبتون کا سامنا ہے جو زندہ ہین وہ وطن سے
دور گہر سے الگ لڑکون بالون سے مہجور یا تو لڑائی کے میدانمین
کہڑے ہین دشمن روبرو اور موت سر پر ہے نہ کہانے کی خبر نہ پینے کا
ہوش مرنے کو آمادہ زخمی ہونے کو طیار اسیری کو موجود یا زخم
اوٹہائے ہوے شفاخانون مین پڑے ہین یہہ خبر نہین کہ گہر بار
لُٹ گیا یا باقی ہے دولت ثروت مال اسباب دشمن لے گئے یا کہین
پڑا ہے عورتین کیا ہوئین بچّے کدہر گئے بدن کے زخم کی تکلیف سے

زیادہ یہہ دل کے زخم کام تمام کئے دیتے ہین جو مارے گئے اون کے
پس ماندون کا یہہ حال ہے نہ گھر ہے نہ اثاث البیت نہ کوئی ولی
ہے نہ وارث عورتین دربدر پھرتی ہین اور کوئی بات پوچھنے والا
نہین بچّے بلک بلک کر روتے ہین اور کوئی آنسوون کا پونچھنے والا
نہین چندے کے خیرات خانون پر گذارا ہے نہ کوئی حامی ہے نہ
کسیکا سہارا ہے اون کے اِن مصائب کے مقابلے مین ہماری
صرف عسرت معاش کے تکلیف کی انصافاً کچھہ بھی وقعت ہوسکتی ہے
ایسی صورت مین کیا ہم پر واجب ور لازم نہین ہے کہ اپنا پیٹ
کاٹین اور اون کا حصّہ نکالین بہائیو اس مین کچھہ شک نہین کہ
تمنے چندہ دینے مین ایسی ہمّت کی کہ سخاوت کی نعمت توکیا بلکہ
اپنی اِس تنگی کے وقت مین ایثار کی دولت کو لوٹا ایثار اسی کو
کہتے ہین کہ دوسرے کو اپنے پر مقدم رکھے آیہ شریفہ۔ لن تنالوا البرّ
حتیٰ تنفقوا ممّا تحبون پر عمل کرے لیکن اب لوگونمین
کچھہ اوپر سے سُستی آتی جاتی ہے اگرچہ یہہ معمول ہے کہ جو بات
اتنا طول کھینچے کہ بہت دن ہو جائین اور وہ ختم نہوا وس بات
مین رفتہ رفتہ وہ جوش و خروش باقی نہین رہتا جو ابتدا مین
ہوتا ہے لیکن بڑی غیرت کی بات ہے کہ باوجود امتداد جنگ کے

ترکون کو تو آج تک جان دینے مین ویسا ہی جوش دلی ہو جیسا کہ لڑائی کے آغاز مین تہا اور ہمین تہوڑے سے روپے دینے مین وہ جوش نرہے اور جی بجہہ جاے ایسا نہ چاہئے یہہ بہی ایک آزمایش کا وقت ہے ہمت پست نہ کرو مرد میدان بنے رہو اب یہہ دعا ہے کہ خدا تمہاری سعیون کو مشکور کرے اور تمہین اجر اخروی عطا کرنیکے علاوہ نیکنامی دنیوی سے بہی مشہور کرے مصرعہ زین دعا ہا برا جابت منت بسیار باد +

خطبہ جو آخر مرتبہ رودادانجمن اعانت روم پر لکہا گیا

الراقمہ

جس چیز کو یہان دیکہیے وہ فانی ہی	آبادی اس جہانکی ویرانی ہی
اس بزم مین سب بیٹہے ہین اوٹہہ جانیکو	ہر جمع کا انجام پریشانی ہی

تغیر جس عالم کی صفت ہو وہان کی کوئی بات ایک حال پر کیونکر قایم رہے محال کا امکان محال ہے عدم پر جس کارخانے کی بنا ہو اوسکی کوئی چیز کس طرح دایم ہے اسکا خیال ہی محض وہم و خیال ہے اِس حیرت کدہ مین زمین سے آسمان تک ہر پست و بلند سے بے ثباتی جلوہ گر ہے جدہر آنکہہ اوٹہا کر دیکہیے

انقلاب پیش نظر ہے چرخ پر انجمن انجم کی رونق شب بھر کی مہمان ہوتی ہے صبح ہوتے ہی بساط اولٹ جاتی ہے اور تر کا ہو جاتا زمین پر آفتاب کی کشور کشائی سے روشنی کا طمطراق دن بھر سکہ بٹھاتا ہے شام ہوتے ہی ساری ہماہمی جاتی رہتی ہے آنکھوں کے تلے اندھیرا آجاتا ہے رات کی کہانی دن کو عبرت کے لئے تازیانہ ہے دن کا ماجرا رات کو ایک بھولا ہوا سا فسانہ ہے الغرض فنا یہاں ہر ایک بات کو ہے بقا صرف خدا ہی کے ذات کو ہے دور کیوں جائیے زیادہ خیال کا ہیکو دوڑایئے کل کی بات ہے کہ ہم سب اس انجمن کے قایم کرنے کو جمع ہوے تھے اور آج اوسی کے برخاست کرنے کو مجتمع ہین آج کے ارادے پر ہمین لوگون کی کم توجہی اور قلت کیا عدم محاصل نے مجبور کیا جنہین نہ دینا تھا اونہین ہر چند سمجھایا بجھایا غیرت دلائی مگر اونہین کسی طرح جوش نہ آیا افسوس ہے کہ اس قسم مین اکثر بڑے بڑے آدمی اور عمدہ منصب دار اور زمیندار اور تعلقہ دار تو قریب کل کے ہین باستثنا دو تین شخصون کے جنہون نے صرف دینے کا نام کیا اور اپنی حیثیت سے بہت کم د یہہ طریقہ کچھہ شہر ہی کے ساتھہ مخصوص نہین پرگنات اور دیہا

ہیں بھی اس روش نے اثر کیا اور بعضون نے دینا درکنار دلانا بھی گوارا نہ کیا یعنی منصرمی قبول نہ کی اس فرقے مین اکثر محلّون کے رئیس ہین اور جن کو دینا تھا وہ دے چکے اکثر عالی ہمتون نے کئی کئی بار دیا اور باوجود زر چندہ بار بار دینے کے ماہواری چندہ بھی مقرر کیا صاحبان منصرم نے بھی غایت درجہ کی کوشش کی اب اگر وہ لوگ بنظر اپنی عسرت کے جو عموماً ہند کے مسلمانون کے حال کے شامل ہے اور خصوصاً بسبب گرانی غلّہ کے کہ اس سال یہہ دوسری بلا بھی خلایق پر نازل ہے آیندہ کچھہ نہین دیسکتے اور صاحبان منصرم بھی اپنی سعی کا کچھہ نتیجہ نہین دیکھتے تو ہرگز جاے اعتراض نہین بلکہ جو کچھہ اسوقت تک ہوا وہ مدح اور ستایش کے قابل ہے الہی ہمیشہ مسلمانون کو نیک کامون مین اتفاق ہو اور اس گورنمنٹ عادل کے سایہ امن مین ان کے حمیت اسلامی انکی ہمدردی انسانی شہرۂ آفاق ہو۔

محمد جان خان حیرت کے دیوان مسمی بہ آئینۂ حیرت کی تقریظ

الراقمہ

یہان شاہد معنی کے جلوہ کی یہہ صورت ہی	دیوان کا ہر صفحہ آئینۂ حیرت ہی

ہین اس دیوان کو آئینہ حیرت اس نظر سے نہین کہتا کہ خان فصاحت
مرتبت محمد جان خان حیرت کی تصنیف ہے بلکہ اسوجہہ سے
کہتا ہون کہ ایسے وقت مین کہ شاعری محض ایک لغو حرکت اور
تضیع اوقات سمجھی جاتی ہے اور فی نفس الامر ہی بھی یہی بات ہے
جب کوئی سُننے اور سمجھنے والا نہ ہو تو کلام موزون ناموزون
اور سخن خوب نامرغوب عرض جوہر سے جوہر شناس خوش ہوتے ہین نا
نظر نہ ہو تو لعل اور پتھر برابر ہے آئینہ کی قدر یوسف طلعتونکو
ہوتی ہے صورت بُری ہو تو آئینہ توے سے بدتر ہے ہمارے
عہد مین حکام وقت کو اپنی حکیمانہ روش کی وجہ سے مطلق اسکا
ذوق نہین کہ کوئی صلہ کی اُمید مین جان کہپائے ہمجنسونکو
افسردگی خاطر سے ذرا بھی شوق نہین کہ کوئی جانکاہی کی
داد پائے زمانے کا وہ ڈہنگ کہ عاشق اپنے دل اور معشوق
اپنے زلف سے زیادہ پریشان ہین لیل و نہار کا یہہ رنگ ہین
کہ امیر اپنے جنجال اور غریب اپنے حال مین مبتلا اور حیران
کہان کا شعر اور کیسی شاعری او سپر طرہ یہہ کہ ہمصفیر سب
آشیانے خالی کر گئے ہمنواؤن نے گلشن عدم کی راہ لی جو
کچھہ کہنے سُننے والے باقی رہ گئے ہین اونپر ایسی اوداسی چھا گئی ہے

کہ زبان اور کان بند کئے کنج عزلت مین خاموش ہین زمانہ اونکے لئے
وہ زمانے کے واسطے حرف از خاطر فراموش ہین بزم جہان ایسی
سُنسان ہے جیسے بارات رخصت ہونے کے بعد شادی کا گھر
یہہ محفل ایسی خاموش ہے اور اہل محفل ایسے بیہوش ہین جسطرح
رات کی مجلس شراب بوقت سحر مصنّف کا اس کس ہمپرس اور کس
مشنوفن کی طرف متوجہ رہنا اور اپنے کلام کی تدوین مین ہمت
صرف کرنی محل حیرت ہے اور پھر اس خوبی کے ساتھہ کہ درحقیقت
پریزادان معنی کے لئے آئینہ خانہ ہے جدہر نگاہ کیجئے دلفریب
جلوے پیش نظر ہوتے ہین فی الواقع مستان بادۂ سخن کیواسطے
اس میکدہ مین حرف کی کشش اور دایرہ سے وہ شیشہ
اور پیمانہ ہے کہ باخبر اس کی سیر سے میری طرح بیخبر ہوتے ہین
زیادہ کیا لکھون حسن کلام اپنی خوبی کا آپ شاہد ہے کسی کی
تعریف کی ضرورت نہین محبوب خوبرو کا جمال سادہ ہے دلربا ہے
مشاطہ کے سنوارنے کی کچھہ حاجت نہین الٰہی یہہ آئینہ ہمیشہ منظور نظر
صاحب نظران رہے جو اسے دیکھے صفائی سخن کا شیفتہ ہو کر آئینہ
کی طرح حیران رہے۔ الراقمہ

تو سبکا نگہبان ہی سب کچھہ تجھی قدرت ہی	چشم بد حاسد سی یارب تو بچا اسکو

کتاب مجالس العلوم تصنیف نواب عبد العزیز خان عزیز کی تقریظ

اللہ اکبر کس دہوکے مین پڑے تھے کیا غفلت چہائی ہوئی تھی جو سمجھتے تھے
کہ ہر علم و فن کے کاملین کا زمانہ گذر گیا اب وہ لوگ کہان اور
وہ وقت کہان دنیا اہل کمال سے ایسی خالی ہے جیسے خوشی سے
عاشق کا دل عالم ہر علم کے عالم سے ایسا بیگانہ ہے جس طرح واعظ سے
بادہ خوارون کی محفل اِس کتاب لاجواب کو دیکھکر آنکھین کہل گئین
ایک دفعہ خواب غفلت سے چونک پڑے اور بے اختیار یہہ شعر
زبان پر آیا۔ شعر

ہنوز آن ابر رحمت درفشان است	مے و میخانہ با مہر و نشان است

سچ ہے کسی امر کا حصر تو جب ہو جب قدرت کا بھی حصر ہو قدرت
غیر محصور ہے تو اوس کے ظہور کا بھی کسیوقت پر منحصر نہ ہونا ضرور ہے
کُلّ یومٍ ہُوَ فی شان وہ خود فرماتا ہے اِس طلسم نیرنگ مین ہر روز
ایک نیا رنگ دِکہاتا ہے ایسے عہد مین اِسکے مصنّف یعنی قطب فلک
کمال آفتاب برج اجلال۔ انسان کامل جامع علوم و فضائل
جادو نگار سحر بیان نواب عبد العزیز خان کا پیدا کرنا اپنی قدرت
کاملہ کو دکہانا ہے کہ دیکھو اِس وقت مین کہ جہالت کی آندہی

چل رہی ہے ہم ایک ایسے شمع بزم کمال کو روشن کرتے ہین جس کی
روشنی کے آگے اگلون کے کمال کی روشنی ایسی نے لو معلوم
ہوتی ہے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ اس بہار گلشن امکان کے
روبرو اون کا فروغ ایسا بے رونق نظر آتا ہے جیسے باغ کے
مقابلہ مین راغ اون کے بعد انکو پیدا کرنا اس لئے ہے کہ ستارہ و
بعد آفتاب نکلتا ہے پتے پہلے شاخ پر ہجوم کر لیتے ہین تب ثمر پہلتا ہے
حکیم مطلق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین اوسوقت اگر ان کو
خلق کرتا تو اون کا خریدار کون ہوتا جواہر کے ہوتے بھی کوئی
پتھر مول لیتا ہے اسوقت پر اگر انکی خلقت کو موقوف نرکھتا تو
زمانے کو یقین کیسے آتا کہ ایک فرد انسان اتنے فضائل اور کمالات کا
جامع ہوتا ہے کیا جو امر عقل مین نہ آئے وہ بغیر علم الیقین حاصل ہوے
دلکو تسکین دیتا ہے ایک بات ہو تو کہے شرافت نسب جلالت
حسب بہر علم کے جامعیت ہر فن مین اولویت ذہن زکاوت تہذیب
متانت اخلاق عام مروت تام کونسی بات ہے جو اون مین نہین
اونکی ذات آیات سن رحمۃ اللہ سے ایک آیت ہے ہر امر کی غایت
ہوتی ہے یہہ اونہین مین دیکھا کہ جو صفت ہے بے غایت ہے
یہہ کتاب لکھی ہے یا کرامات کی ہے ہر نکتہ انتخاب ہے ہر حرف

برائے خود ایک کتاب ہے فسانے کے پردے مین کیا کچھہ کہہ ڈالا ہے
وہی اسکو سمجھتا ہے جو سمجھنے والا ہے ہر جملہ مین کن کن غوامض کا بیان ہے
یون تو کہنے کو ایک داستان ہے اللہ رے تبحّر جن جن علوم کو
اسمین لکھا ہے اون سب کا جاننا تو کیسا بعضون کے نام بھی
اکثرون نے نہ سُنے ہونگے جس علم کی باریکی کو جاننا وہ سرمایۂ ناز ہو
جسکا کچھہ شمار نہین یہان اوس کے پانچ پانچ مسئلے کو کس خوبی سے
حل کیا ہے اور یہہ کچھہ تعلی نہین افتخار نہین کتاب کاہیکو ہے ایک
اتالیق بے بدل اور اوستاد عدیم المثل ہے مادّہ تعلیم ہو تو ہر علم کی
تعلیم موجود ہے سیکھنے کا شعور ہو تو کون سی بات ہے جو اِس مین
مفقود ہے یہہ اون کا احسان ہے جو ہم لوگون کو ایسی چیز
عنایت کی جو ہر علم کی جان ہے جو خوش نصیب اونکے فیض
صحبت سے بہرہ مند ہوا ہے اور جو جو اس کتاب کے مطالعہ سے
کامیاب ہون گے وہ انصاف کرین گے تو میری اس تحریر کو
دیکھہ کر کہین گے کہ تبحّر نے جو کچھہ لکھا ہے وہ تعریف نہین تحقیق ہے
مبالغہ مین غلو نہین کیا ہے سچّا سچّا حال لکھا ہے میری طرز تحریر سے
یہہ بات ثابت ہے کہ مین شاعرانہ اور منشیانہ تعریف نہین کرتا
ایک امر حق ہے کہ بیساختہ قلم سے نکلتا ہے بلکہ اپنے لکھنے سے مجھے

آسودگی نہین ہوتی اسوقت میرے دل مین جو جوش ہے قلم
اوسکی تحریر سے عاجز اور زبان اوس کی تقریر سے خاموش ہے
مجبور ہوکر مین بہی دعا پر ختم کلام کرتا ہون الٰہی جب تک
انسان کو علم سے شرف حاصل ہو یہہ کتاب مثل تعویذ ہر ایک کے
گلے مین حمائل ہو اور مصنّف کی عمر دراز خضر کے رشک کے قابل ہو ✣

حضرت مولانا فخر الدین احمدؒ مغفور کے انتقال کے اعلانکی عبارت

افسوس ہزار افسوس

موت العلماء ظلمتہٌ ✣ جو کانون سے سُنا کرتے تھے وہ آنکھون سے
دیکہا کہ آفتاب فلک فضیلت وارشاد کے غروب ہونے سے الہ آباد
تیرہ وتار ہوگیا یعنی ۲۳ - ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ ہجری روز جمعہ کو شام
کے بعد حضرت مولانا فخر الدین احمدؒ عرف حکیم بادشاہ علیہ الرحمتہ
والغفران سجّادہ نشین دایرۂ حضرت شاہ رفیع الزمان نے
اِس جہان گذران سے عالم جاودان کی طرف انتقال فرمایا
کچہہ ایسے علیل بہی نہین ہوئے دو تین دن خفیف سا بخار آیا تہا
کچہہ چہالے پڑ گئے مگر چونکہ اون کا قلب نورانی آئینہ حقیقت نما تھا
حضرت کو پہلے ہی سے یہہ مکشوف ہوگیا تہا کہ اس خاکدان پُر کدورت

دامن افشانی کا وقت آگیا ہے چنانچہ زمانۂ علالت مین ایک دن اپنے بھتیجے مولوی امیر الدین احمد صاحب سے مزاج پرسی کے جواب مین بلا تقریب ارشاد کیا کہ مین چلنے کو طیار ہون مجھے کچھہ عذر نہین لوگون کو اوسیوقت سے کھٹکا ہو گیا تھا آخر وہی ہوا جسکا تصوّر دل کو خون اور عقل کو جنون کئے دیتا تہا سچ یہہ ہے کہ جتنے صفات حمیدہ اور کمالات متعددہ حضرت کی ذات بابرکات مین جمع تھے شخص واحد مین مجتمع نہین ہو سکتے شرافت نسبی تو یہہ تھی کہ اشرف الانبیا حبیب ایزد منان حضرت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد مین سے تھے جلالت حسبی کا احصا مشکل ہے عالم تھے صاحب تصانیف تھے حافظ تھے حاجی تھے طبیب تھے صاحب ارشاد تھے کمالات باطنی کا یہہ حال تھا کہ ایک ادنی توجہ مین مریدون کے قلب کو آفتاب بنا دیتے تھے تھوڑے سے تصرف مین مسترشدون کو شاہد معنی کا جلوہ دکھا دیتے تھے غرض کیا کہون کہ کیا کیا تھے صبر توکّل قناعت استقامت سخاوت حلم اخلاق انکسار کہان تک لکھون کہ کن کن محاسن اور محامد کے جامع تھے حضرت اگر ذرّہ بھی خواہش کرتے تو روسا عالی حوصلہ اور رجوہر شناس اپنی آنکھون مین جگہہ دیتے لیکن ہمیشہ جاہ طلبی سے نفرت رہی

دنیاکو ہرگز لایق التفات نہ سمجھا کبھی اوسکی طرف توجہ نہ کی گوشۂ فقر و
قناعت سے قدم باہر نہ رکھا ہیہات موت کسی کو نہین چھوڑتی
اس سے نہ انبیا بچے نہ اولیا نہ بادشاہ چھوٹے نہ گدا اوسے کبھی
یہہ خیال نہین آتا کہ ہم کس پہولے پہلے باغ کو ویران کرتے ہین
کبھی اسکا افسوس نہین ہوتا کہ کس جمی جمائی بزم کو پریشان
کرتے ہین تمنّاؤن کو خاک مین بہی ملاتی ہے مرادوالون کو ناشاد
و نامراد بہی بناتی ہے اسی کے ہاتہہ سے جو کل زیب جہان تھے
وہ آج زیر زمین ہین اسیکی بدولت جو کل مرجع کہین و مہین تھے
وہ آج کہین بہی نہین ہین جنکا طنطنہ تمام دنیا کو گھیرے ہوے تھا
اون کا افسانہ خواب فراموش ہے جنکی شہرت سے گوش عالم پر تہا
اونکی یاد صفحۂ دل پر داغ خاموش ہے ہرچند ان حضرات کیواسطے
موت روز عید وصال ہے مگر ہم لوگون کے لئے انکی صحبت سے
محرومی موجب حرمان و ملال ہے آفتاب کہین جاے اوسکی ضیا مین
فرق نہین آتا لیکن دنیا اندھیری اوسکی آنکھون مین ہے جس سے
وہ دور ہو رقت اوسی کے حال پر ہے جسکا روز روشن شب دیجور ہو
سوم کے دن اکابر شہر مثل مولوی شکر اللہ صاحب اور مولوی
وہاج الدین حیدر صاحب وغیرہ حضرات نے اونکے خلف الصدق

حکیم مولوی مسیح الدین احمد صاحب کے سر پر حضرت مغفور کا عمامہ
بندہوا کے اون کو جانشین کیا واقعی حق نے اپنے مرکز پر قرار لیا
وہ اسی کے لایق تھے ایسے جوان صالح بہی کم ہوتے ہین وہ علوم
ظاہری اور باطنی اور کمالات صوری و معنوی مین بمضمون
الولد سر لابیہ قدم بقدم اپنے والد ماجد کے ہین خدا وند عالم اونکی
عمر مین برکت دے اور جو فیض حضرت مبرور کی ذات سے لوگونکو
پہنچتا تھا انکی ذات سے پہنچاے ۔

حافظ اکبر حسین صاحب کی فرمایش سے اونکی بیٹی کے مرنے کے بیان مین لکھا گیا اونہین کی زبان سے

جہان بسہل گہ درد آسایش کسے دید اینجا	بقدر سخت جانی ہر کسے بر خود تپید اینجا

افسوس صد افسوس کہ دنیا مین جدہر آنکہہ اوٹھا کر دیکھیے غم کے سوا
خوشی کا نام نہین ایک شب جو یہان بسر کرنے آئے ہین اوسمین
بہی شمع کی طرح بجز جلنے کے دوسرا کام نہین جہان آتے ہی رونا
نصیب ہو دور از قیاس ہے کہ وہان راحت سے کوئی قریب ہو
اس یقین پر کہ وہ گیا تو ہم بہی نرہین گے یہان کی یہی رسم و راہ ہے

پیشرُوون کا غم پس ماندون کے لئے کیسی کچھہ بلاے جانکاہ ہے
خصوصًا اولاد کا رنج یہہ وہ رنج ہے جس مین جان سی پیاری
چیز وبال ہو جاتی ہے یہہ وہ رنج ہے جسمین بڑھاپے سے زیادہ
جوانی مین طبیعت نڈھال ہو جاتی ہے اسمین عقل کو جنون
ہوتا ہے اسمین جگر کا خون ہوتا ہے یہی دل کے لئے نشتر ہے
یہی پہلو کے واسطے خنجر ہے اسی سے زخم سینہ ناسور ہوتا ہے
اسی سے شیشۂ دل چکنا چور ہوتا ہے اسکی کا رونا ساری عمر
نہین جاتا اسی سے مرنے تک بیقراری کو قرار نہین آتا یہی وہ
درد ہے صبر بھی جسکی دوا نہین یہی وہ مرض ہے جس مین اُمید
شفا نہین تمام عمر کی راحت یہی کہو دیتا ہے اُمید کی کشتی دریاے
یاس مین یہی ڈبو دیتا ہے ہاے بدقسمتی مجھے بھی یہہ روز سیاہ
پیش آنا تھا میرے نور نظر کو بھی میری آنکھون سے دور ہوجانا تھا
کلیجہ مُنہہ کو چلا آتا ہے اپنا فسانۂ غم کیونکر کہون قلم ہاتہہ سے
گرا جاتا ہے اپنے الم کی حکایت کس طرح لکھون میری اکلوتی
بیٹی جو فرزند سے زیادہ مجھے عزیز تھی اپنی دودھ پلائی کے فساد
آتشک کی وجہ سے فروری ۱۸۵۶ء سے امراض سوداویہ
اور احتراق خون مین مبتلا تھی ان مصائب سے گرفتار بلا تھی

اوّل مرتبہ جناب حاجی حکیم حافظ محمد حسین صاحب نے اوس کے علاج مین
مسیحائی دکہائی جنوری ۱۸۸۷ع مین اون کی بدولت اوس نے
شفا پائی پانچ چہہ مہینے آرام رہا پہرا وہنین آلام نے مُنہہ دکہایا
اس دفعہ علاج مین بہت خاک اوڑائی مگر سب برباد گئی ڈاکٹری
یونانی دوا وظیفہ ختم تعوید دعا کیا کچہہ نہ ہوا پر کچہہ نہوا انجام کو
تپ اور کہانسی ورم جگر اور طحال ہا امراض ہوا مرضون نے ہجوم کیا بُرا حال ہوا
چشم بند قضا نے سب کی آنکہین بند کر دین کسی کو نہ سوجہا کہ
کیا ہوگیا ہے جب ۸ امئی سے غذا بالکل ترک ہوگئی تب ورم جگر
تشخیص ہوا اب علاج کیا کام کرتا کہ مرض قابل علاج نرہا ۲۲ مئی کو
سرشام سرسام شروع ہوا شام کو سب کے چراغ روشن ہوتے ہین
میرے چراغ مراد کے گل ہونے کا وقت آیا رات کے ۱۱ بجے کے
قریب سکرات کا آغاز ہوا ۲۳ مئی مطابق ۱۱ رمضان المبارک
پہر ۱۲ منٹ صبح کے بجے تہے کہ سات برس تین مہینہ تین دن کی
عمر مین طایر روح نے باغ جنان کی طرف پرواز کی میرے
باغ امید پر خزان کی آمد ہوئی غسل کفن سے فراغت کر کے
۲۳ مئی ۱۱ بجے دن کو نعش موضع سیوٹنڈ ہلکو روانہ کی گئی شام کو
سات بجے دفن سے فراغ ہوا رات کی تاریکی جہان مین پہیلی

میرے بخت کی سیاہی نے عالم کو گھیر لیا لخت جگر کو زمین مین نہین گاڑا
آسمان سر پر لوٹ پڑا نور بصر نے آنکھون سے کنارہ کیا کیا
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا مرگ اس زندگی سے ہزار درجہ گوارا ہے
لیکن اس کا علاج کیا ہے۔ شعر

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن		زندگی در گردنم افتاد باید زیستن

پہلا خطبہ جو انجمن انتظام مدرسہ اسلامیہ الہ آباد مین میندارون اور تعلقہ دارون کے سامنے پڑھا گیا

حضرات عقل سلیم اسکو خوب جانتے ہین بلکہ تمام خاص و عام
اسکو مانتے ہین اکہ رحم ایک ایسی صفت ہے جسکو جملہ صفات پر
فوق ہے جناب باری نے اپنی ساری صفات پر اسکو سبقت دیکر
اور ارحم الرّاحمین کہلایا اپنے محبوب کو بھی اس صفت سے خصوصیت
عطا کی اور رحمتہ للعالمین ارشاد کیا آیات و احادیث مین اسکی
ترغیب ہے مقبول خالق و خلایق ہونے کی یہی عمدہ ترکیب ہے
انسانون مین وہی سب مین ممتاز سمجھا جاتا ہے جسمین یہہ صفت ہو
ہر ملّت ہر قوم ہر ملک مین یہہ ممدوح ہے دنیا مین کوئی ایسی
جگہہ نہین جہان اسکی مذمّت ہو ظاہر ہے کہ ایسی صفت سے

متّصف ہونا ہر فرد بشر کے لئے کیسا ضرور ہے ایسی نعمت سے اپنے آپکو
دور رکھنا کس قدر عقل سے دور ہے اب یہہ دیکھنا چاہیے کہ رحم
کہتے کسکو ہین وہ کیا چیز ہے جو ہر دل عزیز ہے رحم اسکا نام نہین ہے
کہ کسی مصیبت زدہ کو دیکھکر تاسف کیا اور بیٹھہ رہے بلکہ رحم اوسکو
کہتے ہین کہ اوسکی مصیبت دور کرنے پر ہمہ تن آمادہ ہو اپنی فکر سے
اوسکی فکر زیادہ ہو اوس کے رنج کہونے مین اپنی راحت سے
باز آے اوس کے دوش دل سے بار غم اوتارنے مین اپنے سر پر
کوہ الم اوٹہاے یہہ بھی مسلم ہے کہ جو ایسا ہو کہ کبہی ذی مقدور تہا
اور اب محتاج ہے جتنا صاحب اقتدار تھا اب اوتنا ہی صاحب
احتیاج ہے کبہی عزت مین بیہمتا تہا اب ذلت مین یکتا ہے کبہی
معزز و باوقار تہا اب ذلیل و خوار ہے تو وہ سب سے زیادہ
رحم کا مستحق ہوتا ہے اِسکے مصداق بالفعل مسلمان ہین یہی ہین
کہ کبہی شرق سے غرب تک انکا ڈنکا بجتا تہا اب گوشۂ گمنامی مین
پڑے ہین کبہی ان کے نام سے شاہان نامدار تہرّاتے تھے اب
ادنیٰ ادنیٰ قوم کے لوگ عار کر رہے ہین تونگری کا انتقام مفلسی
لے رہی ہے عزّت کا بدلا ذلّت دے رہی ہے یا انسا کوئی لائق
جامع علوم عقیل فہیم مستعد نہ تہا یا اب سارے الزام کے بھی مورد ہین

نالائق ہین تو یہہ جاہل ہین تو یہہ احمق ہین تو یہہ کاہل ہین تو یہہ
ایسی صورت مین اسنے بڑہ کر قابل رحم کون ہوگا اور اسی قوم کے
اہل ثروت و ہمت اپنے بہائیون پر رحم نہ کرین گے تو دوسرا کون
کرے گا بڑا رحم ان کے واسطے یہہ ہے کہ انکو جہالت کے ویرانے سے
نکالکر علم کی آبادی مین لائے اسوقت سب سے زیادہ اسکی حاجت ہے
کہ ان مفلسی جہالت کے درماندون کو علم کا سرمایہ دلوائے اور
جب یہہ ہوگیا تو سب کچہہ ہو جائیگا چونکہ ہر شخص کی ایسی حالت نہین
اتنی استطاعت نہین کہ وہ اپنی اولاد کو عمدہ طور پر تعلیم دیسکے
تو ضرور ہوا کہ ایک مدرسہ قومی مقرر ہو اور اوسکا سرمایہ اتنا
فراہم کیا جاے کہ عمدہ عمدہ مدرس مامور ہوکر ہر علم کا درس دین
اور مسافر اور محتاج طلبہ کو کہانا بہی دیا جاے تاکہ وہ اطمینان سے
تحصیل علم کرسکین حافظ اجر الدین صاحب کو خدا اجر خیر دے
ایسے وقت مین کہ کسی کو اسکا خیال بہی نہ تہا اونہون نے بلا اعانت
کسی کے صرف اپنی پامردی سے محض متوکلا علی اللہ اس الہ آباد مین
ایسا ایک مدرسہ قایم کیا اور باوجود اپنے دائم المرض ہونیکے
محنت شاقہ اور متواتر سفرون کی تکلیف گوارا کرکے مدرسون کے
تقرر اور طالب العلمون کے فراہمی اور مسافر طلبہ کی کفالت مین

انتہا کی عرق ریزی کی چنانچہ اوس کے اجرا کو یہہ گیارہوان سال ہے
لیکن اس سبب سے کہ کوئی مستقل سرمایہ مدرسہ کے لئے نہین اب
حالت اوسکی ایسی متزلزل ہے کہ قیام اوسکا محال ہے اگر وہ رہ سکتا ہے
تو اسی صورت سے کہ ارباب ہمت صرف ہمت کرین اس لئے
اوس کے انتظام اور اعانت کی غرض سے ایک انجمن قرار دیگئی
اور اوس کے صدر انجمن اور اور حضرات نے یہہ تجویز کی کہ ہر فرقہ
اہل اسلام سے اوس کے سرمایہ کے واسطے استعانت کرین منجملہ
اون کے حضرات تعلقدارون اور زمینداروں سے یہہ درخواست ہے
کہ اپنی مقدار مالگذاری پر صرف ایک بار فیصدی ایک روپیہ
عنایت فرمائین اور اوسکو چاہین ایک مشت اور چاہین قسطونمین
ادا کرین پہر اون سے کچھہ مانگا نجائیگا اگرچہ عالی ہمتون کے
نزدیک یہہ کچھہ بڑی مقدار نہین لیکن جنکی مالگذاری کی
مقدار زیادہ ہے اگر اون کو بادی النظر مین یہہ شرح زیادہ
معلوم ہو تو مناسب ہے کہ وہ پہلے اپنے دل مین سوچین کہ
اگر منعم حقیقی اون کو زیادہ ندیتا تو اونہین بھی زیادہ دینا نہ پڑتا
پہر اون کے حق مین یہہ زیادتی اچھی ہے یا وہ کمی اچھی ہوتی
اور بعد اوس کے فراوانی نعمت کا شکر ادا کرین اور اس دینے کو

بار نہ سمجھین سوا اس کے یہہ بہی سوچنے کی بات ہے کہ اپنے ذاتی
اُمور مین وہ ہمیشہ ہزار ہا روپے صرف کرتے ہین فی المثل اگر
چار پانچ اولاد ہون تو اون کی شادی مین ہر دفعہ ہزار روپے
اوٹہاتے ہین اور بار نہین ہوتا صرف ہم چشمون مین نام آوری
یا اپنے دل کی خوشی کے خیال سے حالانکہ وہ نام آوری اور
خوشی چند روزہ ہوتی ہے پہر اگر خدا کی راہ مین ایک مقدار
کہ وہ اوس مقدار سے جو خدا نے اونہین دی ہے بہت کم ہے
مدۃ العمر مین ایک دفعہ دینا پڑے تو اوسکا دینا کیا بڑی بات
ہے جو کوئی بار سمجہے خصوصًا ایسی حالتمین کہ اوسکی نیکنامی دائمی
اوسکا ثواب لازوال ہو امید ہے کہ اِن اُمور کو ملحوظ فرما کر وہ
حضرات بطیب خاطر اِس فرد پر منظوری کا دستخط کر دین اور
ایک مُشت یا پانچ قسطون مین دینا منظور ہو اوسکی بہی تصریح فرمائین

دوسرا خطبہ جو انجمن مذکور مین تاجرون کے سامنے پڑہا گیا

مسبب الاسباب نے اِس عالم مین ہر امر کے واسطے ایک سبب
مقرر کر دیا ہے اِسی لئے اسکو عالم اسباب کہتے ہین چنانچہ تحصیل
معاش کے لئے بہت سے حیلے اور وسیلے معین ہین منجملہ اُن کے

ایک تجارت ہے جو آپ لوگ کرتے ہین یہہ ذریعہ کسب رزق کا
سب سے عمدہ ہے بڑی نعمت جو انسان کے لئے آزادی ہے وہ اسمین
حاصل ہے تاجر کسی کا محکوم نہین ہوتا کسیکی اطاعت اوسپر
واجب نہین ہوتی وہ اپنا آپ مختار ہے گھر مین رہے تو فراغ خاطر
اوسے حاصل ہے سفر مین جاوے تو نئے نئے شہر اور مقام دیکھنے سے
اور ہر قسم کے لوگون سے معاملہ پڑنے سے اوس کے لئے تفریح طبع
اور تجربہ کامل ہے سب سے زیادہ عمدہ بات اسمین یہہ ہے کہ
کسی پہلو سے نامشروع نہین بلکہ اکل حلال پیدا کرنے کا معقول
ذریعہ ہے المختصر راحت دنیا اور آسایش عقبی کا بہترین وسیلہ ہے
پہر جنکو پروردگار ایسے برگزیدہ طریقہ سے اپنی نعمت عطا کرے
تو اون پر واجب ہے کہ وہ بہی اوسکا شکر معقول روش سے
ادا کرین اور وہ معقول طرز یہہ ہے کہ جو شے اپنے کو محبوب ہو
وہ اوسکی راہ مین دین جناب باری اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے
لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی نہین پہنچوگے نیکی کی حد کو جب تک
جدا نکروگے اوسکو جو تم کو عزیز ہے یہہ ظاہر ہے کہ دنیا مین
بعد جان کے سب سے زیادہ روپیہ عزیز ہوتا ہے تو اوسیکا
خرچ کرنا خدا کے واسطے اپنے کو نیکی کی حد تک پہنچانا ہے اب

اب اوس کے صرف کا مصرف بھی وہ اختیار کرنا چاہیے جو
اس وقت سب سے زیادہ ضروری اور بہتر ہو غور کیجیے تو فی الحال
زمانہ کی یہہ کیفیت ہے کہ اوّل تو تنگی معاش کی وجہ سے لوگون کو
روٹی کی فکر کے سوا اور کسی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہین ملتی
اور اگر کسی نے تحصیل علم کی طرف توجہ بھی کی تو مفلسی سے اوس کا
سامان بہم نہین پہنچا سکتا علوم دینیہ سے لوگ بالکل لاعلم ہوتے جاتے ہین
اور شہرون مین مسلمانون نے علوم دین کے مدرسے قایم کیئے ہین چنانچہ
مرادآباد۔ غازی پور۔ دیوبند وغیرہ مین بڑے بڑے اسلامی مدرسے ہین
اس شہر مین کوئی ایسا مدرسہ نہ تھا کہ جسمین علوم دینیہ کی تعلیم ہو حافظ
اجرالدین صاحب کی توفیق نیک خدا اور بڑھاے اونھون نے ایک
ایسا مدرسہ قایم کیا کہ اوسمین علوم دینیہ کی تعلیم اور قرآن مجید کا درس
اور حفظ ہوتا ہے اور لڑکے لیاقت دنیوی سے معرّا نرہین اس لیئے
فارسی بھی پڑھائی جاتی ہے گیارہ برس سے وہ مانگتے تانگتے اوسکے مصارف کو
سرانجام دیتے ہین لیکن کوئی سرمایہ مستقل نہونے سے اب اوس کا
چلنا دشوار ہے جب یہہ صورت نظر آئی تو اوسکی اعانت اور انتظام کے
واسطے ایک انجمن مقرر ہوئی اور حصول سرمایہ کی راہ نکالی گئی جس سے
وہ مدرسہ قایم رہے مدرس طلبہ کو درس دین مسافر طالب العلم

جیسا اب پاتے ہین کہانا پایئن پہلے تعلقدارون اور زمینداروننے درخواست کی گئی کہ وہ ایک روپیہ سیکڑا اپنی مقدار مالگذاری پر دیا کرین اون عالی ہمتون نے اوسکو منظور کرکے فرد چندہ پر دستخط کر دیے اور بعض حضرات نے بلند حوصلگی کو کام مین لاکر اس شرح سے زیادہ دینے کا اقرار کیا اب آپ لوگون سے یہہ استدعا ہے کہ آپ لوگ بھی اپنے زر منافع سالانہ پر فی روپیہ ایک پائی اس کام کے لئے دیا کرین اور یہہ آپ لوگون کی مرضی پر موقوف ہے کہ ہر مہینے مین حساب کرکے دین یا سہ ماہی یا ششماہی مین منظوری کے دستخط مین یہہ بھی لکھدین کہ کب کب دینگے ہم آپ ہی کو منصف کرتے ہین انصاف کیجیے کہ جب خدا آپ کو ایک روپیہ دے تو اوس مین سے ایک پائی اوسکی راہ مین دیدینی کیا ایسی بات ہے کہ بار ہو اوتنا لینا گوارا ہو اور اتنا دینا ناگوار ہو۔ ہم یقین کرتے ہین کہ ہرگز آپ لوگون پر جبر نہو گا اور بخوشی اسکو منظور کرینگے پونجی مین نقصان نہ آے اور مفت مین ثواب کی دولت ملے جس سے دنیا مین نیک نامی اور عقبی مین سرخروئی ہو اس سے بڑھ کر اور کون سی بات ہو گی خدا سے یہہ دعا ہے کہ آپ سب اس کی خوبیون کو سمجھین اور ہماری درخواست رد نہ کرین۔

تیسرا خطبہ جو انجمن مذکور مین سرکاری عہدہ دارونکے سامنے پڑہا گیا

ہرچند تمام مخلوق کے رزق کا کفیل رزاق حقیقی ہے وہ خود فرماتا ہے وَمَا مِن دَابَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا مگر چونکہ یہہ عالم عالم اسباب ہے اوس نے حصول رزق کے بہت سے ذریعے پیدا کردیے ہین ازانجملہ ایک وسیلہ نوکری کا ہے عقلاً اگرچہ نوکری مجموعۂ مصائب ہے ایک یہی مصیبت اوسکی کیا کم ہے کہ اپنے ہم جنس کی فرمانبرداری اختیار کرنی پڑتی ہے جس سے زیادہ نفس کے لئے کوئی جبر نہین کیا خوب کسی نے کہا ہے شعر

تو خود انصاف کن درمذہب غیرت روا باشد	بہ پیش چون خودے بہر نان آزرمندی

علاوہ اس کے بے اختیاری سلب آزادی امور ناگوار خاطر کو گوارا کرنا اپنی آسایش پر آقا کی رضامندی کو مقدم رکہنا بہت سی مصیبتین ہین کہ اگر اونکی شرح کیجاے تو ایک دفتر ہو اور وقت اوسکا مساعد نہین مگر چونکہ حکیم علی الاطلاق کی حکمت بالغہ کا اقتضا اس طلسم عالم کے انتظام مین اسی طرح ہے جیسا کہ ہو رہا ہے اوس نے نوکری کو ایسا مرغوب طبائع کردیا ہے کہ بعد حصول علم وفضل اور فہم وفراست کے اسی کی خواہش ہوتی ہے اور

لطف یہہ ہے کہ اوسکی صعوبتون سے لاعلم نہین ہین جانتے ہین اور پہر اوسی کو کرتے ہین۔ کریا کیسا نملے لوڈہونڈہتے پہرتے ہین شعر

بدعا از خدا تیسخواہند	لیعلم اللہ عجب بلائی تو

خصوصًا ہندوستان کے لوگ اونہون نے تو مدار معاش اسی پر ٹھہرالیا ہے وہ بہی کیا کرین گردش زمانہ سے ایسے اسباب فراہم ہوگئے ہین جس سے یہہ مجبوری پیش آتی ہے بہرکیف نوکری فی نفس الامر اچہی ہو یا بُری ہم لوگ اوسی کو کرتے ہین اور اوسکی سختیون کا تحمّل کرکے جو کچہہ حاصل ہوتا ہے اوسکو اپنے ما یحتاج بلکہ اکثر فضولیات مین صرف مین لاتے ہین جس سے سواے حظوظ نفسانی کے جو محض بے سود اور فانی ہے کچہہ حاصل نہین حالانکہ مقتضاے عقل اور دانشمندی یہہ ہے کہ جب کوئی اتنے رنج اوٹہاکر چار پیسے پیدا کرے تو کچہہ اوسمین سے اپنی ضروریات مین جو لابدی ہین صرف کرے اور کچہہ اون اُمور مین جس سے راحت جاودانی حاصل ہو تا کہ کچہہ تو تلافی اوسکی مصیبتون کی ہوجاے سر دست اس کا یہان بہت اچہا موقع حاصل ہے مدرسۂ اسلامیہ کی اعانت سے یہہ دولت مل سکتی ہے اس مدرسہ کو حافظ اجرالدین صاحب نے اپنے

حسن سعی سے گیارہ برس ہوے اس شہر مین قایم اور جاری کیا ہے
اور چونکہ اس کے لئے کوئی سرمایہ ایسا مستقل نہین جس سے
آئندہ بھی وہ قایم رہے اور جو امورات اون مین ہین یعنی
مدرّسین کی ماموری اور طلبئہ مسافرین کی کفالت خوراک اوسکا
انتظام اسواسطے اس کے قیام اور رونق اور بند وبست کی نظر سے
ایک انجمن قرار پائی اور حصول سرمایہ کی تدبیر پیش ہوئی پہلے
حضرات تعلقدار اور زمیندارون سے اِسکی درخواست کی گئی
کہ وہ اپنی مقدار مالگذاری پر ایک دفعہ روپیہ سیکڑا دیدین
پہر اون کو تکلیف نہ دیجاے گی اون عالی حوصلون نے
اوسے قبول کیا بلکہ فیاض مزاجون نے اوس سے زیادہ دینے کا
اقرار فرمایا اوس کے بعد حضرات تجّار سے یہہ استدعا ہوئی کہ
وہ اپنے زر سالانہ منافع پر فی روپیہ ایک پائی ہمیشہ دیا کرین
اون نیک نیتون نے اوسے منظور کرنا کیا معنی اوس شرح سے
زیادہ دینا معیّن کرکے فرد چندے پر دستخط کردیے اب آپ حضرات سے
یہہ التجا ہے کہ آپ سب صاحب بھی اپنی اپنی تنخواہ کا حساب کرکے
ایک سال کی تنخواہ پر وہی روپے سیکڑے کی شرح سے ایک مرتبہ
عنایت کرین اور اوسکی منظوری کا دستخط اس فرد پر فرما وین

اور نوکری کی تکلیف کو راحت ابدی سے جو خداوند تعالی اسکے اجر مین دیگا بدلین ظاہر ہے کہ اگر کوئی کسی کے ساتھہ ایک احسان کرتا ہے تو تمام عمر اوس کے ممنون رہتے ہین ذرا غور تو کیجیے کہ خداوند تعالی نے علاوہ اِس کے کہ عدم سے ظہور مین لایا خلعت انسانی پہنایا کیا کیا احسان کئے لیاقت دی نوکری دی عزّت دی روپے دئیے اوسکے مقابلہ مین کوئی کیا شکر کرسکتا ہے سو روپیہ ملنے کا شکر کیا یہی ہے کہ ایک روپیہ دے انصاف تو کسی طرح اسکا مقتضی نہین مگر انجمن نے ڈرتے ڈرتے کہ بار خاطر نہو اِس مقدار قلیل کی استدعا کی یقین ہے کہ یہہ تو کسی کو ناگوار نہوگا بلکہ امید ہے کہ مثل زمینداروں اور تاجرون کے آپ ہمکو ہمارے مانگنے سے زیادہ دینگے +

ع

با کریمان کارہا دشوار نیست + خاص کر اس صورت مین کہ عمر بہر مین ایک دفعہ دینا ہے اور پہر گو اوسے مانگین ہم آپ سے اور دین آپ خدا کی راہ مین لیکن درحقیقت یہہ دینا آپ کا اپنے ہی کو دینا ہے فایدہ اسکا آپ ہی کی طرف عود کرے گا اب اس قدر التماس اور ہے کہ اگر یکمشت دینا نہو سکے تو قسط مقرر کردین لیکن اِس حساب سے کہ چہہ مہینہ مین ادا ہو جاے ۔

چوتھا خطبہ جو انجمن مذکور مین پنشنداروں اور وکلا

اور بیسٹرون ومختارون وٹہیکہ دارون کے سامنے پڑہا گیا

احسان ایسی چیز ہے کہ جہان کیجے جسکے ساتہہ کیجے ہمیشہ ممدوح ہے
یہان تک کہ اگر بے محل کیجے توبہی مقبول ہے جب وہ برمحل ہو تو
سبحان اللہ اوسکا کیا کہنا پروردگار نے بہی اسکی ہدایت کی ہے
اور فرمایا ہے احسن کما احسن اللہ الیک پس ضرور ہے کہ جیسا
خدا نے ہمارے ساتہہ احسان کیا ہم بہی اور مخلوق پر عموماً اور اپنی
قوم اپنے بہائیون پر خصوصاً احسان کرین اسوقت ہمارے خطاب کے
مخاطب تین قسم کے حضرات ہین پنشندارون مین دو گروہ ہین اول وہ
جو پہلے نوکر تھے اور اب وظیفہ پاتے ہین اونپر خدا نے یہہ احسان کیا
کہ اونکی نوکری کا انجام بخیر کیا نوکری مین ہزارون کہٹکے سیکڑون
خطرے ہوتے ہین اون سب سے بچا کر نیک نامی کے ساتہہ اوسکو
تمام کرایا سرکار ایسی خوش رہی کہ اوس کے صلہ مین وظیفہ مقرر کردیا
بے خوف وخطر گوشہ اور توشہ حاصل ہے ثانی وہ جنکو یوسیہ اور
معافی کے عوض پنشن ملتی ہے اس گروہ پر یہہ کتنا بڑا احسان ہے
کہ نوکری کی محنت نہ زمینداری کے جہگڑے نہ تجارت کا تردد

کسی قسم کی مشقت نہین ہر طرح کی آسایش نصیب ما ہو المقسوم بلا تردد
حاصل ہوتا ہے گہر بیٹھے کہاتے ہین اور آرام فرماتے ہین دوسرے
بیرسٹر اور وکلا اور مختار انپر یہہ احسان فرمایا کہ نہ کسی کے نوکر نہ چاکر
اور مرجع خلایق سیکڑون آدمی اپنی غرض لیکر آئین خوشامد کرین
اور روپے دیجایئن تیسرے ٹہیکہ دار انپر یہہ احسان ہے کہ گرہ سے
ایک کوڑی نہ جاے زبانی جمع خرچ مین نفع کثیر ہاتہ آے
کیون حضرات آپ لوگونپر یہہ لازم نہین ہے کہ خدا کے ان
احسانون کے بدلے اپنی قوم پر احسان کیجیے انصاف پر نظر رکہیے
تو ضرور لازم ہے کیجیے حکم الٰہی کی تعمیل ہاتہ سے نہ دیجیے اپنی قوم پر
یہہ احسان فرمایے اِس شہر کا مدرسہ اسلامیہ جسکو حافظ اجرالدین صاحب
نے گیارہ برس سے بلا کسی سرمایہ کے صرف خدا کے بہروسہ پر
جاری کر رکہا ہے اور اب وہ مستقل سرمایہ نہونے کی وجہ سے
تباہ ہوا جاتا ہے اوسکی اعانت پر کمر باندہیے اوسکے قایم رکہنے اور
اوس کے اس فیض کو کہ لوگ علم دینیات کی تعلیم پاتے ہین قرآن شریف
حفظ اور فارسی علم کی لیاقت پیدا کرتے ہین نادار اور مسافر طالب العلم
کہانا ملتا ہے دائم رکہنے کو مسلمانون نے ایک انجمن مقرر کرکے سرمایہ
جمع کرنے کی فکر کی ہے اور خدا کی راہ مین مانگنا شروع کیا ہے

چنانچہ لوگون نے عالی ہمتی اور بلند حوصلگی کو کام فرمایا تعلقدار اور زمیندار مالگذاری پر روپیہ سیکڑا آجر مال کی آمدنی پختلف شرحون سے اور بعضے ماہوار عہدہ دار ایک سال کے مجموع تنخواہ پر ایک دفعہ روپیہ سیکڑا دینے پر آمادہ ہوے آپ لوگ بہی سال بہر کی آمدنی پر ایک دفعہ روپیہ سیکڑا محض للّٰہ عنایت کرین اور نیکنامی دنیا اور اجر عقبیٰ جناب باری سے اوسکا صلہ لین اس فرد چندہ پر منظوری کے دستخط کے ساتھہ ایک مشت یا چند قسطون مین جس طرح دینا چاہین اوسکی تصریح بہی رقم ہو ارباب انجمن پر اتنا اور کرم ہو۔

پانچوان خطبہ جو انجمن مذکور مین اہل حرفہ کے چودہریون کے سامنے پڑہنے کو اون کی سمجہہ کے موافق لکہا گیا

سُنو بہائیو حشر کے دن اللہ میان کے دربار مین بخشنے کے لیے یہہ نہین پوچہا جاے گا کون مرزا صاحب اور کون خانصاحب ہین بلکہ یہہ پوچہا جائیگا کہ کس نے عبادت اور نیکی کی ہے اگر تمہاری نیکی اورون کی نیکی سے زیادہ ہے تو بیشک اللہ کے نزدیک ہزار درجہ اون سے تمہارا رتبہ زیادہ ہے + جات پات پوچہے نہ کوئی + ہر کو بہجے سو ہر کا ہوئی + تم دنیا کے غریب ہو تو کیا نیکی کرو تو

عقبی مین امیر ہو جاؤگے بڑے آدمی اپنے سنو روپے مین سے
ایک روپیہ دین اور تم اپنے ایک پیسہ سے ایک کوڑی دو تو
خدا کے نزدیک اس کوڑی کی قدر اوس روپے سے زیادہ ہوگی
اسواسطے کہ تمہارے پیسے بڑی گاڑہی محنت کے ہین تم دنیا کے
رنج اوٹہاکے دو پیسے پاؤ اور اوس مین سے دو کوڑیان خدا کی راہ مین دو
تو وہ تمہین یہان بہی برکت دیگا اور وہان بہی آرام سے رکہیگا
تم جانتے ہو کہ نیکی کا بدلہ وہ دہ دنیا اور ستر در آخرت ملتا ہے
آدمی اپنی غریبی پر نہ جاے ہمت کرے اور ہمت کو بڑہاے
تم سب آج یہان اسواسطے بلاے گئے ہو کہ ہر شہر مین مسلمانون کے
بڑے بڑے مدرسے ہین اس شہر مین کوئی مدرسہ نہ تہا
حافظ تاج الدین صاحب نے اپنی ہمت سے یہان بہی ایک مدرسہ
قایم کیا جسمین دین کا علم پڑہایا جاتا ہے اور قرآن شریف
یاد کرایا جاتا ہے غریب لڑکے جو اور شہرون سے پڑہنے آتے ہین
اون کو کہانا بہی ملتا ہے جسمین وہ روٹی سے بیفکر ہو کر دل لگا کر پڑہتے ہین
گیارہ برس سے وہ مدرسہ جاری ہے اور حافظ صاحب ادہر اودہر
مانگ مونگ کے اوس کے خرچ کو نباہ رہے ہین اب روپیہ
نہونے سے وہ نبہتا نظر نہین آتا اسواسطے مسلمانون نے

آپس مین صلاح کرکے یہہ بات نکالی کہ ہر فرقہ سے خدا کی راہ پر
مانگ کر اوس کے خرچ کے واسطے ایک پونجی اکٹھی کرین جس سے
وہ مدرسہ چلے اور لڑکے اوس سے فیض پائین ہر فرقہ کے لوگونسے
یہہ چاہا گیا تعلقدارون اور زمیندارون نے اپنی اپنی مالگذاری پر
سرکاری نوکرون نے ایک سال کی تنخواہ پر پنشندارون اور
ٹھیکہ دارون اور وکیلون اور مختارون نے سالانہ آمدنی پر
ایک روپیہ سیکڑا سوداگرون نے نفع پر روپے پیچھے ایک پائی دینا
منظور کرکے چندہ کے کاغذ پر دستخط کر دیے اب تم لوگون سے یہہ
چاہتے ہین کہ تم سب بہی اپنے اپنے پیشہ کے نفع مین عہ روپے پیچھے دو پیسہ
اس کام مین دیا کرو بہائیو اسمین تمہین اپنے پاس سے کچھہ دینا
نہ پڑے گا جب خدا تمہارے کام کے واسطے دس روپے نکلوے
تو تم بہی اوس کے کام مین دو پیسہ دو کیسی اچہی بات ہے کہ بہت سا لو
اور تہوڑا سا دو۔ اور پہر اوسکا ثواب بہت سا ملے تم لوگ جو دہری ہو
تمکو خدا نے اپنے اپنے فرقہ کا سردار بنایا ہے خود دو اپنے فرقہ سے دلاؤ
دینے کے ثواب پر دلانے کا ثواب اور بڑہاؤ بہائیو ہمت نہ ہارو
ثواب کا خزانہ لٹ رہا ہے جہان تک لوٹا جاے لوٹو ثواب کے
سوا تمہین یہہ بہی فایدہ ہوگا کہ اپنے بچون کو اوسمین بہیجو گے تو وہ

دین کا علم سیکھین گے اور دیندار رہون گے اولاد دیندار ہو تو اوسکا
ثواب بھی مان باپ کو ملتا ہے۔

صبح اور دوپہر اور شام ہونیکا سمان سادہ طور سے ایک دوست کی فرمایش سے لکھا گیا

صبح

رات آخر ہوئی صبح صادق کا جلوہ نظر آنے لگا ستارے
جو رات کی تاریکی مین چمک دمک دکھا رہے تھے اپنی روشنی کو
پھیکی دیکھہ کے شرمائے اور آہستہ آہستہ غایب ہوے جیسے چور
نور کا تڑکا ہوتے ہی اپنے اپنے ٹھکانے کو بھاگتے ہین شب کی
سیاہی کا رنگ اوڑا مشرقی افق پر سپیدی نمودار ہوئی گویا
محبوب صبح نے رات کے سیاہ بکھرے ہوے بالون کو چہرے سے
سمیٹ لیا اور اوسکی نورانی پیشانی نظر آنے لگی نسیم سحری معشوقونکی
طرح خوشخرامی کرتی ہوئی چلی نرم نرم شاخین درختون کی مستونکے
مانند جھومنے لگین جانورون نے چہچہانا شروع کیا باغ مین
غنچے کھلنے لگے جیسے نیند سے کوئی آنکھہ کھولے دریا مین پتلی پتلی
لہرین پڑین کاتب قدرت نے قلم شعاع سے زرنگار کرنے کے لئے
صفحۂ آب پر مسطر کیا شاہی نوبتخانہ کے کوس و دہل کی آواز بلند ہوئی

اوسکی سُریلی آواز سے لوگ نیند سے چونکے اور اپنے اپنے کام سے لگے
میکدہ کا دروازہ کہلا مغبچون نے صحن میخانہ کی رفت و روب کی
پیر مُغ نے صراحی اور ساغر سنبہالا میکشون نے شب کے خُمار کی
سرگرانی دفع کرنے کی غرض سے صبوحی کی فکر مین اوس طرف کی
راہ لی ادہر مُرغ نے اذان دی اودہر موذن بہی اپنے دربے سے
نکل صحن مسجد مین کہڑا ہو اوس کے گلے سے گلا ملانے لگا یہہ
سُنکر رات بہر کے جاگے ہوے عابد انگڑائیان لیکر سجّادہ پر سے اُٹہے
جبّہ اور عمامہ سنبہال عصا ہاتھہ مین لے مسجد کی راہ ناپتے چلے
بتکدہ مین گہنٹے اور ناقوس بجے برہمنون نے پہول اور سیندور
بتون پر چڑہا کر بہیروی مین بہجن گانا شروع کیا صنم پرستون نے
سجدہ بت کے لئے آمادہ ہو کر بیت الصنم کا ارادہ کیا اُس
چارون طرف کے شور و غل سے عاشقان وصل نصیب
چونک پڑے اور وداع جانان کو رخصت جان سمجہکر کلیجہ تہام کے
بیٹہہ گئے جن حرمان نصیبون نے شب ہجر تڑپ تڑپ کر کاٹی تہی
بستر بیقراری سے اوٹہے اور کوچہ دلدار کی خاک کو اپنے
درد کی دوا سمجہکر یہہ مطلع پڑہتے ہوئے اودہر چلے۔ فرد

سن کے لیش نے لعمد امیر دم	میبر د دل ہو کشان تا میر دم

دوپہر

دوپہر کا وقت ہوا آفتاب سمت الراس پر آیا۔ زمین تپنے لگی
پا نور رکھتے ہوئے خوف آتا تھا کہ چھالے نہ پڑین بیٹھے ہوئے
جی ڈرتا تھا کہ سانس کی گرمی سے لب پر تبخالے نہ پڑین آسمان سے
وہ آتش باری ہونے لگی کہ ہوا نے شعلۂ جوّالہ کی صورت پیدا کی
خاک کے ذرّون نے چنگاریون سے ہیئت بدلی جانورون نے
ڈر سے اُڑنا موقوف کیا کہ جسم جلکر کباب نہوزمین کی دہشت سے
سکتہ کی حالت ہوگئی کہ دُھوپ کی گرمی سے پگھل کر آب نہ ہو
دوکاندارون نے دوکانون کے تختے لگا دیے اور اوس کی
آڑمین پڑ رہے لوگون کا گھرون سے نکلنا چلنا پھرنا بند ہوا
بازارین سنسان ہوگئین دن نے رات کا سنّاٹا پیدا کیا شہر
شہر خموشان کا نقشہ بن گیا چوپائے سایہ مین کھڑے ہو کر ہانپنے لگے
ہر درخت شکل چنار ہوگیا دھوپ کی تابش سے معلوم ہوتا تھا کہ
کھڑا جل رہا ہے گھاس مُرجھا کر زمین پر ایسی لیٹ گئی جیسے کسی نے
کاٹ کے ڈال دی ہو حوضون کا پانی ایسا گرم ہوگیا کہ مسجدون پر
حمامون کا گمان ہونے لگا موذنون نے جبکی سادھی عابد بھی
عبادت چھوڑ کر قیلولہ کی سُنّت ادا کرنے کے بہانے سے لیٹ رہے

برہمن تبخانے کے کونے مین یون خاموش ہوکر بیٹھا کہ بُت بن گیا
سکیدہ مین سغ زانو پر سر رکھہ کے اس شکل سے ہو بیٹھا کہ معلوم ہوتا تھا
مٹکے پر پیالہ اوندھا دیا غریبون نے اپنے گھرون مین گھاس کی ٹٹیان
لگا لین مٹی کی صراحیون پر کپڑا بھگو کے لپیٹ دیا امیرون نے
تہ خانون مین آرام فرمایا خس کی ٹٹیان چھڑکی جانے لگین فراشی
پنکھے کھنچنے لگے خس کی خوشبو سے ہوا کے جھوکون پر لخلخہ کا یقین آنے لگا
صراحیان برف مین لگائی گئین شربت کی قفلیان جمائی گئین
جنکے محبوب پاس تھے اونکی یہہ دوپہر بھی شب وصل سے کم نہ تھی
اور جو آتش فراق سے جلتے تھے اون کے دلون کی سوزش
برف سے بھی نہین بجھتی تھی۔

شام

دن تمام ہوا جھٹ پٹے وقت نے رات کے آمد کی خبر دی مغربی
گوشہ سے تاریکی کا جوش ہوا جیسے پہاڑ کے غار سے سیاہ ابر امنڈے
آفتاب دن کے تماشا ختم ہونے سے ایسا اوداس ہوا کہ مُنہہ پر
زردی چھا گئی بادل ناخواستہ مغرب کو چلا لیلائے لیل نے شرم سے
کہ آفتاب جاتے ہوے اوسے دیکھہ نہ لے سیاہ نقاب مُنہہ پر ڈالا ہوا

جو دن بہر زور شور سے چل رہی تہی دہیمی ہوئی اور تہکے ہوے
مسافر کی طرح آہستہ آہستہ چلنے لگی درختون کے پتون نے کہڑکہڑانا
دریا کے پانی نے لہرانا موقوف کیا پالے ہوے جانور جو دن کو
چرائی کے صحرامین کلیل کر رہے تھے اون کو زندان خانہ نصیب ہوا
جنگلی چوپایون نے درختون کے سایہ اور پہاڑ کے غار وکمین
پناہ لی طیور نے فضاے آسمان سے مُنہہ موڑا کسی نے اپنے
آشیانے کو رخ کیا کسی نے درخت پر بسیرا لیا مسجدون مین قندیلین
روشن ہوئین بتکدون مین سانجہی دیگئی میخانون مین خم نے
ثبات اور ساغر نے گردش سے ثوابت وسیارکے نقشے دکہاے
قدح نے ماہ تمام کا کام کیا وہ روشنی پہیلائی کہ وہان اندہیرا
ہونے نہ دیا آسمان پرستارون نے چراغان کردیا چراغون نے
اپنی روشنی سے زمین کو آسمان بنا دیا مسافر دن بہر کے تہکے
سرایون مین آپڑے اون کی دن بہر کی تہکائی آخر روز کا
اضطراب کہ راہ مین رات نہو جاے منزل پر پہنچنے کی جلدی
سرا مین ناجنسون کی ہمسائگی بہٹیارون کی ناز برداری
گہر کا دہیان اہل وعیال کا خیال وطن کی یاد یاران وطن کا
تصوّر دل کی شکستگی ایک قیامت تہی اس مزے کو وہی جانتا ہے

جس نے کبھی اپنے صبح وطن کو شام غربت سے بدلا ہے جنسے وصل کے وعدے تھے اون کے تو اس شام مین چراغ مراد روشن ہوے اور جنکو شب ہجران کی مصیبت کاٹنی تھی اونکی زبان پر یہہ ہجبر کا شعر جاری ہوا شعر

شام ہجر تو گرفتار سیہ بختی را		روز حشر است کہ در پردہ شب می آید

دوسرا فغان

حافظ نظام الدین صاحب کے نام

نہ تجھسا مورد آفات ہو کوئی زمانہ مین		بلا جو آسمان سے آئی وہ آئی مرے دل پر

مین ایسی ہی مصیبت مین گرفتار جینے سے بیزار تھا کہ میرے منجھلے ماموں جناب خواجہ صدر الدین مغفور نے ایک مہینا ہوا اس جہان سے انتقال کیا مجھے مبتلاے رنج و ملال کیا اور میر وزیر علی صاحب نے حافظ عزیز الدین مرحوم کی رحلت کی خبر سنائی مین نے جب آپ کی اور اونکی خیریت پوچھی تو اونہوں نے یہہ حکایت وحشت اثر سنائی سنتے ہی دل پر ایسی چوٹ لگی گویا شیشہ پر پتھر گرا بس مجھے ایک سناٹا آگیا جب ایک ملاقات پر

میرا یہہ حال ہوا جی کڑہا سخت ملال ہوا آپ کے تو وہ نور بصر تھے لخت جگر تھے ظاہر ہے کہ آپ پر کیا گذری ہوگی یہہ کلفت دل کے ساتھہ کیا کرتی ہوگی مگر کیا کیجیے زندگی ناپایدار ہے انسان بے اختیار ہے بہتیرا روئے پیٹئے پھر سوا صبر کے کچھہ بن نہین آتی غم کلیجہ کیون نہ کہا جاے وقت سے پہلے جان نہین جاتی دنیا کا عجب کارخانہ ہے جن پر مکھی کا بیٹھنا ناگوار ہوتا ہے اونہین اپنے ہاتھون مٹّی تلے داب دیتے ہین جنکا دم بھر آنکھون سے اوجہل ہونا دشوار گذرتا ہے اون کے دیدار سے عمر بھر کو صبر کر لیتے ہین دل مین زخم کلیجے مین ناسور ہے جینے سے تنگ ہین لیکن قضا جب تک نہین آتی جینا ضرور ہے آپنے تو ایک زمانہ دیکھا ہے خود سب کچھہ سمجھتے ہین اور لوگ آپ سے تعلیم کی اُمید رکھتے ہین آپکو کوئی کیا سمجھاے لقمان کو حکمت کون سکھاے دعا کرتا ہون کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے آپ کو اس سے زیادہ استرضا اور استقلال کی ہمّت دے کیون صاحب وہ یاد ہے ہمیرپور مین رخصت کے وقت بہت مضطر ہو ہو کر ایک ایک سے کہتے تھے کہ یارو دعا کرو کہ زندگی مین اس سے ایک دفعہ پھر ملین اب مین وہان سے یہان تک آیا آپ سے اتنی دور نہ آیا گیا اسپر کہو گے کہ

کہ ہم تمہارے مشتاق ہین ✽ مصرعہ دیگر بخود مناز کہ ترکی تمام شد۔

مولوی محمد عبدالرزاق صاحب شاکر کے خط کا جواب

عرض نیاز عشق کے قابل نہین رہا	جس دل پہ مجھکو ناز تہا وہ دل نہین رہا

جس بیخبر کو اپنی ہی خبر نہو وہ اورون کی خبر کیا لے پہر ایسے بیخود کو کوئی الزام دے تو کیا دے خوبی قسمت پر نازان ہون کہ دوست شاکر ملا ہے کبہی شکایت نہو گی مجھے بیخبر جانتا ہے میرے تغافل کی لوگون سے حکایت نہو گی خط کا جواب بہت دنون مین جاتا ہے عذر کیا کرون کہ اپنا عذر اپنے ہی کو نہین بہاتا ہے ہان اتنا تو کہونگا سچ سمجہو یا جہوٹ کہ اس عرصہ مین مین بہی کچہہ بیمار رہا کچہہ انتشارون مین گرفتار رہا بہر حال اگر شستۂ بیخبری کا سرشار سمجہتے ہو تو رحم کرو اور اگر قصور غفلت کا گنہگار جانتے ہو تو بخشدو دیباچہ بیاض کا تو جیسا وہان آپ نے سنا تہا ویسا ہی رہا دماغ نے اتنی یاری نہ دی کہ کچہہ اور بڑہاتا تین غزلین البتہ نئی لکہی ہین عنقریب سب کی نقلین بہیجونگا جرم درنگ تحریر کا یہہ جرمانہ دونگا۔

شاہ برہان الدین صاحب کے خط کا جواب

فقیرون کی بول چال مین

یاد اللہ کیا بہول گئے جو مدت مین فقیر کو یاد کیا شاد رہو آباد رہو
اتنا بہی غنیمت ہے جمیع اللہ کی اکثر صورتون کو مین لکھتا رہا کہ
آپ سے عشق اللہ کہدین سب نے یہہ لکھا کہ اون سے دید وا دید
نہین ہوئی نہ کبہی تکیہ پر آتے ہین نہ کبہی برق اللہ شاہ کے پاس
جاتے ہین فقیر کو حیرت تہی کہ لاپروائی بہی فقیرون کی شان ہے
مگر نہ اسقدر بہلا مدت مین سبہی آخر جیتے تو فقیر کا پہیر اچپیس دن
اکبر آباد مین رہا پہلے تو بستر الشکر ہی مین جما یا تہا معبود کی یاد مین
داتا امیر علی شاہ کا بہی عجب دم ہے وہ کب مانتے تلملا اور رہو ریا
اپنے کٹرہ مین اوٹہا لیگئے وہ بہی مرشدون کا مکان ہے انکار نکرسکا
دن بہر لشکر مین کوڑے کے دہندے مین رہتا رات کو وہین جاپڑتا
اوتنے دن بڑے مزے مین کٹے خوب خوب نشے پائی جمے مولیٰ کی
شان کا ہر طرح جلوہ دیکہا۔ شعر

تماشاے اہل کرم دیکہتے ہین	بنا کر فقیرون کا ہم بہیس غالب

آج دوسرا دن ہے کہ وہان سے رستا ہوا اب علی گڈہ اور بلند شہر
میرٹہہ مظفر نگر سہارنپور کی سیر کی ٹھہری ہے پہر نا دی جدہر لیجائے

دنیا بھی عجب مکان ہے ہر وقت ظہور کی ایک نئی شان ہے
کہین شہر ہے آبادی ہے داتاؤن کی جماعتین ہین پریون کی
جمگھٹین ہین نور کی صورتین ہین قدرت کی مورتین ہین فقیر و بنئے
آوبھگت ہے حقے سلفے کی دعوت ہے کہین جنگلا ہے ویرانہ ہے
نہ آشنا ہے نہ بیگانہ ہے جدہر نگاہ کرو ہو کا عالم ہے ایک تنہائین
ہزار طرح کا غم ہے پورے مرشد کا بالکا ہو تو نہ اوس سے دل اٹکائے
نہ اس سے گھبرائے ہر وقت اور ہر جگہہ معبود کو موجود دیکھے
عبرت کی آنکھین کھولے ہر شان کی سیر کرے اپنے دم کا آشنا رہے
خیر اسی مین ہے اور جو بھولا تو چوکا اس راہ مین ہزارون
ٹھوکرین ہین مرشد اللہ نے نگہہ بر قدم کا نکتہ کان مین اسلیے کہدیا ہے
جلسہ کی کیفیت جو آپ نے لکھی تھی معلوم ہوی یونہین اگر مرشدو کے
قدم بقدم رہوگے مصرعہ تو وہان بندگی ہی مین کچھہ پاؤگے + کبوترون کا
پنجرا ساتھہ لئے پھرتا ہون چھڑا اور رومال کے ساتھہ
ایک پنجرا بھی ہاتھہ مین ضرور تھا ورنہ بھیس پورا نہ ہوتا جیتا رہا
تو آپ تک پہنچتا ہون اندلون فقیر نے ایک غزل لکھی ہے
آپ کے دیکھنے کو جاتی ہے۔

غزل

فقیر ونسے کرتے ہو جو بولی ٹھولی
بہت پیاری باتین ہین یہہ بھولی بھولی

بہکاری ہو ہم تو دیدار کے ہین
بھلا ہوگا بھر دو ہماری بھی جھولی

لگاتے ہین منہہ کب ہم اس فاحشہ کو
کرے ہم سے کیون قحبہ دنیا ٹھٹہولی

نہین بند رہتا کوئی کام اپنا
گرہ دل کی ہے جب سے مرشد نے کہولی

پری آج شیشہ سے داتا نکالو
یہہ کالی بلا کیسی افیون گہولی

زمانہ دکہائیگا کیا رنگ ہم کو
جو ہونی تہی اپنے لئے بس وہ ہولی

کہان ہم فقیر اور دنیا کے جہگڑے
یہہ کیچڑ تو دامن سے پہلے ہی دہولی

مرزا اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ صاحب غالب تخلص کے خط کا جواب

حضرت آج علی الصباح مین گورکہپور کے میدان مین خیمہ کے اندر اکیلا بیٹہا تہا چلین جو چارون طرف کے دروازون کی چہٹی ہین صاف قفس کی صورت تہی ہر سمت کو دیکہتا تہا اور تنہائی سے گہبرا گہبرا کر یہہ مصرعہ پڑہتا تہا مصرعہ ہائے تنہائی او رکنج قفس + دفعتہ ہٹو بڑہو کا غل ہوا حیرت مین آیا کہ کسکی سواری آئی تہے دیکہا تو دیکہا کہ شوق اور تمنا اور محبت ان سارے حشم و خدم کا

آگے آگے اہتمام ہے اور پیچھے اون کے حضرت لوتسن ہمّت کو کدا تے پھنداتے چلے آتے ہین۔ پہر تاب کسے تھی بے اختیار دوڑا خیمے سے باہر آیا جھک کر آداب بجالایا رکاب تھام کر گھوڑے سے اوتارا قدم لئے خیمے مین لے گیا مسند پر بٹھایا صدقے مین اپنے کو اوتارا دو زانو ادب سے سامنے بیٹھا ہاتھہ باندہ کر مزاج مقدّس پوچھا جواب مین علالت کی کیفیت ضعف کی شکایت سُنی جی گڑھا نصیب دشمنان کہکر دعا دی کہ پروردگار ہمیشہ صحیح و سالم رکھے حضرت کی عمر اتنی بڑھاے کہ خضر کو رشک آے ادہر ادہر کا مذکور آیا ارشاد ہوا کہ مینے دہلی پہنچکر تجھے ایک خط لکھا تھا عرض کیا کہ اوسکے ورود سے مشرف ہوا تہا جواب لکھنے مین رامپور والے عریضہ کے رسید کی راہ دیکھتا تہا اسمین اوس سوال کا ذکر آیا جو اوس عریضہ مین ایک شعر کی نسبت لکھا تھا حضرت نے فرمایا اوسکو دیکھہ رہا تہا کہ خاص تراش آگیا اور حاجح ہوا یہہ سُنکے مینے مُنہہ بنا کر کہا اوس وقت مین نہوا ورنہ حجام کی خوب حجامت کرتا۔ کہ اوس نے میرا حرج کیا حضرت نے تبسّم کرکے فرمایا اوس بیچارے پر کیون خفا ہوتے ہو لو مین اب جاتا ہون اور تیرے عریضہ کو دیکھہ کر سوال کا جواب

لکھتا ہون یہہ کہکر حضرت تشریف لے گیے جب تک سواری نظر
آیا کی مین دروازے پر کھڑا حسرت کی نگاہون سے دیکھا کیا
پہر غمگین خیمہ مین آکر بیٹھا اور یہہ اشعار کسی کے جو بر محل یاد آگیے
اونہین پڑہ رہا ہون۔ **اشعار**

این نیست کہ از راہ وفا آمدہ رفتی
شد راہ غلط ورنہ چرا آمدہ رفتی
چندان ننشستی کہ شود غنچۂ دل وا
چون بوی گل و باد صبا آمدہ رفتی
چون عمر کہ ہرگہہ بسر آید برود زود
خود برسر این بی سر و پا آمدہ رفتی

ایضاً

جناب عالی پرسون عنایت نامہ پہنچا کل اخبار کا لفافہ آیا مین
ان دو نعمتون کا ہزارون شکر بجا لایا الہ آباد کو آپ نے
کسی زمانے مین کلکتہ تشریف لیجاتے ہوے ملاحظہ فرمایا ہوگا
اوسوقت یہہ شہر خدا جانے کیسا ہوگا مصرعہ ہمارے عہد مین اسپر تو
ویرانی برستی ہے ٭ عجب طرح کا شہر ہے اُجڑے ہوے
گانوٗن سے بدتر ہے کسی فن کا کامل کسی امر کا شوقین و
مایل یہان کوئی نظر نہین آتا عملہ بشمیۃ لالہ صاحب اور جو

چند مسلمان ہین او نہین کسی مذاق کا آشنا نہین پاتا کتاب کون
خریدے اخبار کون لے رہا مین مجھے اُردو کتابون سے شوق نہین
بوستانِ خیال فارسی ملے تو البتہ خریدار ہون اور اخبار تو
سرکاری اتنے آتے ہین کہ مجھے اونہین کے دیکھنے کی فرصت
نہین ملتی منشی ممتاز علیخان صاحب کو مین نے کل لکھا کہ آپ
ایک عرضی جناب کمسن صاحب بہادر افسر مدارس کے حضور مین
بھیجدین اور اوس مین یہہ لکھین کہ حضرت غالب نے آپ کو
جس مجموعۂ نثر کا ذکر لکھا ہے اوسے مین مرتب کرتا ہون عنقریب
چھپنا شروع ہوگا کچھہ جلدین مدرسون کے لئے آپ بھی خریدین
تو آپ کی اس اعانت سے کتاب جلد چھپ جاے اس سے بہتر
اور کوئی طریقہ صاحب تک ذکر پہنچانے کا میری راے مین نہ آیا
جا بجا سے جو آپ کے خطوط جمع کئے گئے وہ اصل تو کہین سے
آئے ہین نقلین آئین سرور کے نام کے ایک خط مین جلال اسیر کا
ایک مصرعہ لکھا ہے وہ اسی قدر پڑھا جاتا ہے زغیر دشکرآب است
بعد اوس کے کیا جائے کیا لفظ لکھا ہے مارہرہ والون کے
خط کا حال تو آپ پر خوب ہویدا ہے دوسرے لفظ بینش کو
کہین مذکر لکھا ہے اور کہین مؤنث آپ تو اسے مخنث کیون بنادے

مگر یہہ خرابی بھی کاتب سے ہوئی ہے ان دونو کی تصحیح لکھئے تو کتاب مین صحیح لکھہ دیا جاے -

ایضاً

حضرت نسخہ عود ہندی کا ممتاز علیخانصاحب کی فرمایش سے مرتب ہو رہا ہے چودہری عبد الغفور صاحب کے پاس سے آپ کے خطوط اور اون کا دیباچہ آگیا مین نے سواے اسکے کہ آپ سے بہت کچہہ حاصل کیا کالپی اور لکھنؤ اور بریلی اور گورکہپور اور اکبر آباد سے آپ کی تحریرین فراہم کین خود سب کو دیکھا جو مضامین لایق اعلان کے نہ تھے اون کو نکال ڈالا کاتب لکھہ رہا ہے مین مقابلہ کرتا ہون اب تک بڑے ورقون کے دس جزو مرتب ہو چکے ہین اور ہو رہے ہین امید ہے کہ اودہر اگست کا آغاز ہو اِدہر اس مجموعہ کا انجام ہو مین اپنے حق سے ادا ہون چھپوانیکے لئے اون کے حوالہ کرون اسوقت بھی مقابلہ مین مصروف ہون پڑھتے پڑھتے آپ کو لکھنے کا خیال آیا کہ نواب مصطفیٰ خانصاحب شیفتہ منشی حبیب اللہ صاحب ذکا میان داد خانصاحب سیاح ان حضرات کے پاس بھی آپ کے رقعات ضرور ہونگے آپ ادہین

ایما کرین کہ جسکے پاس جو کچھہ ہو بسبیل ڈاک میرے پاس بھیجدین
رامپور مین تو مین نے خود لکھا ہے شاید وہان سے بھی کچھہ
آجاے جب تک کتاب تمام ہو اور جس قدر خطوط ہاتہہ آوین
اور اسمین شامل ہون غنیمت ہے۔

سیّد امیر علیشاہ صاحب کے خط کا جواب

حضرت عنایت نامہ آیا مین نے اعزاز پایا انتشار خاطر عاطر نے
جی کڑھا دیا دل دکھا دیا پروردگار رحم کرے ہر تکلیف سے
بخیر نجات دے تشریف نہ لانے کی بار بار معذرت کیا ہے کیا مین
نہین جانتا کہ آپ کو کن افکار مین ابتلا ہی مین خود ہی نادم ہون
کہ فرصت نہین ہوتی حاضری کی کوئی صورت نہین ہوتی
میرے گھر مین بھی ان دنون دو تین آدمی بیمار ہین آپ کی طرح
ہم بھی بیمارداری کی مصیبت مین گرفتار ہین خدا آپ اور ہم
دونو پر رحمت کی نظر کرے۔

مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب کے نام

جناب عالی مین نے ایک عریضہ اس سے پہلے آپ کو بھیجا ہے

اوسمین یہہ مطلب جواب طلب لکہا ہے کہ مولوی صاحب جہانگیرنگری نے جو رسالہ تصنیف کیاہے اوسکا نام کیاہے اور وہ کہان چہپاہے آجتک جواب نہ آیا کیونکر مجہے حیرت نہو جب ترک جواب حضرت کی عادت نہو جواب عنایت کیجے مجہے بلاے انتظار سے نجات دیجیے الحمدللہ کہ عود ہندی کی ترتیب تمام ہوی جلدبند ہواکر آج ہی منشی ممتاز علی خان صاحب کی خدمت مین روانہ کردی اب چہپوانے مین دیر کرین یا جلدی اوہنین اختیار ہے۔

منشی ممتاز علیخان صاحب کے خط کا جواب

ہرکہ خدمت کرد او مخدوم شد	ہرکہ خود را دید او محروم شد

مرشد کے حکم کی تعمیل سے انکار اپنے مراتب و مقامات کا اظہار کیاہے اگر سوءادب نہین برا نہ مانئے تو کہون نتیجہ اسکا طالب و مرید کے لئے ہرگز مفید مطلب نہین جو کچہہ کہا جاتا ہے مریدون کی بہتری کے واسطے کہا جاتاہے ورنہ ہم فقرا شان بے نیازی کے مظہر ہین یہان کسی بات کی کب پرواہے مرشدون کا قول ہے جیسی نیت ویسی برکت جو جیسا کرے گا اپنے حق مین اس مین

نہ قصّہ ہے نہ جھگڑا ہے مرزا نوشہ صاحب کی نثر کا مجموعہ مرتب کرکے
آج منصف صاحب کے حوالہ کیا کہ غازی الدین حسین خانصاحب کے
پاس بھیجدین اور وہ آپ کی خدمت مین روانہ کرین مصنّف
آپ سے بہت قریب ہین ایک نظر اون کو بھی دکھا دیجیے تب
چھپوانا شروع کیجیے تو بہتر ہے فقیر نے اسکی ترتیب دینے اور لکھوانے
اور بذات خود مقابلہ کرنے ہی مین محنت نہین کی بلکہ اتنا تردد
اور کیا کہ جو رقعات بریلی سے آئے ہوے آپ نے کھودئے
اون کو وہان سے مکرر منگوایا اور سواے اوس کے گورکھپور۔
لکھنؤ۔ کانپور سے کچھہ بہم پہنچایا اور تین نثرین مصنّف سے
اور لین اور ان سب کو بھی مجموعہ مین داخل کیا اور جہان
کچھہ شک ہوا مصنّف سے اوسکی تصحیح کرلی اب اگر یہہ مجموعہ
طاق نسیان پر رکھا نرہے اور جلد چھپے تو مصنّف پر احسان ہوگا
فقیر کے پاس تو اصل موجود ہے جب دیکھے گا کہ آپ نہین چھپواتے
تو اپنے لئے کاتب سے ایک نسخہ اور لکھوالیگا اور جو جو نقل کے
طالب ہونگے اون کو دیدیگا۔

سید امیر علیشاہ صاحب کے نام اونکے

بہتیجی کی تعزیت مین

حضرت   جس حادثہ کے تصور سے کلیجا منہہ کو آتا تہا
وہ آخر بر روآیا۔ جس غم کے اندیشے سے دل ٹکڑے ہوجاتا تہا
اوس کا پہاڑ قضائے سر پر گرا یا جب آپ کے رنج کا دہیان
کرتا ہون دل پانی ہو کر آنکھون سے بہہ جاتا ہے کیا کہون آپکی
طبیعت کی کیا کیفیت ہوتی ہے جب اسکا خیال آتا ہے
کہ کیسی محنت آپ کی خاک مین ملی تقدیر نے بعد رنج کے بہی
راحت نہ دی جانتا ہون کہ آپ زندگی سے بیزار ہون گے
دشمنون کی ایک جان پر سو طرح کے آزار ہون گے مگر کوئی
آپ سے کیا عرض کرے آپ خود اورون سے زیادہ جانتے ہین
کہ سواے خدا کے کسی کی ذات کو دوام نہین کوئی یہان
ہمیشہ رہے اس لایق یہہ مقام ہی نہین یہان کی کوئی حالت اس
قابل نہین کہ انسان اوسپر توجہہ کرے بلکہ یہہ ایک ایسی
جگہہ ہے کہ یہان کے تماشون کو عبرت کی نگاہ سے دیکہے اور
چند روز جو یہان رہنے کے معین ہین او نہین جس طرح پر گذرے
گزار دے جب ہمارا خمیر ہی رنج سے ہو راحت کی فکر فضول ہے

ماتمکدہ مین آکر رونے کی جگہہ ہنسنے کی خواہش کرین سراسر نامقبول ہے جسے ہم جینا کہتے ہین وہ موت کے انتظار کی ایک مدّت ہے اوسپر اورون کے مرنے کا رنج کرین تو کہئے کیسی غفلت ہے اور اگر آپ اپنے مشرب کے موافق غور کرین تو وجود اعتباری کے معدوم ہونے سے ہستی حقیقی کو زوال نہین آتا تبدیل شان اور تغیّر مکان کرنے مین گرہ سے کچھہ نہین جاتا حباب جب لوٹ جاے دریا ہے شبنم جب اپنی صورت کو مٹاے تو خورشید سے کب جدا ہے پھر اوسکا غم کیا اور اسکا ماتم کیون غرض اوس طرح سمجھئے یا اس طرح اس کے سوا چارہ نہین کہ دلکو سمجھائے اور گریہ و بکا کے بدلے مرحومہ کے ایصال ثواب مین صرف اوقات فرمائے خداوند تعالی مغفورہ کی مغفرت کرے اور آپ کو استقلال اور استقامت کی ہمت دے۔

مولوی مہدیعلی صاحب تحصیلدار اٹاوہ کے خط کا جواب

امنڈ کے کیا ہی آنکھون سے یہ چلے آنسو	ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
طفل اشک کی میرے عجب ہی ہی خو	کہ ایک بات سُنی اور گلے کا ہار ہوا

آپ کے خط نے اب کی نیرنگی زمانہ کا تماشا دکھایا یعنے کبھی ہنسایا

اور کبھی رولایا ایسے ایسے شرائط کا حیدرآباد مین منظور ہونا اور
آپ کو باین عزّ و وقار بلانا ایسی مسرت کا موجب ہے کہ مین
آپ اپنے کو مبارکباد دیتا ہون مگر ہم لوگون کو یون چھوڑ کر
اتنی دور چلے جانا وہ رنج و حسرت کا باعث ہے کہ خواب مین بھی
خیال آتا ہے تو آہ و فریاد کرتا ہون یہہ قول مجھی پر صادق آیا
کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑے آپ سے ملاقات و محبّت ہوتے ہی
مفارقت نے مُنہہ دکھایا ایسا جانتا تو ہرگز نہ ملتا۔ **شعر**

ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ نہ پوچھ + ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کے ارمان ہونگے

لیکن یہہ یاد رہے کہ اگر وعدہ وفا نہ کیا اور مجھہ سے بے ملے چلے گئے
تو بڑی سرکار مین استغاثہ کیا جائیگا۔

مرزا اسداللہ خانصاحب غالب کے نام

شب غم کو عطا سحر ہوئی		نملی شام ہجر کے دن کو

مین تیسری نومبر کو الہ آباد سے یہان آیا اُمّید قوی تھی کہ اس
ہنگامہ مین کہ اکبرآباد تمام ہندوستان کے رئیسون کا مجمع ہے
آپ بھی بہ تقریب دربار یہان تشریف لائین گے ایک عجب
اشتیاق اور تمنّا مین کاٹی ہے چند روز لطف صحبت اوٹھائینگے

ہر روز خبر لیتا رہا کہ دہلی سے کون کون آیا کل جو حافظ زین الدین صاحب آئے مژدۂ امید کے بدلے خبر یاس لائے اون سے معلوم ہوا کہ حضرت کا ارادہ نہین کیا عرض کرون کیسی حسرت و افسوس ہوئی اللہ اللہ ایک عالم اکٹھا ہو تو ہو مصیبت زدگان فراق باہم نہین ہوتے۔ شعر

گو زمانے کو انقلاب رہا	ہم مصیبت کشون کے دن نہ پھرے

سید امیر علیشاہ صاحب کے نام

حضرت مینے سُنا کہ نصیب سر دشمنان آپکے پانوکمین درد ہے جب سے یہہ خبر سُنی طبیعت ہاتھہ سے جاتی رہی اور نہایت انتشار ہے دل خدا سے آپ کی صحت کا طلبگار ہے کیفیت مزاج سے مفصل اطلاع دیجیے آپ کے قدم لیتا ہون سر دست یہہ احسان کیجیے ایک خط مینے حکیم رجبعلی صاحب کی خدمتمین بھی بھیجا تھا جواب نہ آیا خدا جانے اونکا کیا حال ہے مجھے اسکا بھی نہایت خیال ہے اگر اپنے حال کے ساتھہ اون کا بھی حال رقم ہو تو مجھپر دونا کرم ہو بے اعتدالی فصل سے مجھہ مین بھی بدمزہ ہون مگر خدا کا شکر ہے جس حال مین ہون اچھا ہون۔

مولوی عبد القیوم صاحب منصف الہ آباد کے خط کا جواب

چنین پرسش نمائی گر کسے را	ہوس خواہد شدن مردن بسے را

قاصد آیا کہوں یا مسیحا آیا خط لایا کہوں یا نسخۂ شفا لایا اوس کی آواز پا نے وہ کام کیا جو دم عیسوی کرے اس کے دیکھنے سے وہ فرحت ہوی جو معجون مفرح سے ہووے جس بیماری کی ایسی پرسش ہو اوسکو صحت پر ناز بجا ہے جس مریض کو آپ پوچھین اوسپر تندرستوں کو رشک آے تو زیبا ہے اپنی مسیحائی کا اثر دیکھیے بہ نسبت سابق کے اس ہفتہ مین اچھا رہا اگر یونہین افاقہ رہے تو امید ہے کہ طبیعت حالت اصلی پر آجاے شیخ خیر اللہ صاحب کو مین خط لکھہ چکا تہا کہ اون کا خط آیا الحمد للہ کہ اون کی جانب سے جو تشویش تہی وہ رفع ہوی آپ کی تبدیلی کا انتظام ملتوی ہوا خدا کا شکر ہے کہ یہہ دغدغہ بہی مٹا مین نے جہانسی سے اکبر آباد کی طرف بازگشت کی مگر وہان پہنچنے کا زمانہ ابہی بعید ہے یعنی ۲۴ جنوری اثناے راہ سے الہ آباد آنا ہو یا نہوا ابتک کچہہ نہین کہلا زہے نصیب اگر آنا ہوا قاضی صاحب کی خدمت مین سلام نیاز گذارش ہے مولوی غلام صفدر صاحب سے جو کچہہ کہون

وہ شکر پرسش ہے۔

مولوی عبدالرزاق صاحب شاکر کے خط کا جواب

مولانا آپ کو بیخبر تو یاد ہوگا وہ جو مطلق اپنی خبر نہین رکھتا وہ
جو سینہ مین دل اور پہلو مین جگر نہین رکھتا وہ جسکے چاک سینہ سے
رفو کو عداوت ہے وہ جسکے زخم پہلو سے مرہم کو نفرت ہے وہ
جسکی بیتابی پر شمع بالین شعلہ سے سر دُہنتی ہے اور روتی ہے
وہ جسکی شب فراق کی ایک عمر سے دیکھتے ہین کہ سحر نہین ہوتی ہے
وہ جس کے پیرہن مین کثرت چاک سے گریبان نہین وہ جسکی قبا مین
اشک آتشین سے آستین نہین دامان نہین وہ جسکے دل و جگر
خنجر عشق سے فگار ہین وہ جس کے بدن پر زخمون کے داغ
بیشمار ہین وہ جسکی نازک دلی کے آگے شیشہ بھی پتھر ہے وہ
جسکی سخت جانی کے سامنے پتھر شیشے سے بھی نزاکت مین بڑھکر ہے
وہ جسکا یوسف امید چاہ ناکامی مین پڑا ہے اور کاروان مراد کا
گذر نہین ہوتا وہ جسکے درد نہان کے علاج مین مسیحا نے بھی اپنی
جان کھپا دی پر اثر ہرگز خبر نہین ہوتا وہ جو ہمیشہ مرگ آرزو کا
ماتم دار رہتا ہے وہ جو دن رات ماتم تمنا مین اشکبار رہتا ہے

وہ جو مرنے کے سہارے پر جیتا ہے وہ جو جام حیات سے شراب
عذاب مرگ پیتا ہے وہ جسکی یاس پر حسرت کو حسرت ہے وہ
جس کے حال پر رقت کو رقت ہے وہ جسکے نالہ و فغان سے
ہمسایونکو شب بیداری ہے وہ جسکی آہ و فریاد سے ایک عالم کو
زندگی بہاری ہے وہ جو یاران رفتگان کا داغ ہے وہ جو غم کے
اندہیرے گہر کا چراغ ہے وہ جو راتون کو گلیون مین چلّاتا ہے
وہ جو دن کو صحرا مین خاک اوڑاتا ہے وہ جسے رونے کے
سوا کچھہ کام نہین وہ جسکی جوش رقت کے آغاز کا انجام نہین
وہ جو حال پوچھنے مین چُپکا ہو کر رو دیتا ہے وہ جو سمجھانے سے
روتے روتے جان کہو دیتا ہے وہ جو دلاسے سے اور بھی
بیتاب ہوتا ہے وہ جسے تسلّی سے زیادہ اضطراب ہوتا ہے
وہ جسے اپنے بچھڑے ہوے سے پہر ملنا نصیب نہوا وہ جو عمر بہر
رنج سے دور اور راحت سے قریب نہوا وہ جسکے چہرے سے
اوداسی برستی ہے وہ جسکی قسمت حصول مدعا کو ترستی ہے
کل مجھے اکبر آباد مین ملا مین نے پوچہا یہان کہان جواب دیا
کہ دورے کے لئے آیا ہون پہر مین نے آپ کا حال پوچہا
ندامت زدہ سا سر جہکا کر چپکا ہو رہا مین نے اصرار کیا تو بولا کہ

کئی مہینے ہوے مجھے اونہون نے ایک خط لکہا تہا ابتک جواب نہ گیا
وہ بہی شاید خفا ہو گئے کہ پہر کوئی خط نہ آیا مجھے اب خجالت مانع
کتابت ہے یہہ اونہین کون لکھے کہ میری کیا حالت ہے
آپ جانتے ہین کہ عزیزون مین سے ایک صاحب بہت دنون
بیمار رہے اسکا انتشار رہا آخر اونہون نے قضا کی اب اون کا
ماتم دار ہون کیا کہون کن کن افکارون مین گرفتار ہون
مین نے کہا کچھہ نذرانہ دو تو مین اونہین یہہ حال لکہون
اگر روٹھے ہون سفارش کرون منا دون کہنے لگا میرے پاس کیا ہے
ایک دل تہا سو مدت ہوئی نذر عشق کر چکا ایک جان ہے سو
پامال غم لکد کوب الم وہ مجھی کو وبال ہے دوسرا اوسے کیون لیگا
مین نے کہا کچھہ اپنا کلام کہا استغفر اللہ وہ بہی اس قابل ہے
کہ کوئی اوسے لے سراسر لایعنی بالکل بےمعنی مجانین کے ہذیان کو
اوس کے سامنے پایۂ فصاحت ہے مجاذیب کے بڑ کو اوس کے
مقابلہ مین مرتبۂ بلاغت ہے کہا گیا کہ آپ کو اس سے کیا جو کہتا ہون
لیجیے لائے کچھہ لکھدیجے وہ غنیمت سمجھا ایک دیباچہ اور تین
غزلین لکھہ لایا اس خط مین بہیجتا ہون اگر صفائی منظور ہو تو
توقیع قبول بہیجدیجے اتنی بات پر اوسے مول لیجے شعر

ہمنے مانا کہ کچھہ نہین غالب	مُفت ہاتہہ آے تو بُرا کیا ہے

میر ہدایت اللہ صاحب کے نام

میری جانب سے کہے کوئی اوسہہ بدخو کو	مینے تہو کا ہے لہو تم بہی تو غصہ تہو کو

اللہ اکبر آپ اگر کہین کے بادشاہ ہوتے تو آپکے قانون مین عدہ خلافی کی سزا گو بعذر بجا کیون نہو پہانسی مقرر ہوتی اور خود بدولت اوس قانون سے مستثنی ہوتے کیا مین محرم مین نہ آنے سے ایسا مجرم ہوا کہ خط وکتابت کے لایق بہی نرہا نہ تمہاری مروت کی غایت ہے نہ بیمروتی کی نہایت ہے مجھے نہ پوچہا تہا تو نہ پوچہا تہا جس بیمار کے سبب سے مین نے اپنی پریشانی لکہی تہی اوس کا حال تو پوچہا ہوتا خیر اب یہہ فرمایئے کہ میرے خط کی نسبت آیندہ کیا ارشاد ہے مان نمان مین تیرا مہمان ہوا کرے یا یہہ بہی بار ہے میری تحریر بہی ناگوار ہے۔

قاضی نجم الدین صاحب برق کے خط کا جواب اونکے بہانجی کی تعزیت مین

ساری ہستی حباب کیسی ہے	یہہ نمایش سراب کیسی ہے

آج صبح کو کہ اوسے شام غم کہون تو بجا ہے آپ کا خط آیا کیا لکھون
دل نے کیسا صدمہ اوٹھایا ہے مجھے اس سرگذشت کے تصوّر سے
رنج و الم ہے آپ پر تو گذری ہے جو کچھہ آپ کی حالت ہو کم ہے
کوئی نا سمجھہ ہو تو اوسے سمجھاؤن کہ دنیا ناپائدار ہے زندگی کا
کیا اعتبار ہے ہم سب اس بزم مین اسی لئے جمع کئے گئے ہین
کہ پریشان ہون ایک کا حال دوسرے کے لئے آئینہ ہے پھر
کیونکر نہ حیران ہون غفلت ہم لوگون کا شعار ہے اور جو سچ
پوچھیے تو اس مین بھی کچھہ اپنا قصور نہین اس کارخانے کا
اسی پر مدار ہے ورنہ سوچین تو دنیا ایک طلسمات کی سرا ہے
مسافر اس مین پس و پیش آتے ہین اور ویسے ہی اپنے اپنے وقت پر
چلے جاتے ہین چند ساعت جو دم لینے کے لئے ٹھہرتے ہین تو عبث
کن کن جھگڑون مین پڑتے ہین ناحق کے لاکھون تعلق ہین
کرورون افکار ہین اعتبارات کو حقیقت سمجھہ لیا ہے اسی سے
مبتلاے آزار ہین جانیوالے جو دام غفلت سے نکل جاتے ہین پھر
وہ ہمین مُڑ کر بھی نہین دیکھتے کہ ان کا کیا حال ہے ہم جب تک
اس مین پھنسے ہین مجبور ہین ہمین اون کا رنج ہے ملال ہے آپ تو
خود سمجھہ دار ہین دس اور کو سمجھا سکتے ہین آپ کو کیا سمجھاؤن

ہان دعا کرتا ہون کہ پروردگار مرحومہ کو حضرت خاتون جنت ؑ کے جوار مین جگہہ دے آپ کو توفیق صبر عطا کرے لڑکی کی عمر دراز ہو کہ وہ موئی مٹی کی نشانی ہے پس ماندون کے لئے مرہم زخم جاودانی ہے۔

مولوی عبدالقیوم صاحب کے نام

آن سفر کردہ کہ صد قافلہ جان ہمرہ اوست	ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

اُمید ہے کہ آپ وطن مین بخیر و عافیت پہنچکر سرور خاطر اہل وطن ہوئے ہر سال معمول تہا کہ بعد پہنچنے کے رسید آتی تہی ابکی خلاف اوس کے یہہ توقع نہ تھی کہ یہان کی تبدیلی سے مزاج بھی بدل جائے محبت اور وضع مین فرق آئے ابہی تو آغاز مفارقت ہے مصرعہ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا + فقیر اچھا ہے ہان ضعف ابہی بالکل رفع نہین ہوا ہے شروع نومبر مین غالبًا فقیر یہان سے لشکر کا قصد کرے ہر چند آپ اوسوقت علیگڈہ مین ہونگے مگر اکبر آباد جانا ہے ایک دو دن وہان ٹھہرنا ہے لشکر مین جلد پہنچنا ہے شاید ملاقات کی نوبت نہ پہنچے پہرتے ہوئے پانچوین دسمبر کو مع لشکر علیگڈہ آنا ہوگا بشرط حیات اوسوقت

ملاقات یقینی ہے قاضی صاحب وہان تشریف رکھتے ہون تو
سلام قبول فرمائین مجھسے کبھی کوئی ملا جلا نہین جو مجھے کسی کا
حال معلوم ہوا ور آپ کو لکھون یاران صحبت دونو صاحبون
کی خدمت مین سلام نیاز گذارش کرتے ہین فقیر کا سلام
وہان کے سب حضرات کی خدمت مین کہدیا جاے۔

مولانا عبدالرزاق صاحب شاکر کے خط کا جواب

مولانا ایک خط آپکا محرم کے مہینے مین آیا یہہ وہ تہا جو آپنے
میرے خط کے جواب مین برس روز کے بعد لکہا دوسرا
اگست مین پہلا خود ہی جواب تھا اوسکا جواب کیا لکھتا
خاص کر ایسی صورت مین کہ برس دن کے بعد آیا ہو دوسرے
جواب مین کہتا کہ دیر ہوی اور عذر کرتا کہ مین آخر اگست مین
بیمار ہوا اور آخر ستمبر تک صاحب فراش رہا اور ایسی تکلیف
اوٹھائی کہ کچہہ جینے کی اُمید نہ تھی پروردگار نے زندگی دوبارہ
عطا فرمائی مگر نہین کہتا اور عذر بہی نہین کرتا اس لئے کہ
ایک سال کے مقابلے مین تین مہینہ بہت کم ہے بلکہ اگر اسکا
حساب کرون تو یہہ کہہ سکتا ہون کہ میرا احسان ہے کہ اسقدر جلد

جواب لکھا سربراہ کاری مین وکالت سے زیادہ کارِسربراہ ہوتے ہونگے اس تعلّق کا حاصل ہونا اچھا ہوا خدا مبارک کرے اور ترقی بخشے اپنی غزل کا صرف مطلع لکھا ساری غزل کیون نہ بھیجی اسکا عوض یہہ تہا کہ مین ایک مصرع بھی نہ بھیجتا گو آپنے غزلین مانگی تھین لیکن یہہ دوسرا احسان ہے کہ آپ کے بخل کا خیال نہین کرتا اور دو غزلین ایک زمین مین بھیجتا ہون بکا تو کچھہ اور بھی ہے پر سب کون لکھے یہہ دل و دماغ کہان جتنا بھیجتا ہون یہی بہت ہے شروع نومبر مین مین دورے کے لئے رُڑکی جاؤن گا اور غالباً اوسط یا اخیر دسمبر تک یہان پہر آؤنگا اور پہر کہین نہ جاؤن گا۔

مرزا اسد اللہ خانصاحب غالب کے نام

جنابعالی۔ پہلا عریضہ میرا پہلی جلد سبد چین کی رسید مین ملاحظہ سے گذرا ہوگا یہہ دوسرا عریضہ دوسری جلد کے پہنچنے کی اطلاع مین لکھتا ہون دوسری جلد مع تصحیح نامہ پہنچی شکر عنایت بجا لایا حضرت یہہ صحیح نامہ کیسا ہے مجھے تو اسمین غلطی کا شبہہ جابجا ہے صفحہ آٹھوان سطر چودھوین کے خانۂ غلط مین

ولے اور خانۂ صحیح مین دنی لکھا ہے مین جانتا ہون کہ نہ یہہ ہے نہ وہ صحیح دلے ہے صفحہ نوان سطر دوسری مین غلط امیر صحیح اسیر تحریر ہے میری دانست مین غلط صحیح اور صحیح غلط ہے صفحہ اونتالیس سطر گیارہوین مین غلط واو فرضا او ر صحیح واد ضا مسطور ہے میری سمجھہ مین یہہ دو نو لفظ نہین آتے غالب ہے کہ جو کتاب مین ہے وہی صحیح ہو یا تو کثرت ضعف سے میری قوت مدرکہ ہی ضعیف ہو گئی ہے کہ سمجھہ نہین سکتا یا صحیحنامہ غلطنامہ ہے آپ ملاحظہ فرماکر میری تسکین فرماوین۔

ایضاً

جناب   اب کی آپ کی اور اپنی تحریر مین جو مجھے لطف آیا ہے کبھی نہین آیا تھا طرفین کے ضعف نے عجب کیفیت دکھائی ہے کہ نہ میرے مطلب کو آپ سمجھتے ہین نہ آپکے مدعا کو مین مین آٹھوین صفحے کی چودھوین سطر کا حال لکھتا ہون آپ اوسی صفحے کی سترہوین سطر کو بتاتے ہین اور نزاوش کا تو مین ذکر ہی نہین کرتا آپ اوسے کیون داخل بحث فرماتے ہین اسیر اور امیر کی نسبت نوین صفحہ اور دوسری سطر کے اس شعر مین گفتگو کرتا ہون شعر

آنزو زگشت شاہ نجف بر ہمہ امیر	امروز ہند بود انجمن طراز

مین اپنا عریضہ والیس بھیجتا ہون اوسکو اور صحیفنامہ اور سبد چین کو اونہین صفحون اور سطرون کے نشان سے ملا کر ملاحظہ فرمائے اور دیکھیئے کہ مین کیا عرض کرتا ہون پہلے عنایت نامہ مین جو آپ نے پوچھا ہے کہ تجھے کیا ہوا تھا اور اب کیسا ہے پہلے ہی مین عرض کرچکا ہون کہ ہیضہ ہوا تھا اور اب اچھا ہون یہہ جو مینے عرض کیا تھا کہ مرزا محمد خان صاحب سے اپنی اردو نثرین لیکر مجھے بھیجدیجے اوسکا کچھہ جواب ہی ارشاد نہوا۔

مولوی مہدیعلیصاحب تحصیلدار مرزاپور کے نام

ہاے چُپ بھی رہا نہین جاتا	حالِ دل کچھہ کہا نہین جاتا

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کچھہ بن نہین پڑتی آخر مجبور ہوکر خاموشی سے کنارہ کرتا ہون حرف مطلب زبان پر لاتا ہون مینے سُنا ہے کہ آپنے اپنا نام مولوی مہدی علی صاحب مشہور کیا ہے آٹاوہ سے آنا ظاہر فرمایا ہے اور مرزاپور کی تحصیلداری کا کام انجام فرماتے ہین اسی نام کے آٹاوہ مین میرے بھی ایک دوست ہین اور مرزاپور آنے والے تھے

اگر تصور کرتا ہون کہ آپ وہی ہین تو عقل ہرگز اسکو تسلیم نہین کرتی
زیادہ بجھون تو فوجداری کرنے پر مستعد ہوتی ہے اور کہتی ہے
کہ وہ ایسے صادق الاقرار راست کردار آشنا پرست مروت
دوست صاحب ورع اور تقوی زہد و پارسائی مین مستثنی
بارہا وعدہ لکھتے تین مرتبہ تاریخ ورود معیّن کرتے کہ جس کے
سبب سے چھہ وقت تونے دو دو پہر انتظار کھینچا تیرے کہار
اور آدمی اسٹیشن پر خراب ہوے اور پہر بے ملے یون چلے جاتے
اگر کہتا ہون کہ منشی محمّد صدّیق صاحب سے میری علالت کی
کیفیت سُنکر نہ آے ہون گے تو کہتی ہے سبحان اللہ وہ اگر ہوتے
اور اونہین مرزاپور جانا بھی ہوتا تو خاص تیری عیادت کو
اٹاوہ سے آتے نہ کہ الہ آباد ہوکر مرزاپور جاتے اور تجھے
دیکھنے نہ آتے کہتا ہون کہ منشی رحیم بخش صاحب کا راضی نامہ
نہ بھیج سکے اِس شرم سے تشریف نہ لاے ہون گے تو جواب دیتی ہے
کہ وہ ایسے کب ہین کہ بے اون کا راضی نامہ بھیجے اٹاوہ سے
قدم باہر رکھین کہتا ہون کہ یہہ سب کچھہ نہین اِس خوف سے
نہ آے ہون گے کہ مین مخدومی مولوی عبد القیوم صاحب کے ساتھہ
ترببنی پر پکڑ لیجاؤن گا اور وضعداری شنکلب کردونگا تو کہتی ہے

کہ وہ مرد میدان ہین اتنے بارسے کب منہہ موڑے جب اوس کے
جوابون سے معقول ہوتا ہون تو خود بھی انصاف کرتا ہون اور
سمجھتا ہون کہ واقعی وہ نہون گے کوئی جن اونکی شکل سے
متشکل اور اون کے اسم سے مسمی ہوکر وہان پہنچا ہے اور
تحصیلدار بنگیا ہے تو خیال آتا ہے کہ جنّات کو نوکری کی
کیا ضرورت ہے پہر گمان کرتا ہون کہ کوئی بہروپیہ اونکا
روپ لایا ہے اور اوس نے وہان جاکر لوگون کو دہوکا دیا ہے
تو اسپر بہی یقین نہین آتا اور کہتا ہون کہ بہروپیہ روپ تو
بنا لیتا تحصیلداری کا کام انجام دینا کیا جانتا غرض عجب
طرح کی حیرت مین پڑا ہون کوئی بات سمجھہ مین نہین آتی للّٰہ
اتنا فرما دیجے کہ آپ کون ہین اس ایک بات سے میرے
سارے سوالون کا جواب ہوجائیگا ایک کلمہ میرے تمام
عقدون کو حل کر دے گا اگر آپ وہی مولوی مہدیعلیصاحب
ہوے جنکو مین اپنا دوست صادق جانتا تھا تو آیندہ سے
کسی کی دوستی کا دم نہ بہرون گا محبت اور مروّت پر فاتحہ
پڑہون گا اور جو کچھہ اور ہوے جیسے توہمات مجھے ہوتے ہین
تو قسم لیجے کہ راز افشا نکرون گا آپ کا حال کسی سے نہ کہونگا

آپ بفراغ خاطر تحصیلداری کیجے گا برائے خدا اس خط کے
جواب مین دو حرف لکھیئے اور مجھے اس حیرانی سے نجات دیجے۔

ممتاز علی خانصاحب کے خط کا جواب

حضرت سلامت آپ کے پہلے خط مین کچھہ آپ کا پتہ اور
نشان نہین لکھا تھا اس حیرت مین تھا کہ جواب کہان بھیجون
غازی الدین حسین خانصاحب کو لکھا تھا کہ آپ کچھہ پتا بتائے
ہنوز اوسکا جواب نہ آیا تھا کہ کل آپ کا دوسرا خط آیا گو
مسکن کا پتہ اسمین بھی نہین مگر اس سے اتنا معلوم ہوا کہ آپ
اٹاوہ مین نیل بنانے کے کاریگر بن گئے ہین سو چکر یہہ صورت
نکالی کہ منشی رحیم بخش صاحب کی معرفت یہہ خط بھیجتا ہون
آیندہ اگر مکان کا پتہ نہ لکھہ آیا تو ادہر سے جواب بھی نجائیگا
پھر اوسکی شکایت نہو میری عیادت کو نہ آنے سے آپ کے
دشمنون کو ندامت کیون ہو محبّت ہوتی تو بیتابی کب ہان
رہنے دیتی بے اختیار چلے آتے نہ تھی نہ آئے رسم ادا کرنے کو
خط لکھا عذر کیا بس ہوچکا ندامت کا کیا محل ہے شغل برزخ کا
حال جو لکھا ہے کہ گردن جھکا کر صفحۂ قلب پر تصویر دیکھہ لیتا ہون

خدا ترقی عطا کرے بعد اس کے مقام مشاہدہ حاصل ہو کر وہ
حال طاری ہو کہ + پھر سو چشم بکشایم جمال یار می بینم + تو گردن
جھکانے کی تکلیف بھی جاتی رہے میری روانگی کی تاریخ ابھی
معین نہین ہوئی ہے جب ہوگی تو اطلاع کرونگا لیکن
اسٹیشن تک تشریف لانے کی شکوہ آباد یا ٹونڈلے تک ساتھ
جانے کی کیا حاجت ہے آپ کو تو ظاہر پرستی سے نفرت ہے
اتنی بات بھی ظاہر پرستون کی کیون کرین آپ کا قلب تو
یار نما ہو ہی گیا ہے ایسی ریاضت کیجے کہ جہان نما ہو جائے
جس معاملہ کو چاہا اوسمین دیکھ لیا۔ شعر

+ ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو و سمن درآ +
+ تو ز غنچہ کم ندمیدہ در دل کشا بچمن درآ +

منشی محمد صدیق صاحب کے معاملہ مین جیسا آپ چاہتے ہین
انشاءاللہ ویسا ہی ہوگا فقیر دعا مین مصروف ہے مولوی
مہدی علی صاحب سے مجھے نہایت رنج ہے کہ باوجود وعدہ
مجھسے نہ ملے الہ آباد مین نہ اوترے سیدھے مرزاپور چلے گئے
بخدا مدت تک تو مجھے اسکا یقین نہ آتا تھا جب مرزاپور سے
لوگ آئے اور اون سے سنا تو مین نے ایک خط لکھا اوس

جواب بھی نہ آیا بس مین نے اون سے قطع محبت کر لی اوس خط کی
نقل آپ کے ملاحظہ کے لئے بہیجتا ہون عنایت رسول خانصاحب
اور منشی محمد صدیق صاحب سے سلام کہدیجیگا۔

منشی محمد صدیق خانصاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر گہر گنگ کے نام

نصیحت گوش کن بشنو و بہانہ مگیر	ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

الحمد للہ آپ کے مقدمہ مین ابھی یاس کی کیفیت نہین ہے علت
اوس مین سے نکل جاے تو آس کی صورت بالیقین ہے
وہ علت کیا ہے آپ کی بیتابی اضطراب کی خرابی معاذ اللہ
آپ نے زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے ایک حکم دریافت
کرنے کو جسکا انکشاف احباب کی تحریر سے ہوتا تو آخر کلکٹر ضلع
حاکم کو جو جواب جاتا اوس سے لو ہوتا ہے کئی آدمی کو زمین کا
گز بنا کر اون سے کوہ وصحرا سارے نپوا دیئے جتنی عمر میری
آپ سے زیادہ ہے اوتنے ہی تجربے دنیا کے مجھے زیادہ
حاصل ہین بلکہ سچ تو یون ہے کہ میرے تجربے میری عمر سے بھی
فاضل ہین بہت کم سنی مین دنیا کا بوجہہ اپنے سر پڑ گیا ہون
کہ اتنے عرصہ مین زمانے کا گرم و سرد کیا کچھہ دیکھا اگر بہی

سوانح عمری لکھون تو کئی دفتر ہو لوگون کے لئے عبرت نامہ
بسر ہو یاد رکھنے کی بات ہے کہ جس بات مین بہت
تدبیر کی خاک اوڑائی جاتی ہے اوسکا نیک انجام
نہین ہوتا اس لئے کہ تدبیر پر تکیہ ہو جاتا ہے اور جس کام مین
سوائے خدا کے کسی اور پر نگاہ ہو وہ کام نہین ہوتا مین
یہہ نہین کہتا کہ انسان ہاتہہ پاؤن توڑ بیٹھے سر رشتہ تدبیر
بالکل چہوڑ بیٹھے - نہین مصرع بر توکل زانوے اشتر ببند +
بزرگون نے فرمایا ہے عقلمندون کا اسپر عمل چلا آیا ہے
لیکن یہہ کہتا ہون کہ آدمی ایسا نہ بن جاے کہ بے فکر و
کوشش کے کسی وقت اوسے چین نہ آے سلامت روی کا
کوچہ یہہ ہے کہ ہر امر مین عالم اسباب کی رعایت سے بقدر
ضرورت تدبیر کرے اور پہر اوسے خدا پر چہوڑ دے کہ جو
چاہے رب قدیر کرے سبب پر نظر نہو مسبب کا بہروسا ہے
کیسے ہی وسیلے قوی کیون نہون کارساز حقیقی کا سہارا ہے
اس مین وہ کام بن جاے تو شکر اور بگڑ جاے تو صبر کرے
اپنی خواہش کے درپے نہو جاے اختیار جبر کرے ہر چند
قبض و بسط کا دلپر طاری ہونا بمقتضاے بشریت ضرور ہے

مگر اپنے کو قابو مین رکھے جہان تک مقدور ہے خوشی مین جامے سے
باہر نہو غم کی تصویر نہ بن جاے کام خاطر خواہ اگر نہو ہر حال مین
اپنے آپ کو لئے دیئے رہے اس شعر کا مصداق بنے - شعر

نہ شادی داد سامانے نہ غم آورد نقصانے	بہ پیش ہمت ما ہر کہ آمد بود مہمانے

ذرا غور کیجے اور اسکو سمجھ لیجے کہ دنیا ہرگز اس قابل نہین کہ کوئی
اسمین اپنا سر کھپاے بالکل اسی کا ہو جاے یہہ تو عدم کے
جانے والون کے لئے ایک دم لینے کی جگہہ ہے مسافر کو لازم ہے
کہ اثناء راہ مین جس طرح بنے گذارا کرے جو سر پڑے اوسکو
جھیل لے جب اسکے کسی حال کو قیام نہین کسی کو اسمین کیا ہو
اسے خود ہی دوام نہین پھر یہان کے رنج کا رنج کیا اور خوشی کی
خوشی کیسی ہمارا خیال ہی ہمارے لئے دام ہے سوچئے تو سوچنے کا
مقام ہے جس حالت مین ہم چاہتے تھے کہ ہماری یون نہین گذر جاے
آنکھہ ماری اور وہ حالت خود ہی گذر گئی کسیکو بقا نہین جس
کیفیت مین ہم یہہ کہتے تھے کہ ہماری کیونکر بسر ہوگی پلک جھپکی
اور وہ کیفیت آپہی بسر ہوگئی کس چیز کو یہان فنا نہین ہر
حال کو سایہ کی طرح گذران پایا دنیا کو ہم نے سراسر دریاے
ریگ روان پایا جو دن کہ ہنگامہ عیش و نشاط تھا مایۂ فرحت و

انبساط تہا یاران موافق ساتہہ تہے سیر باغ تہی محبوبون کے ہاتہہ مین ہاتہہ تہے بات بات مین ہنسی تہی قہقہہ تہا ہر ایک سے دل لگی تہی چہچہا تہا رقص وسماع کا اور ہی عالم تہا بزم مین جو بار نپاتا تہا وہ غم تہا اوسکی بہی شام ہوی جس روز بے نہ پے غم والم تہے تنہائی تہی اور ہم تہے یارون سے جدائی تہی بادیہ پیمائی تہی ہاتہون مین گریبان تہا پاؤن تہے اور صحرا کا دامان تہا بات تک کی نہین جاتی تہی ہنسی اپنے حال پر بہی نہین آتی تہی عزیزون سے دور تہے وہ ہم سے اور ہم اون سے مہجور رہتے خانہ دل مین رنج کا اہتمام تہا جسے آنے کا حکم نہ تہا اوس کا سرور نام تہا اوسکی بہی رات آگئی + اینہم رفت وآن ہم رفت + جو شب عید کے دن سے بڑہ کر تہی خلوت اور صحبت دلبر تہی بادۂ گلگون کا دور تہا بیحجابی کا طور تہا ساقی یار تہا نہ رقیب کا کہٹکا نہ خوف اغیار تہا جب ہاتہہ مین جام لیتے تہے لب شیرین سے نقل کا کام لیتے تہے مکان تمام گلشن تہا پلنگ پہولون کا خرمن تہا باہم پاس محبت تہا دلون مین جوش الفت تہا زمانہ ایسا بر سر ساز تہا کہ ادہر سے ناز ادہر سے نیاز تہا اوسکی بہی سحر نمودار ہوی جس رات زلف جانان کی صورت پریشان تہے شمع سوزان کیطرح

گریان تھے دل و جگر مین خون تو کہان تھا آنسو پیتے تھے آغوش مین جانان تو کیسا بدن مین جان نہ تھی اور جیتے تھے کسی کے آنے سے مایوس تھے اسپر دروازے سے نظر اور آہٹ سے کان ملے ہوئے تھے خوشی کے مانند گھر سے نکل جاتے اور غم کی طرح پھر آتے تھے ہمسایونکو پکار کے جگاتے جب نیند نہ آنے سے گھبراتے تھے کسی کے آنے کے تصور مین جو محو ہوتے تو آپ ہی آپ کہہ اوٹھتے اتنی دیر کیون لگائی جب ہوش آتا اور اُسے پاس نہ دیکھتے پھر خیال مین خود ہی اوس کے گھر جا پہنچتے اور کہتے خوب راہ دکھائی کبھی ضعف سے صورت دیبا کی شکل پلنگ پر بیحس و حرکت پڑے رہتے کبھی وحشت سے دروازے پر چلے جاتے اور پہرون کھڑے رہتے کبھی رو رو کر تکیہ بھگو دیتے کبھی تڑپ کر جان کھو دیتے کبھی گھبرا کر افق کو دیکھتے کہ ہاے سحر نہین ہوتی کبھی اجل سے کہتے کہ تو ہی آ اب تو تنہا بسر نہین ہوتی اوسکی بھی فجر آشکار ہوئی + شب سمور گذشت و شب تنور گذشت + کوئی ایسی صبح نہ دیکھی جسکی شام پیش نظر نہوئی ہو کبھی ایسی شام نہ آئی جو سحر نہوئی ہو پھر فلک کس لئے اور تردد کیون ہے + نہ دولت راست دائم استواری + نہ محنت نیز دارد پایداری + گر آید محنت و گر کامرانی + بکم مدت بر دہر دو گرانی + برو دنیل ماند

دور افلاک ❊ کہ ہم گل می بردیم خار و خاشاک ❊ مسافر سرا ے
کی راحت سے دل نہین لگاتے وہان کی تکلیف سے اصلا نہین
گہبراتے اس یقین پر کہ کیا رہنا ہے صبح کو چلے جائینگے کچہہ بہی سمجہہ ہو تو
دنیا کی یہہ مثال کافی ہے مگر غفلت پر پتہر پڑین ہم تو یہہ سمجہتے ہین
کہ ہمیشہ یہین قیام فرمائینگے ہر شخص کے لیے اوسی کی تغیر حالت
ناصح شفیق ہے لیکن عقل پر پردہ پڑا ہے کون در پے تحقیق ہے
یہان اورون کے حال سے بہی عبرت نہین ہوتی کیا کیا انقلاب
دیکہے پر نصیحت نہین ہوتی بس بہت ہرزہ درائی کی بیہودہ سرائی
اب قلم توڑتا ہون اس وادی سے مُنہہ موڑتا ہون اگرچہ
جانتا ہون کہ جب دل مین کسی خواہش کی جگہہ ہو جاتی ہے
کسی کی نصیحت نہین بہاتی ہے ناصح کو دشمن جانتے ہین اوسکی
باتون کو کب مانتے ہین مگر مذہب محبت مین مجہپر فرض تہا کہ آپکو
سمجہادون جو کہنے کی بات ہے اوسے اوٹہا رکہون بُرا نمانئیگا
معاف کیجیگا اگر اسے قصور جانئیگا۔

مولوی عبدالرزاق صاحب شاکر کے نام

مولانا آج مدت کے بعد آپسے باتین کرتا ہون فقیر آزاد ہون

اوسپر طرّہ یہہ کہ بیخبر ہون ظاہر داری کے راہ و رسم عذر و معذرت
کے طریقے جانتا نہین اور آپکے تخلص نے شکایت کے نذر بہی
کردیا ہے سیدہی سیدہی دو دو باتین کیا چاہتا ہون ذرا متوجہ
ہوکر سن لیجے آپ کا خط اخیر اکتوبر مین آیا اور مین نومبر کے
شروع مین دورے کو جانے والا تہا خیال ہوا کہ دہلی پہنچ لون
حضرت غالب سے مل لون تو پہر خط کا جواب ملاقات کی کیفیت
سب ایک ہی دفعہ لکہون اوسکی حقیقت یون ہے کہ چہٹی نومبر کو
یہان سے روانہ ہوا رڑکی مین لشکر سے جا ملا جب وہان سے
کوچ ہوا تو حکم ہوا کہ اب دہلی نہ جاوینگے میرٹہہ پہنچکر جو مقام کثرت سے
ہوئے اور موقع ملا جی نے نہ مانا دو روز کی رخصت لیکر دہلی گیا
احباب سے ملنا شہر کا دیکہنا مزارات کی زیارت کرنی دو دن مین
کیا کیا کرتا بہر حال اوروں سے ایکبار حضرت غالب سے دوبار ملا
اور اونہین دیکہہ کر بہت رنج ہوا فی الواقع اب وہ پیر فانی
ہوگئے ہین اور بڑی بے لطفی یہہ ہے کہ سامعہ بالکل باطل ہے
لکہکر باتین ہوتی ہین عرصہ دراز کے بعد ملاقات ہوئی جا ہے کہ
بہت سی باتین کیجے لکہنے مین بہلا کہانتک لکہئے مگر حوش و ہواس
بہت درست شوخی طبیعت اور ظرافت کا وہی عالم بجلاف

مولوی صدرالدین خان صاحب کے کہ اون کے حواس مین بہ
فتور کلّی ہے دورہ ابکی قلیل تہا دسمبر کے عشرہ اول کے آخر مین
پہر الہ آباد آگیا اب یہہ نہ پوچہئے کہ الہ آباد آئے ہوئے بہی مہینہ
اب تک کیا کرتے تہے جو خط نہ لکہا اگر پوچہئے گا تو جوام واقعی
بیان کرون گا کہونگا کچہہ افکار مین مبتلا تہا سُننے والے کہین گ
ہمیشہ ہی رونا روتا ہے کیا کہون اور کس سے کہون ہان آپ
قدرشناس اہل درد ہین آپ سے کہتا ہون کہ میری خلقت
صرف یہہ مقصود تہا کہ رنج و غم کو مجسّم کرکے لوگون کو دکہا
ہرچند دنیا دار المحن ہے یہان راحت کیسی اور کسے ہوئی لیکن
اپنا حال تو سب سے بڑہ کر ہے خیر اسکی تفصیل کیا لکہون م
کیا کرون ہر حال مین شکر ہے اس سفر مین ایک دوست کو کچہ
لکہنے کا اتفاق ہوا تہا اوسکی نقل بہیجتا ہون کہ وہ آپکے خط ک
بعض مطلب کا جواب ہے فارسی غزل آپ کی نہایت پسند آ
باوجود کم مشقی کے ماشاءاللہ اس زبان مین بہی پایۂ سخن بہت

مولوی مہدیعلی صاحب تحصیلدار مرزاپور کے

تجہہ سے کہتا ہون او تغافل کیش	بہول جانا ہمارا یاد رہ

خیر تو ہے پھر کچھہ شر پھیلانے کی جی مین ہے جو اپنی خیریت نہین لکھتے
گھر سے آکر خط لکھنا ایک طرف میرے خط کا جواب بھی ندارد سبحان اللہ
آپ میرے تخلص کے مظہر بنا چاہتے ہین جو بالکل خبر نہین ہوتے ابھی
کچھہ نہین بگڑا ہے ایسا نہو کہ آیندہ اِدھر سے بھی شان استغنا
ظہور کرے۔

ایضًا اون کے بھائی کی تعزیت مین

جو کچھہ خدا دِکھائے سو ناچار دیکھنا ٭ اللہ اکبر پہلو مین جگر ہے یا پتھر
کہ جس کے غسل صحت کی تہنیت لکھنے کا منتظر تھا اوسکی تعزیت لکھنے
بیٹھا ہون اور قلم ہاتھہ سے گر نہین پڑتا سینے مین دل ہے یا فولاد
کہ زمزمۂ شادی کی جگہہ نوحۂ غم لب پر لاتا ہون اور راوس کے
خون ہو کر بہہ جانے سے نہین ڈرتا بھائی اور جوان اور ذی استعداد
اور خوش لیاقت ایسے کے مرنے مین کیونکر لکھون کہ رنج اختیار
نہ فرمائے دل پر جبر کیجے مرنے والے کی اپنی باتون سے کس کس
بات پر کہون کہ بے صبری اچھی نہین صبر کیجے اس حادثے کا
جس قدر آپ کو الم ہو کم ہے تمام عمر جو دل کو چین نہ لینے دے
یہہ وہ ماتم ہے مگر کیا کہون اگر یہہ نہ کہون کہ گریہ و بکا بے سود ہے

جی مانے یا نہ مانے تسلیم و رضاہی مین بہبود ہے اور مین کیا کہون
آپ خود جانتے ہین کہ دُنیا فانوس خیالی ہے اِنسان اُسمین
مثل تصویر کاغذی ہر امر مین اپنے اختیار سے خالی ہے جسے
زندگی کہتے ہین وہ ایک حرکت اضطراری ہے اور جسے موت
جانتے ہین وہ ایک سکون بے اختیاری جب یہہ حال ہو تو
جینا مرنا سب ایک سا ہے تصویر کو تصویر کا غم کتنا بیجا ہے اگر
اصل حقیقت پر آدمی کی نظر ہو تو پہر کیون ایک کے لئے دوسرا
خاک بسر ہو لیکن ہان انصاف یہہ ہے کہ اس مین بہی کچھہ
اپنا بس نہین چلتا اس طلسم غفلت کا اثر ایسا غالب ہے کہ دل سے
ہرگز نہین نکلتا بہرکیف اب یہہ دعا ہے کہ مرحوم کی مغفرت ہو
اور اس کے بعد جو کچھہ آپ کو پیش آے وہ سب عیش و عشرت ہو

ایضاً

کیون صاحب خیر باشد کس لئے اسقدر خفا ہو گئے کہ میرے
خط کا جواب بہی نہین لکہتے بنارس سے آکر ایک خط بہیجا تہا
آج تک آنکہین دروازے سے لگی ہین جواب نہین آتا اب سُنا کہ
آپ رخصت لیکر وطن سدہارے اس سبب سے آج یہہ خط وہان بہیجا

آیندہ لکھنے نہ لکھنے کا اختیار ہے ایکبار تو خدا کے لئے یہہ لکھے
کہ مین اسوجہ سے تجہسے ناراض اور مراسلت سے بیزار ہون
اور اگر پہرے ہوے یہان اوترے اور رد و بد واس جہگڑیکو
چکائے تو کیا خوب ہو اللہ اللہ کتنا سادہ دل ہون جنکا خط
نہین آتا اون کے خود کے آنے کی تمنا رکھتا ہون۔

مولوی عبدالقیوم صاحب کے نام

مخدوم میرے آپ کے خط لکہنے نے مجھے اپنے لکھے کا مشکور کیا
کیا کہون دل کو کس قدر مسرور کیا اوس کے مضامین سے اگر
افسوس ہوا تو اسقدر کہ محرم مین آپ کے تشریف لانے سے
مایوس ہوا رخصت لیکر آپ کبہی آوین یہہ تو معلوم رہ گئی تعطیل
سو وہ جب ہوگی لوگ اپنی اپنی نوکریون پر سے آپ پاس
آوینگے یا اہل وطن آپ کو وطن مین بلاوینگے پھر کہئے ہمارے
نصیب کب جاگینگے کیا ہم لوگون کو ہمیشہ یادش بخیر بیخبر کا
یہہ مطلع ورد زبان رہے گا + بہجرت مردم و پروا نکردی کاش
میکردی + مسیحا بودی و احیا نکردی کاش می کردی + غلام محمد خان
قصور معاف ہوا جب وہ صحبت سے خارج ہوا تہا تو یاران ظریف

اوسے مخروج کہتے تہے اب جو مہر داخل ہوا تو مدخول کہتے ہین۔

نوّاب عبدالعزیزخانصاحب عزیز کے خط کا جواب

خط آیا اوس بُت بیرحم کا اچنبہا ہی
کرون مین شکر کا سجدہ اکدہر کو قبلہ ہی

کل جسوقت سے آپ کا خط آیا حیرت مین ہون کہ الہی مین جاگتے جاگتے سو گیا اور خواب دیکھہ رہا ہون یا نوّاب صاحب سوتے سوتے جاگ اوٹہے اور خواب کہہ رہے ہین سچ ہے آپ مجہے ہمیشہ خط لکھتے ہین اور انتظار کی تکلیف اوٹہاتے ہین مگر جواب نہین جاتا اور آپ کو اسپر بہی بے خط لکھے قرار نہین آتا جہوٹ بولون تیرے منہہ پر کالون سُنا کرتے تہے سو آنکہون دیکہا کیون صاحب خدا کو مُنہہ دکہانا ہے سچ کہیے خط کتابت یون موقوف ہوی یا یون کہ جب آپ بعض دراندازون کی دراندازی سے خفا ہوگئے تو آپ نے خود خط لکھنا بالکل چہوڑ دیا اور یہہ وضع اختیار کی کہ جب خط یہان سے گیا بہت دنون مین جواب لکہا پہر یہہ ہوا کہ دو چار خطون کا ایک جواب آیا اور جو کسی وجہ سے چندے ادہر سے خط نہ گیا تو آپنے یہہ بہی نہ پوچہا کہ تو مرگیا

یا جیسا ہے بہلے آدمی بہلے آدمی کو گالی نہین دیتے اب تب سے
منع نہین کرتے ایسے ہی ایما اشارے ہوا کرتے ہین مین سمجہہ گیا کہ
خط کا آنا بار جواب کا لکہنا ناگوار ہے مجبور ہوکر قلم توڑ بیٹہا اور
اسکا رنج رہا کہ ایسا دانا اور عاقل اور باوضع ناحق ناحق کی
بات پر ایسی اوراتنی مدت کی محبت کو یون کہو دے ہرچند ادہر سے
حقیقت حال لکہی جاے معذرت کیجاے کچہہ خیال مین نہ لاے
ایمان کی کہین گے ایمان ہے تو سب کچہہ کوئی بات ایسی نہ تہی
کہ آپ ایک قلم محبت کو دل سے دہو ڈالتے اور ایسے متنفر ہوجاتے
قصور کی معافی جو آپ چاہتے ہین یہہ آپ کا اخلاق ہے قصور
آپ سے کونسا ہوا ہے قصور تو مجہی سے ہوا بہر حال اگر آپ
اب پہر بر سر عنایت آئے ہین تو اپنا بہی یہہ حال ہے کہ درویشان
کہ بینی چون صنفائے رفت رفت مین ویسا ہی آپ کا ہوا خواہ ہون
جیسا کہ تہا اور ایسا ہی رہون گا جیسا کہ ہون۔

ایک دوست کے نام

مخدوم میرے آپ نے جو میرے خط کا جواب لکہا تہا
اوسکا جواب الجواب مین نے اس لئے نہین لکہا کہ فضول تہا

اب خان صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ نے حافظ صاحب سے
گفتگو کے بعد کہانے کی نسبت توبہ کی تعجب ہے کہ آپ سا مستقل آدمی
ہر ایک کے بہکانے مین آجاے عجب وقت ہے کہ ان دنون جو خبر
آپ کی نسبت سُنتا ہون حیرت افزا سُنتا ہون ۔

ایضاً

واعظ ناکس کے کہنے پر کوئی جاتا ہی میر آؤ میخانے چلو تم کسکے ہاتون پر گئے
صاحب کچھہ خیر ہے آپ سا دانشمند آدمی چند احمقون کے ہنسنے سے
ایسا رووے کہ فریاد و واویلا سے دو ورق سیاہ کرے انسان کو
چاہیے کہ جس امر کو کرے مردانہ وار کرے آفرین ہے سید الطائف
کہ جب کہانا کہانا اختیار کیا تو کس اعلان کے ساتھہ کہ اخبار میں
چہپوا دیا اور بہتیر معترضون نے سر کہپایا اونہون نے ایک نہ
مین جانتا تہا کہ آپ بہی ایسے ہی مضبوط ہون گے خانصاحب
آپ کا خط تو نہین بہیجا مگر ہان یہہ مژدہ البتہ لکھا اور کیون نہ لکہ
امر حق کا اعلان کرتے ہین یا اخفا آپ اسقدر دست پاچہ کیوں
ہوتے ہین کسی کے دبیل نہین کہ انڈا بیل نہ کہاے شوق سے
نوش کیجیے اور مٹن چاپ چاپ کے کاری بہات کہانے مین

مکاری کی بات کیا ہے خانصاحب شپتو گائے جائین آپ اِسٹو[۵۱]
کھائے جائین اگر آپ کے ساتھہ کوئی نہ کھاوے آپ کی پیزار سے
کچھہ نیچ ہی رہے گا گرہ سے کیا جاے گا بقول ولایتیون کے
ہر کہ نخورد جانمن آپ یہہ سمجھہ لیجے گا کہ اوسے اس لقمۂ حلال کے
کھلانے کا مُنہہ نہین توبہ سے توبہ کیجے حلال سے انکار کیا معنی
بھونگا نواور کرسی سے قاضی مفتی کو کیون بلائے آپ کچھہ علم و فضل مین
کم ہین جہان آپ ہون وہان وے ایک پشم ہین ابھی یہہ تازی
تازی بات ہے اِس لئے لوگون کے بگو بشنو سے آپ کا جی گھبرانے
لگتا ہے ہر اتوار کو اپنے ہادی کے پاس جایا کیجے استقامت اور
استقلال کی تلقین لیجے جب کہنہ مشق ہو جائے گا یہہ سارے
دھڑکے جاتے رہین گے۔

ایضاً

میرے صاحب   آپکے دوسرے خط کے اس اخیر فقرے سے
کہ خیر دل لگی جانے دیجے اب سچ سچ لکھئے کہ کیا آپکے نزدیک
یہہ امر بُرا ہوا تو مین آیندہ کو توبہ کرون منتظر جواب ہون جواب
پہنچنے پر توبہ پر مستعد ہون بقول آپ کے سواے ہنسی کے اور

کوئی کچھہ خیال نہین کرسکتا مین جو اسپر بھی ہنسی نہ سمجھا بے شک
میری غباوت ہے اور آپنے جو میرے خطون کے سارے
مضامین کو ہنسی تصور نہ کیا اور واقعی سمجھا بلاشبہہ آپ کی
ذہانت ہے آپ ہرگز ایسا خیال نہ فرمائین کہ میرے ذہن مین
آپ کو کچھہ اپنے فعل سے شرمندگی ہے لاحول ولا قوۃ شرمندگی
ہمسے کچّون کو ہوا کرتی ہے نہ کہ آپ سے پکّون کو چنانچہ یہہ آپ
تحریر فرماتا کہ اگر مین جانتا کہ مجھہ سے گناہ ہوا تو شاید توبہ کرتا
کس قدر پختگی پر دلالت کرتا ہے خصوصًا لفظ شاید جو یقینو
گناہ کی نسبت توبہ کے باب مین ارشاد ہوتا ہے جس مقام
ضعیف العقیدہ لوگ ضرور کا لفظ کہتے ہین پہلے خط مین لو
فصیح صاحب کے فتوی پر آپنے خود ہی اشارہ کیا تھا ا
مین نے بھی اوسکا ذکر لکھا ورنہ آپ کے لکھنے کی کیا حاجت
مین خوب جانتا ہون کہ ہم سے جاہلون کی طرح آپکو کسی
فتوی کی حاجت نہین آپ تو خود پڑہے ہوے اور صاحب اجتہ
اور صاحب کتاب ہین یہہ کون کہے گا کہ آپ نے مزے کے
یہہ فعل کیا بفضلہ آپ کی سرکار مین کس چیز کی کمی ہے یہہ فعل
آپ کا صرف اس لئے ہے کہ جو مسایل جواز اور اباحت

ہندوستان مین ضعیف ہوگئے ہین بلکہ عوام اونہین ممنوعات سے
جانتے ہین اون کو قوت دیجے خدا آپ کو اس سے زیادہ توفیق دے
کہ اور ایسے بہت سے مسایل جو مثل مردہ کے ہوگئے ہین اون کے
احیا مین مسیحائی کیجے اور اون کو بہی رواج بخشئے خوشا حال اوس
شخص کا جو ضعیف شدہ مسائل کو جیسے گدھے پر چڑہنا اور مثل
اوس کے اپنی ذات سے رونق دے اور عقبی کے ثواب حاصل کرے نہین
دنیا کی ہنسی سے نہ ڈرے ایک خط غالبًا آپ نے اتوار کے بعد
لکہا ہے کہ مضامین سے زیادہ استحکام پایا جاتا ہے اب مین آپ پر بہی
آفرین کہونگا کہ خوب اپنے کئے کو نباہ رہے ہین اور یہی چاہیے
آپ کے توبہ نہ کرنے کا رنج ہو تو خان صاحب کو ہو جو اوس کے
درپے ہین اور توبہ کرکے پہرجانے کا ملال ہو تو حافظ صاحب کو ہو
جنہون نے اپنی دانست مین دہوکہا کہایا ہے مجہے اس قصّہ سے
کیا مطلب بلکہ مین حیران ہون کہ آپ یہہ بحث خارج از مبحث
مجہہ سے کیون فرماتے ہین یعنی اس مضمون کو بار بار مجہے کیون
لکہتے ہین مین نے سوا اس کے کہ جب یہہ خبر سُنی تو اوس کی
تصدیق آپ سے چاہی آجتک نہ اعتراض کیا نہ نصیحت اور کیون کرتا
نہ مین واعظ نہ ناصح + نہ قاضیم نہ مشائخ نہ محتسب نہ فقیہ +

مزاجِ مرا چہ فرض کہ منع شرابخورہ کنم * آپ ہمیشہ وطن آتے جاتے ہین اور
مجھہ سے کبھی ملتے تک ہنہین فقیرون کے گہر کہانے پینے کی چیزین
مزے کی کہان اس تکلیف کے خیال سے ایک دو روز نہ رہتے تو
گہڑی دو گہڑی کو مل تو جاتے ایسی نفرت کیون ہوگئی مین تو کسی کی
کسی وضع کا مخل ہنہین حافظ صاحب سے سلام اور خط لکہنے کا
شکریہ کہدیجے گا۔

ایضاً

صاحب من مدت کے بعد جو آپ نے اپنی تشریف آوری کا
مژدہ لکہا گویا مجہے چوتھے آسمان پر پہنچا دیا اب گہر بان گنگر کا ٹونگا
اور آنکہین دروازے کو لگی رہین گی کہانے کا سامان تو غریبانہ
جو کچہہ ہو سکیگا کیا جاے گا پینے کے باب مین ایک نقل یاد آئی ایک
آزاد فقیر نے اپنے بالکے سے کہا کہ دن ڈہلتا ہے شام قریب آتی جاتی
افیون کی فکر کر اوس نے کہا مرشد اللہ خدا رازق ہے وہ بولا
ابے دال روٹی کا وعدہ خدا نے کیا ہے اوسکا وہ بیشک رازق ہے
مگر افیون کی فکر آپ کرلے رسالہ ضرور ساتہہ لائیگا فقیر بہی اوسکے
دیکہنے کا مشتاق ہے۔

ایضاً

ایصاحب کیا کہون کہ آٹھوین تاریخ کا دن کس انتظار اور
اضطرار مین گذرا شام کو آپ کے عوض آپ کا خط آیا اور
اوسیوقت نور دیدہ خواجہ حسین الدین کا بہی خط پُہنچا یہہ
تشریف نہ لانا چونکہ میرے ہی کام کی وجہ سے ہوا شکایت کے
بدلے شکر ادا کیا نور دیدہ کے حال پر جو شفقت اور عنایت فرمائی گئی
کس زبان سے اوس کی سپاس گذاری کرون اس غمخواری کے
عوض پروردگار ہمیشہ بے غم اور حاجت روائے عالم رکہے
اب وطن سے معاودت کا انتظار ہے خدا کرے اس دفعہ تو
محروم نہ رہون اور اگر پہلے سے مجہے تاریخ ورود معلوم ہوجاے
تو روز کے کہٹکے سے نجات ہو اور روٹی مکہن بہی ہر روز خراب
نہ جاے رسالے کی نسبت اشارۃً جو کچہہ آپ نے لکہا ہے اوس سے
پہر کچہہ اُمید بندہی اب اوس کے دیکہنے کے اشتیاق مین ہمہ تن
چشم ہون جیسے آپ نے اپنے پہلے خط مین بڑے شد و مد سے یہہ
لکہا تہا کہ مولوی فصیح صاحب سے مین نے خود پوچہا اور اونکے
فتوی کو آپ نے دیکہا ہوگا اگر آپ کے پاس نہ آیا ہو تو مین

بہجد دن تب سے اکثر قلب مین اوس کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوتا تہا
اور خواہش یہہ تقاضا کرتی تہی کہ کہین سے بہم پہنچایئے اور دیکہیئے
کہ کیا لکہا ہے جسپر ہمارے مولوی صاحب کو اسقدر نازش اور
تکیہ ہے مگر چونکہ مین ان جہگڑون کا آدمی نہین ہم فقیرون کا
مشرب کچہہ اور ہی ہے یہہ سمجہتے ہین کہ

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ		چون ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

کبہی اوس کے بہم پہنچانے کی فکر نہ کی اور نہ آپ سے مانگا ہر چند
پہر اپنے تیسرے خط مین آپ نے زیب تحریر فرمایا کہ مولوی فصیح صاحب
رسول اور نبی نہ تھے اور نہ مثل مولانا عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مقتداے زمانہ جو کوئی اون کو امام اور پیشوا جانتا ہو وہ اونکی
اقتدا کرے لیکن اسپر بہی مجہے اوس فتوی کے دیکہنے کا شوق نگ
اس لئے کہ آپ کی اس دوسری تحریر سے بہی بے وقعتی اوس
فتوی کی میرے ذہن مین نہ آئی بلکہ مین یہہ سمجہا کہ پہلے ہمارے
مولانا کو انکسار کی راہ سے اپنے علم و فضل کا کچہہ خیال آیا ہے
جو مولوی فصیح صاحب سے استفتا کیا اور اون کے فتوی پر اتکا
اور اب عطاے الہی پر نگاہ گئی ہو گی کہ دولت علم خدا نے
ہمکو بہی عنایت کی ہے مولوی فصیح صاحب مین کیا ہے جو ہم

نہین ہے وَاَمّا بنعمت ربّک محدث کی نظر سے علم کا اظہار فرماتے ہین
اور اوس وقت یہہ نقل برمحل یاد آکر ہنسی بہی آئی کہ ایک افیونی
پینک مین بیٹہا ہوا تہا گہر مین سانپ نکلا لونڈی چلائی کہ میان
سانپ میان سانپ آپ گہبراکر اوٹہے اور لونڈی پر ایک دوہتہڑ
مار کر کہا کہ اری جلدی محلّے سے کسی مرد کو بلا لا وہ بولی کہ میان
تم بہی تو مرد ہو آپ نے کہا سچ کہہ اوس نے کہا اللہ کسون تب
اکڑ کر فرمایا کہ خوب یاد دلایا لائیو میری تلوار اور خیال مین یہہ
بات جمی رہی کہ وہ فتوی بہی بجاے خود دیکہہ لو ہوگا کل اتفاق سے
ایک دوست آئے ایک کاغذ اون کے ہاتہہ مین تہا لیکر جو دیکہا
تو دیکہا کہ آپ کا استفتا مولوی صاحب کا فتوی مولوی
امداد العلی صاحب کا دستخط چہپا ہوا ہے فتوی کو خود دیکہتا ہون
تو سبحان اللہ کیسا مدلّل کسقدر مستند آیات اور احادیث اور
اقوال ائمہ سے استدلال کیا ہے کیا کوئی لکہے گا جیسا کہ اونہون نے
لکہا ہے ایسے فتوی پر آپ کی نازش بیجا نہ تہی وسکو دیکہکر جواب آپ کے
پہلے خط کی وہ عبارت یاد آئی جسکی نقل اوپر لکہہ چکا ہون تو
بے اختیار یہہ نقل خیال مین گذری کہ ایک جگہہ دو تین آدمی
تیراندازی کی مشق کر رہے تہے ایک ولایتی بہی اودہر سے گذرا

اوس کا بھی جی چاہا اور اون سے تیر و کمان لیکر ایک تیر اوس نے بھی لگایا تیر نشانے تک نہ پہنچا لوگون نے کہا آغا صاحب فش وہ سمجھے یہہ کلمہ تحسین کا میرے حق مین کہتے ہین تبسّم کرکے فرمایا کہ من ہیچ فشم برادر کلان من بسیار فش است آپ کو مذاق تحریر کا قدر دان جانتا ہون اس سبب سے بے تکلّف جو قلم کی زبان پر آتا ہے لکہتا چلا جاتا ہون آپ کے وسعت اخلاق اور قدر دانی سے اُمید ہے کہ ناگوار نہ گزرے۔

منشی ممتاز علیخان صاحب کے خط کا جواب

مخدوم میرے آپ نے اپنے تشریف نہ لانے کے باب مین معذرت کے کلمات لکہنے سے ناحق ہاتہہ اور قلم کو تکلیف دی معذرت کی حاجت وہان ہوتی ہے جہان شکایت ہو شکایت تب زبان پر آتی ہے جب دل مین رنج ہو رنج اوس سے ہوتا ہے جس سے توقع ہو توقع تب کرتے ہین جبکہ بہروسا ہو بہروسا اوسی پر ہوتا ہے جسپر محبت کا یقین ہو جہان یہہ کچہہ وہان معذرت کیون ہو مولوی صاحب تشریف لائے او سب باتون سے پہلے اونہون نے وہ رسالہ پیش کیا جو اہل

کتاب کے ساتھہ کہانا کہانا ناجایز ہونے کے باب مین اونہون نے لکہا ہے اور جس سے بخوبی ثابت ہے کہ وہ اپنے فعل سے متنبہ ہوے اور آیندہ کے لئے توبہ کی مین کیا کہون کہ کیسا رسالہ لکہا ہے اوسکی تعریف مین اگر دس پانچ رسالے لکہے جائین توبہی تعریف ناتمام رہے اوسکو دیکہکر مین ایسا خوش ہوا کہ مین نے کہا خوب ہوا جو ایک دفعہ آپ نے ایک صاحب کے ساتھہ کہانا کہالیا ورنہ ایسا رسالہ نادر کہان سے ہاتھہ آتا عنقریب وہ رسالہ چہپیگا اب اون کے تائب ہونے مین کچہہ شک نہین آپ بہی اون کو بلا شبہہ تائب سمجہین اور جیسی اونکے کہانے کی شہرت دی تہی ویسی ہی اونکی توبہ اور رسالے کی شہرت دین اور اون کو ایک خط اپنی خوشنودی کے باب مین بہی لکہین وہ کہتے تہے کہ اون دنون اونہون نے آپ کے خط کا جواب سخت لکہا تہا اور آپ کے ملال کا اونکو بہت خیال ہے اول تو مجہے یقین ہے کہ آپ کو ملال ہی نہوگا اور اگر بفرض محال ہو تو اب اوسکو خاطر سے دور کرین اور اوسکی تحریر سے اون کو تشفی دین۔

مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب کے خط کا جواب

حضرت خدا گواہ اور محبت شاہد ہے کہ ہمیشہ آپ کے خطون کے لئے
اپنا جی ترپا کیا اکثر آپ کو یہہ لکھنا چاہا کہ جب تک مین زندہ ہون
مجھہ سے تو سلسلۂ تحریر قطع نہ کیجیے اس محبت کو تا دم آخر نباہ دیجے
لیکن آپ کے ضعف کا حال جو اپنی آنکھون نے دیکھا تھا اور یہہ
بعضون سے یہہ سُنا کہ اب آپ نے اپنے خدام سے فرما دیا ہے
کہ کوئی کاغذ ہو مجھے دکھایا ہی نہ کرو۔ اس سبب سے تحریر پر جرات
نہ کرسکا دلپر جبر کرکے بیٹھہ رہا اب جو آپ کا عنایت نامہ آیا نہین
کہہ سکتا کہ کیسی خوشی ہوی دولت ملتی سلطنت ہاتھہ آتی تو بھی
شاید اتنی خوشی نہ ہوتی اون چند سطرون کو بار بار پڑھا کیا
دیر تک ایک کیفیت قلب پر طاری رہی جو بیان مین نہین آسکتی
قسمون کی کیا حاجت ہے اگر اتنا بھی معلوم ہو کہ میرے دس
خط کا ایک جواب آے گا تو حضرت کے دیوانخانہ کا طاقچہ
میرے خطون سے بھر جایگا آپ کو نئے حاکم کا خیال آیا ہوگا
جو مساعدت روزگار سے استفسار ہے واقعی اونکی خاوندیون
مین شک نہین مگر طالع تو وہی پرانا ہے کیا عرض کرون میرے
حال نے فلسفیون کا کلیہ باطل کردیا کہ باوجود حادث ہونے

مستغنیٔ نہین اس سال روہیلکھنڈ کا دورہ ہوتا ہے کل تک لشکر
رام پور کے علاقہ مین تہا آج بریلی کی حد مین داخل ہوا
زندگی باقی ہے تو پانچوین فروری کو یہہ دورہ ختم ہوگا اور
الہ آباد پہنچین گے مین جب الہ آباد سے مراد آباد لشکر مین شامل
ہونے کو آتا تہا میرٹہہ ہو کر آیا وہان منشی ممتاز علی خان صاحب کے
بہلے بچے نے آپ کی اُردو انشا مجہے دکہائی سب چہپ گئی ایک
صفحہ اخیر کا باقی ہے خان صاحب نے قطعۂ تاریخ کے انتظار مین
کہ کوئی کہدے اوسے پہینک رکہا ہے مراد آباد مین اخبار
جلوۂ طور کا مہتمم بہی وارد تہا وہ کہتا تہا کہ مین نے ویسے ہی
ناتمام پچیس ۲۵ جلدین لین اور لوگون کو دین مین نے خانصاحب کو
لکہا تو ہے کہ قطعۂ تاریخ کا ہونا فرض نہین تو نہین اوس
صفحہ کو چہپوا کے کتاب تمام کر دیجے دیکہئے خدا کرے کہ وہ
مان لین ــ

ایضاً

جناب عالی کل مین اٹہہ مین تہا مرزا حاتم علی مہر جو اپنے
بیٹے کے اوس ضلع مین سرشتہ دار کلکٹری ہوے اونکے سبب سے

بالفعل وہین ہین میرے پاس بیٹھے تھے کہ ہرکارہ ڈاک کا
آپ کا خط لایا مین نے پڑھا اونہون نے سُنا دونون نے لطف اوٹھایا
پہلا مجموعہ اگر ایسا مہمل چھپا تو دوسرے کا چھپنا بہت مناسب ہوا
مگر گُستاخی معاف یہہ نام اُردوے معلی نہایت بھونڈا رکھا گیا
لالہ صاحب یا بابو صاحب کی تجویز ہوگی آپ نے اخلاق سے
دخل نہ دیا ہوگا آپ کی تصنیف اور ایسا بھدا نام لاحول ولا
اے قبلہ قند ہندی نام رکھا ہوتا یا پھر سے جو چھپا ہے قند مکرر
فرمایا ہوتا یہہ دونون نام کیسے شیرین تھے جب چھاپہ اتمام پر آے
اور قیمت قرار پاے تو مجھے اطلاع ہو کچھہ جلدین مین بھی لونگا

مولوی محمد یوسف صاحب کے خط کا جواب

اہو مولوی محمد یوسف صاحب ہین علیکم السلام آے مزاج شریف
کہیے کہان تشریف لاے غلیل یاد دلانے آئے ہونگے
ناحق اتنی دور تکلیف کی بھلا آپکی فرمایش اور مین بھول جاؤن
آپ نہین جانتے کہ مین آپکو کتنا چاہتا ہون ورنہ اِس
یاد دلانے کو بھول جاتے اگرچہ خاص رامپور مین بہ
جانا نہوا مگر آپ کے لیے تین غلیل وہان سے منگو لیے او

ساتھہ رکھتا ہون یہہ سُنکر آپ خوش ہوے ہون گے لیکن ابھی
مین کب دیتا ہون کئی دفعہ الہ آباد سے لشکر تک دوڑا لون گا
تب دون گا اے بھی خدا نے بڑا فضل کیا کہ مولوی صاحب
اچھے ہوگئے پروردگار اون کو آپ کے سر پر ہمیشہ سلامت رکھے
والد کا سایہ جب تک رہے غنیمت ہے تمہارے مُنہہ مین گھی شکر
حضرت شاہ صاحب قبلہ کی صحت کا کیا مژدہ سُنایا ہے آج
مینے بھی اون کے حضور مین عریضہ روانہ کیا ہے آپ بھی
تسلیم عرض کر دیجیے گا جناب ریکٹس صاحب بہادر کے حضور مین
جانا ضرور ہے اپنی طرف سے تگ و دو چاہیے آیندہ خدا کارساز ہے
مین دعا سے کب غافل ہون جو آپ تاکید کرتے ہین غلام محمد خان
تو آپ سے ملتے ہی ہین جو سلام کہنے کو کہدون قاضی صاحب
کی خدمت مین بہت بہت سلام اور اشتیاق کہدیجیگا مین
ابھی دو روز یہان ہیلی بہیت مین اور رہون پھر شاہجہانپور
کی طرف بڑہونگا۔

ایضاً

میرے یوسف   خط آپ کا کاہیکو تھا پیرہن آپ کا تھا

کہ آنکھون کو اوس سے نور اور دل کو سرور حاصل ہو اوہ واہ میر حسین علی صاحب کی آپ سعی کرتے ہین مین ہرگز اب اون کے باب مین خط نہ لکھتا کہ ناشکرے کو خدا بھی نعمت نہین دیتا مگر کیا کرون آپ کی خاطر عزیز سے مجبور ہون خط بھیجے دیتا ہون دیکھے پند کرکے اوہنین دیدیجے گا کہ مکتوب الیہ کے حوالہ کرین مین تو اپنے سے کسی کو ممنون جانتا ہی نہین وہ ایسے حضرت ہین کہ آپ سے بھی ممنون نہون گے لیکن خیر آپ کے لئے وہ بات ہو گی شعر تو نیکی کن و در دریا بیند از ✣ کہ ایزد در بیابانت دہد باز ✣ آپ نے غالباً میرا بتایا ہوا وظیفہ نہ پڑھا احتیاط نہو سکی ورنہ بیکاری سے زار نالی نہ رہتی اب بھی پڑہیے چندے جبر اختیار کیجیے کچھ تمام عمر کا بندوبست تو کرتا ہی نہین ہون - آپ جانتے ہین کہ مین دنیا کی کسی بات کی فکر جایز نہین جانتا پھر قحط کی فکر کیون کرون جو سر پڑے گی گزر جائیگی الحمد للہ زمانہ سفر کا بہت کم رہ گیا مہینون کی جگہہ دنون پر شمار کی نوبت آگئی خدا اسے بھی بخیر کاٹ دے اور مجھے آپ سے ملاے آپ ساری خدائی کا حال لکھتے ہین ایک نہین لکھتے تو آغا صاحب کا جنکی طرف مجھے ہر وقت خیال لگا رہتا ہے اور جو میری محبّت کے ایسے نا قدر دان ہین کہ

کبہی اپنا حال نہ لکہا جنکا جنکا آپ نے مجہے سلام لکہا ہے اونکو میرا بہی سلام کہدیجے گا۔

مولوی عبدالقیوم صاحب کے خط کا جواب

مخدوم میرے آپکے خط نے آپ کی محبت کے مزے کو تازہ کیا واقعی بہت دن ہوے مین نے آپکو خط نہین لکہا کیا کہون میرا کیا حال ہے ایک مین ہون اور ہجوم رنج وملال ہے دل جیسے ہی زندہ تہا ویسے ہی مردہ ہوگیا مردہ بہی وہ مردہ جو اپنے اور بیگانون سے دور صحرا مین مرا ہو جسکے سرہانے نکوئی ماتم کرنے والا نہ کوئی نوحہ سرا ہو جسے بے گور وکفن پڑے ہوے سیکڑون برس ہوے ہون جسکے اجزاے بدن خاک مین ملگئے ہون جسکی خاک کو بربادی نصیب ہوی ہو جسکی قبر زیارت گاہ بیکسی ہو جسکے مزار پر نہ شمع ہو نہ گل جسکے مرنے کے بعد نہ فاتحہ ہو نہ قُل جسکی تربت پر ابر کے سوا کوئی رونے والا نہ آے جسکے مرقد پر سبزہ کے بغیر کوئی چادر نہ چڑہاے جسکی تاریخ وفات لفظ حسرت ہو جسکا فسانۂ مرگ زندگی سے باعث وحشت ہو پہر جسکے سینے مین ایسا دل ہو آپہی فرمائین کہ

اوسے جینے سے موت کی تلخی کیونکر نہ حاصل ہو کسی شغل سے جی نہین بہلتا ہر امر سے دم اولجہتا ہے کبہی یارون نے چہیڑکر زبردستی ہنسایا تو اپنی ہنسی پر آپ ہنسی آتی ہے کہ رونے سے زیادہ بدنما ہوتی ہے کوئی آبیٹہے کہین جانکلین کسی بات مین لطف ذرا نہین آتا ہے احباب کے خطون کا مہینون جواب نہین جاتا طبیعت جو قابو مین نہین لکہنا پڑہنا کچہہ نہین بہاتا جب اتنے اتنے دنون آپ کو خط لکہنے کی نوبت نہین آتی تو پہر اورکسے تحریر جاتی ہوگی مثل مشہور ہے کہ جان سب کو عزیز ہے اب مجہے جب وہ ہی خوش نہین آتی تو اور کیا چیز خوش آتی ہوگی آپ کا مشکور ہون کہ جو غمخواری کا مقتضا ہے وہ آپ سے ظہور مین آتا ہے کسی حال مین محبت کا کوئی دقیقہ رہ نہین جاتا ہے پروردگار اسکی جزا مین رنج و غم سے برکنار رکہے ہمیشہ باعزو وقار رکہے۔

میر ہدایت اللہ صاحب کے خط کا جواب

شفیق میرے پہلے تمہارا ایک خط میرے خط کے جواب مین آیا تہا اب دوسرا استفسار حال مین آیا اس غمخواری کا شکر ادا کرتا ہون اور دعا دیتا ہون کہ بے نیاز ہمیشہ بے غم رکہے ہان سچ ہے

بہت دنون سے مین نے تمہین خط نہین لکھا عذر کیا کرون جو امر
واقعی ہے وہی کیون نہ کہون افسردہ خاطری اور مردہ دلی نے
مجھے نکمّا کر دیا کسی کام کا نرکھا۔ شعر

عشق نے غالب نکمّا کر دیا		ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

کیا لکھون کیا پڑہون خدا جانے کس حال مین مبتلا اور از خود رفتہ
رہتا ہون اوسپر گرمی خدا کی پناہ مینے تو تمام عمر ایسی گرمی
نہین دیکھی تھی نہ ایسی لُون دن ہو یا رات صبح ہو یا شام
جسوقت دیکھیے لون چلتی ہے کبھی جو زندہ تھا تو صبح فراق کی
نسیم سحری جی جلاتی تھی اب جو مردہ ہون تو فجر کی لون دوزخ کی
آنچ کا عذاب دکھاتی ہے ہیضہ جدا ہے پنجے جہاڑ کر لوگون کے
پیچھے پڑا ہے شب و روز مین کوئی گھڑی آسایش نہین ملتی لوگ
جینے کی فکر مین مرے جاتے ہین مزاج کا حال اس موسم مین
کیا پوچھتے ہو یہہ گرمی بخیر گزر جاے تو پوچھو مصرعہ کہ تو نے ہجر مین
مر مرکے کیونکر زندگانی کی + بظاہر بیمارون مین نہین گنا جاتا سو
کیون گنا جاؤن زندے بیمار ہوتے ہین مردہ کب بیمار
ہوتا ہے تم نے اپنی طبیعت کا حال کچہہ اس خط مین نہ لکھا
جی لگا رہا۔

مولوی مہدی علی صاحب کے خط کا جواب

شعر

عالم ہمہ مرآت جمال ازلیست		باید دید و دم نہ باید زد

فقیر اس آئینہ خانے مین صرف نیرنگ ظہور کا تماشائی ہے اور آئینہ خانہ کے تماشا دیکھنے والے کو چاہیئے کہ جو کچھہ نظر آوے اوسے بہار حیرت سمجھے اور دم نہ مارے تا کہ کدورت پیدا نہو پھر جسکا یہہ حال ہوا وس کے نزدیک قصور کیسا اور عفو کیا بہذا یہہ آپ کی خوبیان ہین کہ آپ مجھہ سے جھک کر ملتے ہین تحریر و تقریر مین انکسار کو برتتے ہین ورنہ میرے آپ کے تو عالم سادات ہے عجز و فروتنی کی کیا بات ہے جس امر مین آپ مشورہ پوچھتے ہین اوس مین ضرور ہے کہ پہلے مین آپ سے کچھہ گفتگو کر لون کچھہ حال پوچھہ لون تب اپنی راے کو قرار دون اور اس گفتگو کے لئے مواجہہ درکار ہے تحریر سے طے نہین ہو سکتی اگر مجھہ سے استشارہ ضرور جانتے ہین تو ایک دن کے واسطے تشریف لاے نہین تو مین کیا اور میری راے کیا اور میرا مشورہ کیا مصرعہ

+ ما خویشتن کم میکنیم کرا رہبری کنیم + —

مولوی مہدی علی صاحب کے نام

الراقمہ

تیاری یاد گاہے وعدہ ات را	مگر تو ام بنسیان آفریدند

چونکہ اس دفعہ آپ اپنا اعتبار بڑھا گئے تھے اور کتاب موعودہ اور جزو مطلوبہ کے نہ پہنچنے سے زیادہ اس خیال کو قوت ہوئی تھی کہ خود لیکر تشریف لاوین گے اتوار کے دن اسٹیشن پر سواری بھیجدی خود گیارہ بجے تک بہو کہا رہا انجام کو وہی ظہور مین آیا جس کے آغاز سے آپ خوگر ہین اب دو تین سوال کرتا ہون پہلے تو یہہ فرمائے کہ مزاج کیسا ہے پہر یہہ بیان کیجے کہ کتاب اور اوراق نہ بہیجنے کا سبب کیا ہے بعد اُس کے یہہ ارشاد کیجے کہ اب بہیجئے گا یا قطع امید کرون جواب کا منتظر ہون۔

مرزا علی خان صاحب رعنا کے نام

خدا نے دی تمہین یہہ حکمرانی	مبارک ہووے عیش جاودانی

حکومت اور امارت اور دولت مبارک ہو لیا مین اس مژدہ سُنانے کے لایق نہ تہا جو اورون کو لکھا گیا اور مجھے نہین

یا احباب قدیم ابھی سے تقویم پارینہ کے شمار مین آگئے خیر اب
یہہ فرمائے کہ یہہ جو مشہور ہے کہتے دریا مین ہاتھہ دہو لو
اس باب مین آپ کا کیا مشرب ہے۔ یعنی کسی کو آپ اپنی
سرکار مین چہوٹی بڑی کسی طرح کی نوکری پر نوکر بہی رکھوا سکتے
ہین یا نفسی نفسی پر عمل ہے۔ والسلام۔

مولوی عبد القیوم صاحب صدر امین علی گڈہ کے خط کا جواب اور اون کے ماموں کے مرنیکی تعزیت

دل ہی غذای رنج جگر ہی غذای رنج		پیدا کیا ہی ہمکو خدا نے برای رنج

جب آپ کا پہلا خط دورے مین آیا تو مین نے عمداً جواب
لکھنے مین دیر کی یہہ ارادہ تہا کہ الہ آباد پہنچکر شکایت دوست
کرون گا بہت سی ہنسی کی باتین لکہون گا یہہ کیا خبر تہی کہ تقـ
کچہہ اور سوچ رہی ہے رولانے کا قصد رکہتی ہے ہنسی کـ
ارادہ پر ہنستی ہے جس دن یہان پہنچا پارہ جگر کو ایسی حالت مین پا
کہ اوس نے مجھے پہچانا تک نہین پہر کیا کہون میرا حال کیا ہـ

چودہ دن وہ بیمار رہی مین شب و روز اوس کی پٹی کے
پاس سے نہ ہٹا دنیا اور ما فیہا سے کنارہ رہا نہ کہانا نہ سونا
نہ کچہری جانا نہ باہر آنا انجام کو وہ ساری محنت خاک مین
ملی گہر سارا ماتم سرا ہو گیا کہ وہ جسے دیکہیے غم کی تصویر ہے
اوسکی والدہ کے نالہ اور فریاد سے سارا محلہ دلگیر ہے میرا
حال کچہہ نہ پوچہیے اپنا غم اتنے غمزدون کا غم سخت جانی سے
مرتا ہنین ورنہ یہہ زندگی موت سے ہزار درجے تلخ تر ہے کبہی
کوئی صدمہ میرے استقلال پر غالب نہ آیا تہا مگر یہہ صدمہ
غالب آیا اور مین مغلوب ہو گیا یون تو جب تک موت نہ آئیگی
بن جیئے بن نہ پڑے گی لیکن زندگی بے لطف ہو گئی ادہر اپنا
یہہ حال اودہر آپ کے اندوہ و ملال کا خیال اللہ اللہ سارے
غم والم میرے ہی لیے رکہے تہے سچ ہے آپ پر بہی بڑا صدمہ ہوا
غمزدہ غمزدے کو کیا سمجہاے بس آپ کا یہہ قول بہت پسند آیا
کہ جیسے حوادث بے اختیاری ہین قلق اور اضطرار بہی بے
اختیاری ہے صبر کی دعا بہی کیا مانگین صبر تو آہی گیا کہ
جیتے ہین کہاتے ہین پیتے ہین ورنہ ساتہہ ہی مر گئے ہوتے
رہا داغ فراق یہہ تو جب تک ہم نہ مٹین گے کسی طرح نہ مٹیگا

اس کے علاج مین صبر بہی عاجز ہے اثر محبت صادق دیکھیے
آپ کے اس دوسرے خط آنے سے پہلے مین نے خواب مین دیکھا
کہ آپ یہان تشریف لائے ہین طرفین کی ماتم داری کا تو خواب مین
خیال نہین مگر گلے ملکر ہم اور آپ دونو بہت روتے ہین بعد خط
آنے کے حساب کیا تو میرے خواب دیکھنے کا وہ دن تہا جس دن
آپ نے مجہے خط لکہا میرے حواس تو مجہہ ایسے پریشان ہو گئے
ہین کہ مین تحریر مین بہی عاجز ہون جب سے یہہ حادثہ ہوا کسیکو
خط اسوقت تک اپنے ہاتہہ سے نہین لکہا اورون سے لکہوا دیا
آپ کے نسبت یہہ جی نہ چاہا کہ دوسرے سے لکہواون مجبور
خود لکہا سو جیسا لکہا وہ عبارت اور طرز تحریر سے ظاہر ہوگا
کہ مجہہ سے زیادہ پریشان ہے جی تو یہہ چاہتا ہے کہ لکہے جاؤن
لیکن کہان تک غم کی حکایت لکہون سبہون کی طرف سے سلام
نیاز قبول ہو۔

ایضاً

مخدوم میرے   الطافنامہ کے ورود پر آپ کا شکر بجالا
آپ کے ادراک خیریت سے خدا کا شکر ادا کرتا ہون واقعہ

جس رنگ مین فقیر اب ہے وہ لوٹا بیکار ہے مگر آپ جانتے ہین کہ فقرا التجدُّد و امثال کے قائل ہین اسوجہہ سے جس چیز مین کچھہ جدت ہو بالطبع اوس پر مائل ہین نئی صورت اس لوٹے کی پسند آئی اسلیئے تکلیف دی ورنہ اس لوٹے ہی پر کیا ہے مصرعہ

+ اُنچہ من درکار دارم اکثرے درکار نیست +

منشی مظفر حسین صاحب کو اتنا اور لکھا جائے کہ کاریگر چار لوٹے پر چار طرح کے نقش نہ بنائے کیونکہ وہ سب فقیر ہی کے پاس رہینگے جو ہر ایک مین تجدُّد و نقش کی ضرورت ہو وہ چار چار جگہہ ہین ایک فقیر کے پاس ایک ہنے صاحب کے اسی طرح اور ہر شخص کو وہی نقش پسند ہے جو قاضی صاحب کے لوٹے پر ہے اِس صورت مین چاہیئے کہ اِن چارون پر اوسی ایک طرح کا نقش ہو

عود ہندی یعنی مرزا غالب کے رقعات کا مجموعہ مجھہ تک پہنچا افسوس ہے کہ نہایت غلط چھپا بہت جگہہ غلطی سے مطلب خبط ہے کہنے والے نے آپ سے سچ کہا دہلی مین یہہ مجموعہ ترتیب اور نام بدل کر چھپا ہے سیر فخر الدین مہتمم اکمل المطابع نے چھپا یاہے اردوے معلّی نام رکھا ہے دو حصّے قرار دیئے ہین ایک حصّہ جسمین رقعات ہین مدّت ہوی طیّار ہو گیا دو دو روپے کو

بکتا ہے دوسرا حصّہ جسمین متفرقات نثرین مثل تقریظ اور دیباچہ وغیرہ کے ہون گی ابھی نہین چہپا ہے اُردوے معلّی اور عود ہندی مین یہہ فرق ہے کہ اکثر رقعے اس کے اوس مین اور اوس کے اس مین نہین ہین دوسرا حصّہ چہپ جانے کے بعد جو شخص ان تینون کتابون کو بعد حذف مکرر یکجا کرے گا وہ مجموعہ کامل ہوگا مینے اس خیال سے کہ۔ مصرع

ماکہ باشیم کہ اندیشۂ ما نیز کنند

کبہی اپنے کلام مہمل کو کیا فارسی کے نظم و نثر اور کیا اُردو کی نثر جمع نہین کیا اب جو نور دیدہ خواجہ حسین الدین کو اس کا شوق ہوا اوس نے جمع کرنا شروع کیا فارسی نثر اور نظم کے توکچہہ مسودات پارینہ ملگئے اُردو نثر کے ایک دو مسودون کے سوا اور نتہا اس لئے کہ سابق تو اُردو کی تحریر ہی احباب نہوتی تہی جب ہونے لگی تو سوا اس کے کہ قلم اوٹہایا لکھہ روانہ کیا مسودہ اور نقل کون کرتا تہا اوسکی تاکید سے اب نقل ہوتی ہے معہذا مین ساری تحریر روزمرّہ کی نقل دیتا ہی نہین جسمین کوئی مضمون قلم سے نکل گیا وہ دیا نہین تو نہین قاضی صاحب اور شاہ بُرہان الدین صاحب کے پاس میری اُرد

تحریر اکثر تھی وہ اونہون نے سب ضایع کردی اون سے
تو نور دیدہ نے مانگا تھا نہ ملی منشی بندہ علی صاحب فرخ آبادی
کی خدمت مین بھی بہت لکھنے کا اتفاق ہوا تھا معلوم نہین کہ اونہونے
کیا کیا اون سے پوچھنے کی نوبت نہ آئی اور اب بہت دنون سے
اون سے خط وکتابت ہی متروک ہے ان وجہون سے فارسی
کلام کم اور اُردو بہت کم ابتک جمع ہوا چھاپنے کے قابل نہین
اور اب بھی اُردو تحریر کی یہی کیفیت ہے کہ سارے رطب و یابس
نور دیدہ کو دیتا نہین مخاطب صحیح نہ پانے سے دینے کے قابل
اکثر لکھتا نہین پھر کیا جمع ہو علاوہ اِس کے جب فارسی کلام
نہ چھپا ہو تو محض اُردو کا چھپوانا صرف اِسکا اظہار کرتا ہے
کہ اوسے یہی آتا تھا آپ کو اپنی محبّت اور قدردانی سے ایسا
خیال ہوا اسے جانے دیجے جو کوئی تحریر کبھی پسند آجاے اوس
لُطف اوٹھائے اور دور کیجے محمد اسمعیل خان صاحب کوئی
آپ کے دوست اور بالفعل آپ ہی کے پاس ہین کئی دن ہوے
کہ اون کا ایک خط میرے نام آیا گمان غالب کیا یقین کامل ہے
کہ وہ خط اونہون نے آپ کو دکھا کے روانہ کیا ہے اِس
صورت مین اعادۂ مضمون کی حاجت نہین آپ اون سے

بعد سلام اور شکر عنایت غائبانہ یہہ فرما دین کہ مُرالعلیخان صاحب سے جس قدر ربط و اتحاد مجھہ سے ہے اوس سے سن وجہ زیادہ ہمارے صدر امین صاحب سے ہے پہر وہ خود آپ کو خط نہ لکہدین اور راسپر آمادہ کرین کہ آپ مجہہ سے خط کے طالب ہون یہہ مین پسند نہین کرتا جیسا مین ویسے وہ پہر وہی کیون نہین لکہہ دیتے ۔

مولوی محمد وجہ اللہ خان صاحب بہادر صدر الصدور مین پوری کے خط کا جواب

جناب مخدومی نامی نامہ کے ورود سے مشکور ہوا مین پوری آپ خیریت سے پہنچے مین خدا کا شکر بجالایا عطلی آپ کی جہہ مہینے منظور ہوئی اگرچہ بظاہر خلاف مُراد ہوا احباب کو بہی اسکا رنج ہے مگر باطناً اس مین کچہہ خیر ہوگی عسیٰ ان تکرہوا شئیًا وہو خیرٌ لکم پر نظر چاہیے زندگی ہے تو یہہ دن بہی گذر جائینگے ۔

شعر

✣ ہم سر آید روز ہجران ہم شب غم بگذرد ✣

✣ روزگار خوشدلی بگذشت اینہم بگذرد ✣

مولوی محمد نظر صاحب صدر امین المورہ کے خط کا جواب

مخدوم میرے آپ کی اس شکایت کا کیا جواب لکھوں کہ اگلے خطوں کے جواب یہاں سے نہ گئے مجھے ہرگز یاد نہیں آتا کہ ایسا ہوا ہو بلکہ یقین ہے کہ کبھی نہ ہوا ہو یہہ صحیح کہ ہدایت نہیں کی کیا آپ مجھے اس باب مین معذور نہیں جانتے جنکو یک سر و ہزار سودا ہوتا ہے وہ اہلِ انصاف کے نزدیک ایسے امور مین مورد الزام نہیں ہوتے مجھے تو وہ بھی اور ستزاد او سپر یک دل و ہزار درد ہے پھر مین کیون نہ مدعافی مین ہون مجھسا بے دماغ آدمی خطوں کے جواب کو التزاماً لکھے اور کبھی قلم انداز نہ کرے کیا یہہ غنیمت جاننے کی بات نہیں اگر آپ مجھے اپنا دوست صادق جانتے ہون گے تو آپکا جی خود ہی گواہی دیتا ہوگا کہ اکبر آباد مین بُلانا میرے حیطۂ اختیار سے باہر ہوگا جو نہ بلایا اور اگر اوس کے برعکس سمجھتے ہین تو ایسے کی شکایت ہی کیا شکایت تو محبت والے سے چاہیے۔

مولوی مہدی علی صاحب کے نام

ہر ادائے تو خوش کند دل را		اللہ اللہ چہ خوش ادائی تو

قربان آپ کی جو حرکت ہے دلفریب جو انداز ہے سراسر زیبا یہہ
ڈبہ پتون کا اور خطوط کیا اس لئے مین دے آیا تہا کہ آپ لیجا کر
مرزا پور مین صندوق کے اندر بند کر دین اتنا نہ سمجھے کہ اگر
اوسکے الہ آباد پہونچنے کی جلدی نہ ہوتی تو کیا وہ ایسا بوجہل تہا
کہ میرے اونٹ اوسے اوٹہا نہ سکتے یا مین ایسا غیر معتبر تہا کہ مجھے
آپ اپنا اعتبار نہ ہوتا کہ مین اپنے پاس رکہتا بابو شیو پرشاد صاحب
مانگتے تہے مین نے اس خیال سے نہ دیا کہ وہ رُڑکی ہوکے الہ آباد
جاوین گے دو چار دن دیر کرکے پہونچاوین گے وہ پہر اگر بنارس
پہنچے بلکہ بنارس سے اون کا خط مجھے پہنچا اور وہ چیزین آپ کی
بدولت اب تک الہ آباد نہ پہنچین مجھے دیتے وقت آپکی بےپروائی کا
کہٹکا تو ہوا تہا پہر یہہ خیال آیا کہ میرے کام مین ایسی بےاعتنائی
کیا کرین گے اوسی بہروسہ کرنے کی یہہ سزا ہوئی خیر اب کی تو
جانے والون کے منتظر نہ رہ کر اپنے ایک آدمی کے ہاتہہ الہ آباد
جناب خواجہ شمس الدین صاحب قبلہ کے پاس بہیجدیجئے زیر باری
آپ کو نہ ہوگی ریل کا کرایہ اوس کی آمد و رفت کا وہ دیدین گے
تجربہ ہوتا جاتا ہے آیندہ ایسا قصور نہو گا۔

عمر دوباست درین روزگار	مرد خردمند ہنر پیشہ را

تا نبا یکے تجربہ آموختے	وان بدگر تجربہ برد ے بکار

سیّد امیر علیشاہ صاحب کے خط کا جواب

حضرت پہلے عنایت نامہ کے ورود کا شکر بجا لاتا ہون پہر اُس کے
مطالب شتے کے جواب عرض کرتا ہون فی الحقیقت عریضہ نہ بہیجنے کا
گنہگار ہون اور یہہ گناہ کبیرہ کے مرتبے کو پُہنچا ہے کہ حضرت
نور دیدہ خواجہ حسین الدین کے حال پر بے اس کے کہ مینے
کچہہ عرض کیا ہو وہ شفقت بزرگانہ فرمائین اور اوس کا
سپاسنامہ بہی نہ لکہون مگر الحمد للہ کہ توبہ کا دروازہ کہلا ہے
میرے گناہ اگر بڑے ہین تو حضرت کی کریمی کا رتبہ بہت بڑا ہے
کیا عرض کرون ایک باعث ہو تو کہون دل کی پژمردگی
خاطر کی افسردگی مزاج کی علالت علاج کی ناموافقت زمانہ کی
ناسازگاری دنیا کی گرفتاری قسمت کی گردش سعادت کی
طالع سے رنجش راحت کی قلت رنج کی کثرت غمون کا ہجوم
غمخوار معدوم مُردون کا ماتم زندون کے غم کا الم بچہڑون کی
یاد جو پاس ہین وہ ہم سے زیادہ ناشاد درد دلوا رہے
او داسی کا برسنا دل کا درد زبان تک آئے تو سُننے والیکے لئے

ترسنا کبہی تنہائی سے خفقان کبہی جذب درد دل سے جمع ہونے
پریشان نہ رات کو کچہہ لطف نہ دن کو کچہہ بہار یہہ دشت وحشت
وہ کالا پہاڑ کسی وقت یاران ہمزبان کی جدائی سے خاموش
کسی وقت اون کی یاد مین خود فراموش کبہی کسی سوچ مین سُن
کبہی دل سے کچہہ اودہیڑبُن زندگی کاہے کو ہے ایک مصیبت ہے
ہان یہہ شکر ہے کہ وہ کٹتی جاتی ہے دایمی نہین اگر خدانخواستہ
اسکو دوام ہوتا تو موت زندگی ہی کا نام ہوتا پہر اس حال مین
کیا لکھون کیا پڑھون ان کیفیتون پر اگر خیال کیجیے تو برسون
قلم نہ اوٹہاؤن تو بہی لایق رحم ہون سزاوار عتاب نہین قابل
عفو ہون مستوجب عذاب نہین منشی درگا پرشاد صاحب نے
آپ سے سچ کہا دورہ اب کی اوسی طرف کا ہے جیتا رہا تو تیرہوین
جنوری کو وہان پہنچون گا اور اکیسوین تک مقام رہیگا آپ کی
شفقت کی وسعت ہے جو دوسرا مکان وسیع میرے ٹھہرنے
کے لئے بنوا لیا ورنہ مجہے تو اوس آستانے پر ایک بوریئے کی
جگہہ کافی ہے مرزا حاتم علی صاحب سے کسی نے غلط بیان کیا مجہے
نہ سل ہے نہ خون حلق سے جاتا ہے خدا کی عنایت سے بہلا چنگا ہون
جگر کی زخمداری اور آنکہون کی خونباری کی اگر یون تاویل کیجیے

لو ہو سکتا ہے ہنین ہنین ہو سکتا ہے اوس کی تو پہر کچہہ نہ کچہہ تدبیر ہے اور اسکا علاج عسیر ہے شیخ منصب علی صاحب کو جو آپ نے لکہا تہا اوس کا جواب وہ خود عرض کرینگے۔

حکیم محمد حسن صاحب کے نام

+ محبّت مین یہی لازم ہے کہ کچہہ انسان کو غیرت ہو +
+ مجہے رغبت ہو کیون تم سے جو تمکو مجہسے نفرت ہو +

جو آپ سے کہنچے اوس سے کہنچنا بیجا ہنین ہے بجا ہے مان نمان مین تیرا مہمان بیعزتی کا مقتضا ہے اشک اگر زبردستی لوگون کے گلے کا ہار نہ ہوتا تو یون خاک مین نہ ملاتے مردم دیدہ اوسے نظر سے کیون نہ گرادے دامن خواہی نہ خواہی سبہون کے پائون سے نہ لپٹا تو وحشی مزاج اوسکی دہجیان نہ اوڑاتے قبا تنگ ہو کر اپنے ساتہہ سے کیون کر نہ چہڑادے آپ کو جواب لکہنا ناگوار ہے تو مجہے بہی خط بہیجنا عار ہے مگر اپنی طبیعت کمبخت اس ڈہب کی واقع ہوئی ہے کہ جب تک سرامر کے باعث کو معلوم نہ کرلے اوسے چین ہنین آتا اس لئے ایک دفعہ آپ کی طرف سے راست راست اسکا اظہار چاہتا ہون کہ اوس

شور اشوری کے بعد اس بے نمکی کا سبب کیا ہے پہر قلم
کیطرح روسیاہ ہو جو آپ کو خط لکہے کاغذ کے مانند آنکہین سفید
ہو جائین جو آپ کے خط پڑہنے کی تمنّا کرے ۔

حکیم وجیہہ الدین صاحب کے خط کا جواب

ملت عاشق ز ملتہا جدا است   سُنئے حکیم صاحب فقیر کا مشر
اکثر امور بلکہ خدا جہوٹ نہ بُلاے تو سارے معاملات مین ارباب
زمانہ کے مشرب سے جدا ہے میرے ہاتہہ سے اگر کسیکو کچہہ
پہنچتا ہے تو مین یہہ سمجہتا ہون کہ اوسکی امانت میرے پاس تہی
مینے پہنچادی اور بہت خدا کا شکر کرتا ہون کہ اوس نے آپ د
اور میرے ہاتہون سے دِلوا کے مفت مین مجہے نیکنام کیا اگر
کسی اور کے ذریعہ سے دلواتا اور یہہ نیکنامی اوس کے حصّے مین
جاتی تو میرا کیا زور تہا کسی نے خوب کہا ہے ۔ **شعر**

+ روزی خور و بخور دہ کہ درین عالم است +

+ واسطہ شو خوش نما ست گفتہ ام داشتن +

اور یہہ ہرگز نہین تصوّر کرتا کہ مینے احسان کیا احسان کا تو جب
خیال کرون جب مین اپنے پاس سے کچہہ دون اپنے پاس سے

جب دون جب کوئی چیز میرے ملک مین ہو مین دنیا کی کسی شے کو اپنی نہین جانتا اور کیونکر جانون کوئی چیز میری ہوتی تو عدم سے آتے وقت ساتھہ لایا ہوتا دنیا سے جاتے وقت ساتھہ لیتا جاتا نہ وہ ہوا نہ یہہ ہوگا پھر یہہ ملک کیسی اور مین مالک کیسا کچھہ نہین جو یہان کی چیزون کو اپنا جانتے ہین بڑی غلطی مین پڑے ہین حقیقت یہہ ہے کہ چندروز جو اس عالم کے سیر کی اجازت ہوی ہے رفع ضرورت کے لئے کچھہ چیزین بھی عاریت دیدیگئی ہین مالک کو اختیار ہے جب جو چاہے اُس مین سے دوسرے کو دلوادے ہمین اوسمین کیا دخل + فرد

در حقیقت ہمہ ز ملک خدا است	چندروزے بہ عاریت با ماست

اِس سرائے کو گھر سمجھین یہان کی مستعار چیزون کو ملک قرار دین اوس بے اختیاری کو جو اوس کے دینے مین ہے اختیار تصور کرین پھر اوسکا احسان رکھین لاحول ولاقوۃ۔ مصرعہ

برین عقل و دانش بباید گریست

دعا کیجے کہ خدا انجام کار تک فقیر کی سمجھہ کو ایسی ہی رکھے اور نفس کے دہوکھے سے بچاے۔

مولوی عبدالرزاق صاحب شاکر کے

خط کا جواب

شعر

براہ دوستی ما ہر کہ بے سنت قدم ساید | بہر گامے کہ بردارد ازو پائے زمن جستیمے

آئی آئی تشریف لائی کہ پھر راہ بھول گئے اللہ اللہ برسونکے
بعد آئے بھی تو اس ادا سے کہ آئے ہو پر صورت نہین دکھاتے
باتین کرتے ہو لیکن آواز نہین سُناتے خیر اسکو بھی غنیمت
جانتا ہون اتنی بھی مہربانی نہ کرتے تو کیا اپنا زور تہا ہاے
کیا کہئے مولانا غالب کا مرنا ابتک یہہ کلمہ زبان پر لانے کو
جی نہین چاہتا۔ آپ سچ فرماتے ہین کئی مہینے افسردگی کیا ز
اون کے مرنے کا غم جیتے جی نہ جاے گا تاریخ آپ نے
کیا خوب کہی ہے غزل بھی بہت اچھی فرمائی ہے مین بہت
محظوظ ہوا اوس سخن فہم کو کہان سے لاؤن کہ آپ کی شیرین
سخنی کی داد دے مگر ابکے دورہ مین دہلی جانا ہوگا +
قبر پر پڑہ دون گا کہ روح اون کی خوش ہو سنہ کے سال مین
پچپین برس کی عمر والون کی نوکری کی عمر پوری ہو جائیگی
پہلے یہہ خبر تہی اب وہ تجویز ملتوی رہی بلکہ کیا عجب ہے
کہ بعد چندے منسوخ ہو جاے مین چہبیسوین دسمبر سے دورہ مین ہو

فروری کے اوسط مین دہلی پہنچونگا اور پہر ہردوار جاؤن گا پاپ
بہت کیئے ہین گنگا نہاؤن گا زندگی ہے تو شروع اپریل مین
الہ آباد آنا نصیب ہوگا سدہارئیگا بہت اچہا خدا حافظ کبہی
پہر بہی کرم کیجے گا۔

میر ہدایت اللہ صاحب کے نام

بہائی جان مدتین گذر گئین تمہارا کوئی خط نہین آیا یہہ نئی فکر
مانع تحریر ہوگی اس مین شک نہین کہ تمنے بڑا صدمہ اوٹہایا
مگر تم تو صوفی مشرب بہی ہو پہر دنیا کی باتون مین اسقدر غم
کیون کرتے ہو کیا یہہ راحت کی جگہہ ہے کیا یہان خواہشین
لوگون کی پوری ہوا کی ہین کیا اگلے یہان آرام سے رہے ہین
کیا ہمارے ساتہی سب چین کرتے ہین کیا یہان کی کوئی حالت
دائمی ہے جسکی فکر ہو کہ ہائے اس حال مین کیونکر گذرے گی
کیا یہان ہمیشہ رہنا ہے جو اس سوچ مین گہلین کہ افسوس
کیسے بسر ہوگی خدا خدا کرو یہہ تو دار المحن ہے یہان کون
اپنی مراد کو پہنچا ہے جو گذر گئے اون پر کیا کیا نہ گذری جو موجود ہین
وہ کیا کیا نہین جہیل رہے ہین رنج و راحت کے کیسے کیسے وقت آئے

اور گذر گئے کچھہ خواب سا خیال مین آتا ہے شاہ و گدا سب آئے اور چلے گئے اون کے عیش و مصیبت کا کبھی کہین فسانہ سا سُنا جاتا ہے نہ ہم رہین گے نہ یہہ حالتین پھر اس قدر اسمین جان کیون گھلائے سر کیون کھپائے ہمّت نہ ہار و کچھہ دن جو یہان رہنے کے ہین بھلے بُرے گذار دو احباب کو بھول نہ جاؤ کبھی اون کے حال کی خبر لو کبھی اپنے حال سے مطلع کرو۔

مولوی عبدالرزاق صاحب شاکر کے خط کا جواب

مکرم میرے تین خط تو آپ کے نہین دو البتہ آئے ایک اس سے پہلے دوسرا اب جو آپ کے حساب سے تیسرا ہے میرا کام جسقدر تہا وہ مین کر چکا ہون یعنی شاکر کا ذاکر ہونا آپ کا ذکر خیر کر دینا اوس کے نتیجے کا حال جب معلوم ہو جب انتظام ختم ہو وہ ابھی ہوا نہین سُنتا ہون کہ آغاز جولائی مین ختم ہوگا حکّام کو اس انتظام کے اخفا مین اسقدر کد ہے کہ جب تک وہ خود اعلان نہین کرتے کسی پر کچھہ نہین کھلتا کہ کسکا کیا انجام ہوگا۔

مولوی مہدی علی صاحب کے نام

حسرت ہی کیوں نہ پھڑکے نہ صیاد لیگیا	میں کیوں رہا چمن میں جفای خزاں تلک

ابتک یاروں کے مرنے پر روتا تھا آج اپنے جینے کا ماتم کرتا ہوں ہمیشہ بچھڑوں کی جدائی کا قلق کرتا تھا اب اپنے گم نہ ہو جانے پر غم کہا تا ہوں اللہ اللہ ✤ دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا ✤ یا وہ زمانہ تہا کہ جسے دیکھا کسی فن کا یکتا دیکھا جہاں چار آدمی کو یکجا پایا ہر ایک کو بہتا پایا اون لوگوں سے ملاقاتیں تہیں خط و کتابت تہی جنکا دیدار آنکھوں کے لئے بہشت تہا اور جنکی گفتار کانوں کے واسطے بہار جنکی ذات سے دنیا کو رونق تہی اور جن کے فہم سے عقل کو افتخار تقریر پر فصاحت نثار تہی اور تحریر پر بلاغت قربان شعر پر سحر نے کا شبہہ تہا بیان پر جادو کا گمان یا یہہ وقت ہے کہ اگر آفتاب کا چراغ ہاتہہ میں لیکر ڈہونڈہیے تو بہی اہل کمال کی صورت نظر نہیں آتی فی زمانا جنپر اس کا اطلاق ہے اونکی حقیقت کچھہ کہی نہیں جاتی وہ لوگ تو کہیں دکہائی نہیں دیتے بعضوں نے پیشقدمی کی جلدی عدم کی راہ لی اس مصیبت کدے سے جو نجات پائی

جاتے ہوئے مُڑ کے بہی نہ دیکہا خواب مرگ مین ایسی راحت ملی کہ
پہر آنکہہ نہ کہولی جاگنے کا نام نہ لیا کسی کی مٹی کا ڈہیر نظر آتا ہے
کہین اوس کا بہی پتا نہین جنکا شہرہ تمام عالم مین تہا اونکے
ذکر سے زبان آشنا نہین بعضے ایسے متفرق ہوئے کہ مہینونکی
راہ پر جا پڑے ایک کو دوسرے سے ہزارون کوس بعد
مسافت ہے کسی کو کسی کی خبر نہین ہر شخص اپنے حال مین گرفتار
مصیبت ہے کبہی کسی کے خط نے بوئے پیرہن کا کام کیا تسلی
یہہ بہی خبر نہ ملی کہ کدہر چلا گیا اور کہان مقام لیا نہ وہ ہم مذاق
رہے نہ وہ ہم زبان کنج تنہائی مین مین ہون اور دل نالان
شعر سیر کر کے دو گہڑی جی اسمین بہلا لیتے ہین ✤ دل ہمارا ہے
مرقع صحبت احباب کا ✤ اب سوائے چند منتخب لوگون کے
جو یادگار سلف اور فخر خلف ہین جسے دیکہئے غلاف آدم عقل اور
تمیز مین حیوان سے بہی کم نہ خرد سے بہرہ نہ آدمیت سے کام
صرف کہنے کے لئے انسان نام تحریر اون حضرات سے ہوتی ہے
جو خبط کو اختصار سمجہتے ہین بےمعنی کو نازک خیالی کہتے ہین صورت
اون کی مردم دیدہ کے واسطے آسیب کا مقابلہ ہے کلام اونکا
سامعہ کے لئے ایک سخت بلا ہے ہزار طرح سے جب اپنے کلام اور

عبارت کو بگاڑئے تب اپنے کو اون سے تکلّم اور تخاطب کے لایق بنائے آپ کی دار الحکومت سے بالفعل ایک صاحب نے مجھے خط لکھا ہے مینے بھی او نہین ویساہی جواب بھیجا ہے اونکا خط اصل اپنے جواب کی نقل بھیجتا ہون ذرا بہ ترتیب ملاحظہ کیجے رونے اور ہنسنے دونون مین میرا ساتھہ دیجے رونا فقدان کمال اور فوت اہل کمال کا ہنسنا ارباب زمانہ حال کے حال پر جناب خانصاحب تشریف رکھتے ہون تو فقیر کا سلام نیاز قبول فرمائین

ایضاً

ہتو نکی دید کو جاتے ہین پر مین قایم	کچھہ اور اپنا ارادہ نہین خدا نکرے

آپ مضطر نہون اڈریسون کے لکھنے سے کچھہ اور اپنی نیت نہین اون کا لکھنا کچھہ تفنن کی راہ سے تہا کچھہ طبیعت کی آزمایش کی نظر سے کہ دیکہئے نئے فشن کے حبذا منیون کے منطق مین بھی گفتگو کر سکتے ہین یا نہین ۔ مولوی سمیع اللہ خان صاحب نے شق صدر اور معراج کی نسبت آپ کی راے اور راہ سے نہ پوچھی ہوگی بنظر تحقیق پوچھا ہوگا پہلے اڈریس کا جواب تو آپ لکھہ چکے ہین لوگون کو آپ نے سنایا بھی ہے اوسے تو فقیر بھی ضرور سنے گا

دوسرے اڈریس کا جواب چاہیے نہ لکھئے۔ ہاف پادری صاحب نے
میرے اڈریسون مین اپنا ذکر سُنکر مجھے کتنی گالیان ہی ہونگی
اوس کے سُننے کا اشتیاق ہی رہا آپ نے کبھی نہ لکھا میرے
احباب کہتے ہین کہ اب آپ ہم لوگون کی دعوت کی فکر نہ کرین
ایک دفعہ آم کہا کر اور برف پیکر سو دفعہ اوس کا طعنہ سُنا
شرافت اور ریاست بکہائی گئی اتنے بے غیرت ہنین ہین کہ آپ سے
عالی ظرف کی دعوت کہانے کا پہر ارادہ کرین اب کی آئے تو
اپنے اپنے گہر سے روٹیان باندہ لائین گے آپ روشنی شنکلپ
تو کیا کرین گے لیکن مین نے ایک آدمی تجویز کیا ہے یہان
ایک شخص ہے کہ وہ روشنی موسوی رکہتا ہے مولوی
محمد فصیح صاحب مرحوم کے فتوی کا مصداق دوم موسائی بہائی
یعنی یہودیون کے ساتہہ کہانا کہاتا ہے اور اوس کو
جایز کہتا ہے اب کی آپ یہان تشریف لاوین تو اوس سے
ضرور ملاقات کراؤن گا جب دو نور روشنی ملیگی تو یا آپ اپنی
روشنی اوسے شنکلپ کیجیے گا یا بقول اس کے مصرعہ
کہ زر زر کشد در جہان گنج گنج۔ اوس کی روشنی بہی آپ ہی
لے لیجیگا اور اوس فتوی کے مصداق اتم ہو جائیگا شہاب ثاقب

اچھا نام تھا مگر خیال ہوتا ہے کہ کسی کتاب کا یہہ نام ہے آیات
بیّنات بیشک نیا نام ہے اور اچھا اور موزون بھی ہے عقائد
کی کتاب پر چاہئے کہ فاضلون کی تقریظ ہو سولوی سمیع اللہ خانصاحب
سے مولوی معین الدین صاحب سے لکھوائے مین بچارا
کس شمار مین۔

مولوی محمد عبد القیوم خان صاحب بہادر صدر الصدور جونپور کے خط کا جواب

مخدوم میرے نقشہ کنگھی کا شاید مین نے آپکے تشریف
لیجانے کے دوسرے ہی دن بھیجا تھا ایک دن مین کونسی
بات نئی ہوی تھی جو لکھتا ہان مگر حکایت اشتیاق اور شکایت
فراق سوا اوسکے کیا لکھتا اور کیونکر لکھتا دانت بنانے والے
صاحب یہان نہین ہین تقاضا کس سے کرون بابو بینی پرشاد
صاحب سے معلوم ہوا کہ وہ پندرہ دن مین آوینگے
اوس سے پہلے تو آپ ہی ادہر تشریف لاوینگے شاید علیگڈہ مین
آپ کو ملجاوین اب کیون کہون کہ وہ علی گڈہ مین نہ ملیگا آپ
وہان اوترنے کا قصد نہ کیجیے گا۔ فرد

انجمن بخاست بے باقی نماند	آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

کسی کی شادی کا ہنگامہ ختم ہونے سے کچہہ امید اور خوشی اُجڑی ہوی راہ کے آباد ہونے کی ہو تو اونکو ہو جو اوس راہ کے آنے جانے والے ہین جو اپنے غمکدہ سے باہر ہی نہین نکلتے او نہین کیا دورے کے سفر کی کیفیت مولوی غلام صفدر صاحب نے آپ کو لکھی ہو گی اس لئے مین نہین لکھتا۔

منشی حاجی مہربان علیصاحب کے خط کا جواب

مخدوم میرے حاجی جتنے دنون مین حج کر کے اپنے گہر آتے نہین اگر اون کے خط بہی اوتنے ہی دنون مین احباب کو پہنچین تو انصافاً کچہہ شکایت کی جگہہ نہین سوا اس کے سیر اکیا ایسا سوخ آپ کی سرکار مین ہے جو مین کہون کہ الہ آباد مین ملنے کی فرصت نہ ملی وعدہ وفا نہ فرمایا تو دولت خانے پہنچکر بہی مجہے دو کلمہ نہ لکہا صرف آپ کی قدر دانی ہے کہ آپ کبہی یاد فرماتے ہین اوسکا ہر طرح شکر گذار ہون الہ آباد تشریف لانے کی جو آپ خوشخبری سناتے ہین مصرعہ یہہ مژدہ زمزمہ سنجان بوستان کے لئے ٭ مخدومی مولوی سمیع اللہ خانصاحب اور راور

احباب خوش ہون فقیر کو پہلی دسمبر سے بادیہ گرد اور بیابان نوردی اور یہہ گردش شاید اوسط فروری مین آخر ہو امید ہے کہ آپ فقیر کو ہمیشہ دعاگویون مین شمار کرین اور یونہین کبہی کبہی بیخبر کی خبر لین۔

مولوی عبدالرزاق صاحب شاکر کے خط کا جواب

مکرم میرے آپ سے زیادہ آپ کے خط کا شکرگزار ہون اور کیون کر نہ ہون کہ بہ نسبت آپ کے اوسے کہین مروت دوست اور محبّت پرست پاتا ہون آپ میرے اوس قدر نزدیک پہنچنے پر کہ بستی پہنچا مجہہ سے ملنے نہ آئے اور یہہ اتنی دور دراز راہ طے کرکے مجہہ تک آیا منصفی ما تہہ نہ آنے سے آپ ایسے نامنصف ہوگئے کہ میرے اوس ضلع مین آینکا اپنے میرے پاس نہ آینکا اس خط مین بہی کچہہ مذکور نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ جیسی مجہے اس ملاقات نہونے کی حسرت ہوی آپ کو اوتنی تو کیا کچہہ بہی نہ ہوئی ورنہ ممکن نہ تہا کہ کچہہ ذکر اوس کا قلم کی زبان پر نہ آتا میرے عہدے کا تخفیف مین آنا میرا خدا نخواستہ ڈپٹی کلکٹر ہونا دو تو محض غلط ہے میرے اختیار مین ہوتا تو مین آپ کو

نائب تحصیلدار کیا تحصیلدار بلکہ ڈپٹی کلکٹر کر دیتا مگر کیا کرون
نوکری کی اس زمانے مین جیسی قلت اور اوس کے حاصل ہونے
مین جیسی دقت ہے آپ ہی جانتے ہین۔ **فرد**

دستگاہے گر بود احسان بدشمن ہم خوش است
وائے کز درماندگی از دوستان شرمندہ ام

مین اب کی دورہ مین کام کی کثرت سے بہت کم فرصت رہا
اسلئے خط کے جواب مین اتنی دیر ہوئی معاف کیجیے گا۔

ایک نیچری دوست کے خط کا جواب

واہ واہ کیا کہنا ہے کوئی مرید ایسا پیر پرست نہوگا جیسے
آپ ہین مجھے اپنے پیر ہونے پر تو کبھی فخر نہ ہوا تھا لیکن آپ
مرید ملنے پر البتہ فخر کرتا ہون خدا سب پیرون کو ایسے مرید
عطا کرے اللہ اللہ نیچے[۹۲] کے نقطے اوپر ہو جائین تو بھی پیر
یہہ تابعداری ضمہ[۹۳] مذموم ہو اور فتحہ فتح پائے اسپر کسر نفس
آپ ہی کا کام ہے مصرعہ ع شیر شاباش رحمت خدا کی + کیا اچھی
طرح بنارس سے میرے کپڑے لائے اور کس احتیاط سے میرے
پاس بھجوائے بس اس دفعہ مین آپ کی راست گوئی کا مقر ہو

آپ نے جو کہا تہا کہ اس کام کو بمنزلہ فرض کے سمجہون گا وہی ظہور مین
آیا جس طرح آپ نماز کے فرض کو ادا کرتے ہین اوسی طرح اِس
فرض کو بہی ادا کیا یہہ فرمائے کہ محمد سعید کی بہی کچہہ فکر کی یا نہین
خدا کے لئے کہین اس کام کو بہی فرض نہ سمجہئے گا ورنہ روزے کے
مثل سال بہر مین بہی پورا نہ ہوگا اس کو تو آپ گردن مروڑی
مرغی کا کہانا سمجہین تب یہہ امید ہو کہ دوپہر کو نہوا تو شام کو
ضرور ہو جائے گا اون کے باب مین آپ سے اگر کچہہ اور نہو سکے
تو اتنا ہی کیجے کہ اونکی تبدیلی وہان سے اِس ضلع مین کرا دیجے
پہر یہان مین سمجہہ لون گا الغرض اب انتظار نہین ہو سکتا
دو ہفتے کی مہلت دیتا ہون اس مین اون کے واسطے جو کچہہ
کرنا ہو کیجے ورنہ جواب صاف دیجے تو فقیر دوسرا دروازہ دیکھے
سخی سے سوم بہلا جو جلدی دے جواب کیون صاحب گڑگڑانے کا
تو وہ نتیجہ تہا کہ ایک مقام نامرغوب سے نجات ملی توبہ مین تامل
کرنے کا نتیجہ بہی دیکہا کہ رپورٹ کی منظوری جہیلے مین پڑ گئی
اب بہی کچہہ نہین بگڑا ہے توبہ کیجے اور منظوری لیجے ورنہ
پہر آپ جانئے ۔ مصرعہ

✢ بر رسولان بلاغ باشد و بس ✢

ایضاً

کیجئے صبر جو کچھہ صبر کی غایت ہووے | ہو تحمل جو تحمل کی نہایت ہووے

ایمان کی بات تو یہہ ہے کہ آپنے فقیر کے نصائح پر بہایت تحمل کیا
آخر تا بکے بشریت بہی کوئی چیز ہے سنتا ہون کہ اب ضبط نرہا
اور مجھہ پر بہی کچھہ اعتراض جمائے گئے ہین ہر چند میرے اعتراض
آپ پر مخاصمانہ نہ تہے دلسوزی کی راہ سے دوستانہ تہے اور
افراط اون مین اس غرض سے کیجاتی تہی کہ شاید آپ دق ہوکر
اون باتون کو چھوڑ دین اور سیدہی راہ پر آجائین اور یہہ بہی
محبت کا تقاضا تہا نہ تعصب کا منشا اگر ایسا ہوتا تو پہلے آپکے
پادری صاحب ہی سے جھگڑتا با اینہمہ مینے آپکے اعتراضونکا
برا نہ مانا بلکہ اسکی داد دی کہ کب تک صبر کرتے سو اس کے
مینے کبہی اپنے اتقا کا دعوی نہ کیا کہ فسق و فجور کے اعتراضونکا
مورد الزام ٹھہرون نہ آپ سے کبہی یہہ چاہا کہ تشرع و تورع کا
التزام کرین ساری گفتگو تو اسپر تہی اور ہے کہ عقائد نہ بگڑ
جائین مین سراپا گناہ ہون مگر الحمد للہ کہ میری کسی بات سے
بدعقیدگی کی بو نہین نکلتی آپ ہمہ تن زہد و تقوی ہین لیکن آپکی

کوئی بات اوس سے خالی نہین ہوتی اور اس مین تو غالبًا
کوئی اختلاف نہ کرے کہ مسلمان فاسق کافر اہل کتاب سے بہتر ہے
باوجود اس کے مین اپنی برّیت کے باب مین بحث نہین کرتا
اور یہہ چاہتا ہون کہ جن جن باتون پر میرے آپ کو اعتراض
ہون اون کو غیبت مین کہنے کی حاجت نہین تہذیب سے
بررو نہین کہئے تو تحریر فرمائے مین بے تامّل اون باتون کو
چہوڑ دون گا اور جب مین آپ کے کہنے سے اون باتون سے
احتراز کرون گا پہر دیکہون گا کہ آپ میرے کہنے سے اپنی باتون کو
بہی چہوڑتے ہین یا نہین۔

ایضًا

بسکہ چون صبح زند دم ز صفا سینۂ ما	صورت کین ہمہ مہر است در آئینۂ ما

خانصاحب کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ میرے اگلے خط سے
آپ کو یہہ خیال ہے کہ مجہے آپ سے ملال ہے اور اسکا آپ کو
رنج بدرجۂ کمال ہے العیاذ باللہ ہرگز ایسا نہین مین کیا ایسا
نامنصف ہون کہ حق بات پر رنج کرون اور آپ سے تو نے مجہے
ناحق پر بہی کبہی رنج نہو گا میری محبّت پرستی سے آپ بہی واقف نہین ہین

اور کیونکر ہون کہ کبہی کوئی معاملہ امتحان کا درمیان نہین آیا
اور آدمی کا حال بے معاملہ کے کہلتا نہین پہر کیف آپ میری
نسبت اصلا ایسا تصور نہ کرین اور ہمیشہ یہہ سمجہین شعر مہر تو در ضمیرم
وعشق تو در دلم باشیر اندرون شدہ باجان بدر شود ۔

ایضاً

مخدوم میرے اب تو آپ کو کاہے کو یاد ہوگا جس زمانے مین
آپ واعظ اور مولود خوان تھے تو یہہ خواہش تہی کہ بلغ العلا پر
کوئی اردو تضمین کردے اور مجہہ سے فرمایش ہوی تہی کہ اردو گو
شاعرون سے کہلادو اوسی عرصہ مین جو مجہہ سے اور مفتی امیر احمد
صاحب امیر سے ملاقات ہوی تہی تو مین نے اون سے اس کا
تذکرہ کیا تہا بالفعل مفتی صاحب نے اپنی نئی غزلین مجہے بہیجین
اُس کے ساتہہ اُردو تضمین بلغ العلا کی بہی بہیجدی اور لکہا کہ
مدت ہوی تیری فرمایش سے اسے کہہ رکہا تہا اور بہیجنے کی نوبت
نہ آتی تہی جی مین آیا تہا کہ اوسکی نقل آپ کو بہیجدون اس لئے
کہ صاحب فرمایش آپ ہی ہین پہر یہہ خیال ہوا مصرعہ
آن قدح بشکست وآن ساقی نماند + یہہ چیزین اب آپ کے

کس مصرف کی ہین شائد آپ پڑہین بہی نہین آرٹکل نہین ہے کہ آپ پسند کرین اوپینین نہین کہ آپ کو مطبوع ہو اسپیچ ہنہین کہ آپ بغور سنین اڈریس نہین کہ آپ خوش ہون لکچر نہین کہ آپ ویری ویل کہین ڈیسپٹ نہین کہ آپ برا یو ڈ فرماوین سکلیس نہین کہ آپ چیرس ارشاد کرین ایک پورانی عربی ملاؤن کی دست فرسودہ اوسیر مہمل اُردو جسمین نہ کوئی لفظ انگریزی نہ نئی روشنی کا کوئی پرتو بہلا وہ کیا آپ کے قابل ہے کہ بہیجون اطلاع مناسب ہتی سو کردی ایک خط پہلے ہی بہیج چکا ہون اوس کے جواب کا انتظار ہے۔

حافظ تفضل حسین صاحب سررشتہ دار کلکٹری ضلع بستی کے خط کا جواب

اللہ اللہ کیا ہوتا اگر آپ سراپا تفضل نہ ہوتے اور مین ہمہ تن بیخبر ہوتا چار مہینے کے بعد جو آج خط کا جواب لکہنے بیٹہا ہون ایسے قصور کی معذرت کیا کرتا اتنے بڑے جرم کا عفو کیونکر چاہتا اب تو میری بیخبری مجھے عذر سے بچاتی ہے جسے اپنی خبر ہو وہ دوسرے کی خبر نہ لے تو معذور کیون نہ سمجہا جاے آپ کا

تفضل عفو کی درخواست کی جرات دلاتا ہے جہان ایسا فضل ہو
وہان گناہ کیسا ہی ہو کب شمار مین آے ہرچند ساحت تقریر کو
بڑی وسعت ہے اور میرے بعض عذرون کو بہی سماعت
اور اجابت کی لیاقت ہے مگر مین اس مین بڑا لطف دیکہتا ہون
کہ سب سے درگذرون اور یہہ کہون کہ بے کہے سُنے بخشدیجے
آیندہ اسکی تلافی مین اتنے خط ادہر سے روانہ ہون گے
کہ آپ جتنے ناراض ہونگے اوتنے ہی راضی ہو جائین گے
مولوی عبد الرزاق صاحب کچہہ عرصے سے یہان تشریف
رکہتے ہین مگر باوجود مجہہ سے بہت محبت رکہنے کے کم ملتے ہین
اسکا سبب کچہہ اور نہین سوا اس کے کہ دن کو مین باہر بیٹہتا نہین
شب کو وہ مغرب کے بعد دم بہر بہی جاگتے نہین یہان نصف
شب تک نشست رہتی ہے احباب آبیٹہتے ہین اونہین شام سے
نیند آتی ہے چراغ مین بتی پڑتے ہی پلنگ پر جا پڑتے ہین ہان
اس کے پوچہنے کی نوبت نہین آئی کہ اتوار کے روز تو مین دنکو
بہی باہر بیٹہتا ہون اوس روز کیون نہین تشریف لاتے
فارسی کے نثر کا مجموعہ اصل تو بہیج نہین سکتا کہ ڈاک والون کا
اتنا اعتبار نہین نقل لکہوانے کو یہان کاتب نہین ملتے

کبہی کوئی ملگیا تو لکہوا کے بہیجدون گا مولوی عبدالرزاق صاحب کو
لکہے شاید وہ اوسکی نقل لینے کا کچہہ اہتمام کرسکین۔

ایضاً

اپنے دل پرہی جب نہو قابو	کیون کسیکا گلہ کرے کوئی

مین ایسا بے انصاف نہین کہ اپنی غفلت کو تو نہ دیکہون اور
اورون سے خط نہ لکہنے کی شکایت کرون حاشا جب تک
اپنے جرم کی خوب سزا نہ پالون گا ہرگز آپ سے خطون کے جواب کا
متوقع نہ رہون گا ہان اتنا چاہتا تہا کہ مولوی عبدالرزاق صاحب کو
آپ میرے خط کی رسید لکہا کرین تاکہ اوس کے پہنچ جانیکی
طرف سے اطمینان رہا کرے۔ مگر وہ خود ہی خط نہ آنے سے
نالان ہین خوگر الطاف جو تہے اب استغنا سے پریشان ہین اس سے
مجہے بہی تردد ہے کہ وہ تو مورد عتاب نہین او نہین خط
کیون نہین آتا خدا کرے آپ صحت اور جمعیت کے ساتہہ
ہون اور اون کے حال پر آپ کو جلدی رحم آئے خط بہیجین
خیر و عافیت لکہین کہ فقیر بہی اون کے طفیل مین اپنی مراد کو
پہنچے دل مضطر کو تسکین دے۔

منشی اکرام حسین صاحب صدر منصرم کلکٹری مرزاپور کے نام

مخدوم میرے برادر عزیز خواجہ غلام نبی کے حال پر جو عین شفقتین
صرف ہوتی ہین اوس کا شکریہ جواب تک مینے نہین لکھا
تو کیا مین اسکا منتظر تھا کہ تنخواہ زیادہ ہولے تب لکھون نہین
ہرگز ایسا نہین ایسا خیال تو مجھے اوس حال مین ہوتا کہ مین
محبّت کی قدر نہ جانتا سو یہہ بات بھی نہین جانتا ہون کہ
محبّت وہ بے بہا شے ہے کہ کونین اوسکی قیمت مین دیجیے
تو بھی ارزان ہے جب آپ اون کے حق مین اوسے صرف
کرتے ہون پھر حیف ہے کہ مین اوسپر نظر نہ کرتا اور چند روپیونکی
کمی زیادتی پر جسے ہاتھہ کا میل کہتے ہین نظر کرتا بلکہ شکریہ نہ لکھنے
کی دو وجہین تھین اول اتحاد جانبین اداے شکر مستلزم
دوئی ہے جہان وہ رفع ہو اور یہہ معاملہ ہو شعر

اتحادیست میان من و تو	من و تو نیست میان من و تو

وہان بیان امتنان کی کیا ضرورت ہے اور اداے شکر کی کیا حاجت ہے
اپنا شکر آپ ادا کیا کیا نہ کیا دوسری نعمت مخدومی کے
واسطے شکر نا محصور درکار ہے اور جب نعمت نا محصور ہو تو

انسان شکر مین کیا کرے کوئی صورت اس سے بہتر نہین ہوسکتی
کہ اظہار عجز ادا سے ادا کرے چونکہ اظہار مین بہی ایک قدرت کی
بو نکلتی ہے اور وہ عجز حقیقی کے منافی ہے تو بس مین سکوت کو
پسند اور اسپر عمل کرتا تہا۔ **فرد**

نمیگردید کوتہ رشتۂ معنی رہا کردم
حکایت بود بے پایان بخاموشی ادا کردم

ہان ایک سبیل اوس کے ادا کی دعا بہی ہے اور اس مین
شک نہین کہ یہہ بہی بہت اچہی سبیل ہے اس لئے کہ دعا مین
انفاس صرف ہوتے ہین اور انفاس ہی سرمایۂ حیات ہے
تو دعا دینے والا درحقیقت اپنی جان نثار کرتا ہے الحمد للہ
کہ اس طریقے سے بہی قاصر نہ تہا اور نہ ہون گا اب تک
دعاے غایب دیتا تہا کہ آپ سنتے نہ تہے اب دعاے حاضر
دیتا ہون اور یہہ کہتا ہون۔ **فرد**

بمحفل شمع تابان در گلستان رنگ و بو باشی ✣
✣ الٰہی ہر کجا باشی بہار آبرو باشی ✣

منشی مہربان علیصاحب کے خط کا جواب

خط ایک عمر مین اوس مہربان نے لکہا ہی	مجہے جو ناز ہو لکہے پہ اپنے زیبا ہی

مدت مین میرے نصیب جاگے آپنے خط لکھا مہربان ہوے بیخبر کی خبر لی اوسے یاد کیا خدا کرے ہمیشہ لوگ آپ سے سعی کے خواہان ہون آپ کے خط آنے کے یہی سامان ہون مجھے کوئی خوشی اس سے بڑھ کر نہین ہوتی کہ کوئی دوست کسی کام کو لکھے اور کوئی دولت اس سے زیادہ نہین جانتا کہ کسی کا کام مجھہ سے سرانجام کو پہنچے بنظر غور دیکھیے تو آدمی اپنے کام مین عاجز اور مجبور ہے جو خود ناکام ہو وہ دوسرے کے کام کرنیکا دم بھرے کسقدر عقل سے دور ہے اسکا کچھہ بھی بس چلتا تو یہہ اپنی آرزوون کے پوری ہونے کی آرزو مین نہ مرتا تھوڑی سی بھی اسے قدرت ہوتی تو خدا جانے یہہ کیا کچھہ اندھیر گذرتا کمال عجز کو ایک شکل سے متشکل کرکے انسان اوسکا نام رکھدیا ہے اسپر اگر یہہ اپنے آپ کو مختار سمجھے غفلت کا مقتضا ہے جب یہہ تحقیق ہے کہ۔ قطعہ

صیاد ازل کہ دانہ در دام نہاد	مرغے بگرفت و آدمش نام نہاد
ہر نیک و بدے کہ بگذرد در عالم	خود میکند و بہانہ برعام نہاد

پھر اگر فاعل حقیقی کسی کا کام کرے تو آپ اور ہمین اوس کا ذریعہ بنا کر صفت مین نیکنام کرے تو فرمائیے اس سے زیادہ اور

کونسی نعمت ہوگی حیف ہے کہ آدمی اس نعمت کی قدر نکرے
اور اسپر نازان ہو کہ ہم نے کسی کا کام کیا استغفر اللہ استغفر اللہ
آپ کے متوسل کی غفلت سے ایک درجہ تدبیر کا گذر گیا درجۂ آخر
جو باقی تہا اوسکی فکر جہان تک ہو سکی کی گئی اور آیندہ بھی
جہان تک ممکن ہوگی کیجاے گی دورہ فقیر کا اس سال وس
طرف نہ ہوگا بندیل کہنڈ کے جانب ہوگا مصرعہ

+ اے واے زمحرومی دیدار دگر ہیچ +

میر عوض علی صاحب تحصیلدار کے نام

مکرم میرے یہہ جو اس رقیمہ کو لیکر آپ کی خدمت مین حاضر
ہوتا ہے کچہہ عرض کرے گا اوسے سُن لیجیے گا ہرچند ایسے امور مین
لکہنا ہرگز آپ کی شان اور فقیر کی وضع کے لایق نہ تہا مگر
کیا کرون بقول حضرت سعدی علیہ الرحمہ - از خاطر دوستان برنجم
میرے ایک دوست کے دوست اوس کے دوست ہین وہ اونکی
خاطر سے ناچار ہوے ہین انکی مروّت سے مجبور رہوا آپ تو
سراپا رحم و احسان ہین آپ کا عمل تو اسپر ہے مصرعہ

+ برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست +

اوسیچ یہہ ہے کہ آپ کی سمجھہ بہت خوب ہے یہی چاہیے کہ انسان
احسان کرنے مین تمیز اچھے برے کی نہ کرے نیک و بد سب
اوس کے بندے ہین وہ بہی تو ہمارے ساتھہ انعام و احسان
کرنے مین ہماری برائی پر نظر نہین کرتا پہر کیون نہ تخلقوا باخلاق اللہ
پر نگاہ کرین ۔

حافظ تفضل حسین صاحب سرشتہ دار کلکٹری بستی کے خط کا جواب

مکرم میرے خط لکھنے کا شکر لکھتا ہون قبول ہو پہلے خط کی
نقل مولوی عبد الرزاق صاحب نے بہیجدی پہنچی ہو گی
مین کیا اور میرا کلام کیا جس کا کوئی اتنا مدح خوان اور ایسا
خواہان ہو صرف آپ کی مہربانی اور قدر دانی ہے سچ پوچہے تو
مین کیا ہون خامۂ قضا کا نقطۂ سہو یا باطل تحریر صفحۂ ایجاد پر
ہیچ کی تصویر بیجوہری سے جوہر کی صورت پریشان بے ہنری نے
ہنر کی طرح نارسائی سے حیران نارسائی مین اپنے طالع کا ہم نصیب
نامقبولی مین اپنی دعا کے قریب قریب زہد خشک کے مانند رندو نکا
مردود بدمستی کے مثل زاہدون کا مسطرود بزم خواص مین ہجوم عوام

سے بہی زیادہ باعث نفرت مجمع عوام مین آمد خواص سے بڑہ کر مبطل عشرت ہمنشینون کو جس کے آبیٹہنے سے وہ گریز جو پہلو کو درد سے ہم صحبتون کو جسکی چارچشمی سے وہ پرہیز جو آنکھون کو گرد سے طبیعتون کو جس سے وہ کراہت جو دل کو غم سے دلون کو جس سے وہ کدورت جو طبیعت کو الم سے مرض کی طرح ہر شخص جس کے کہو دینے کی فکر مین غرض کے مانند ہر ایک جسکی بدی کے ذکر مین مصائب کی وضع مکروہ طبایع معائب کی شکل برائی مین شایع اہل دنیا کا ایسا بار خاطر جیسے شادی کی محفل مین خبر ماتم ارباب زمانہ کو ایسا ناگوار مزاج جیسے میخوارون کی مجلس مین واعظ کا قدم بخت شور جسکا شراب عیش کے لئے نمک خون و جگر جسکا غم کیواسطے بادہ اور گزک وہ رونی صورت کہ شبنم کی طرح گلرویون کی صحبت مین بہی رونے سے باز نہ آے نوحہ و فغان کی وہ عادت کہ نے کے مانند رنگین طبیعتون کا ہمدم ہو تو بہی سوا نالے کے اوس سے دوسری آواز نہ آے عشرتکدہ ہو یا ماتم سرا جہان دیکہیے وہان رونے کے سوا دوسرا کام نہین شمع کی قسمت پائی ہے دن ہو یا رات جس جہان مین وہ ہے وہان تاریکی کے سوا روشنی کا نام نہین سیہ بختی نے خال کی حالت بنائی ہے سرو

کیطرح باوجود آزاد ہونے کے پادر گل گیسو کے مانند سر چڑہائے
تو بہی پستی کا مایل لالہ کی طرح داغ کا ہمزاد خاک کی صورت
ہمیشہ بر باد مشہد آرزو کا مجاور مقتل تمنّا کا زایر یاس کا آغوش
پرورده حرمان کا سر بسر نظر کرده مراد نپانے مین اپنی تمنّا
مقصد بر نہ آنے مین اپنے دل کا مدعا سستی مین نبض بیمار قطع امید مین
دل ماتمدار پرکار کی طرح تمام عمر گردش مین رہا اور کہین نہ پہنچا
خار سر دیوار کی مثال الگ پڑا رہا تو بہی ہر ایک کی آنکہو مین
کہٹکا لوگون کو جس کے ساتہہ وہ خلش جو کانٹے کو آبلے سے
جسکو لوگون کے ساتہہ فریاد کی داد نہ پانے مین وہ نسبت جو
جرس کو قافلے سے تپش سے دل ہستی کے لئے خفقان زرد روئی
سے تشخص آفرینش کے واسطے یرقان اور سیر اکلام کیا ہے دیوانونکا
ہذیان لڑکون کی داستان قلم کے پانوٗن کے لئے اندہیری
ٹہوکر کاغذ کے سینے کے واسطے کالا پتہر طالع سخن کا سوختہ اختر تر کا
روز سیاه نظم کا داغ جگر باصره کے لئے ایک مہیب بلا سامعہ
کے واسطے قصۂ وحشت افزا وه دیو جو دوات کے غار سے
نکلا ہے وہ غول جو ورق کے میدان مین رہتا ہے وہ نحوست اثر
جسکی ہم کلامی قلم سے رستباز کی زبان کٹوائے ایسا شامت زده

جسکی ہم نشینی کاغذ سے صاف طینت کو روسیاہ بنائے نثر کو اوسکی
بدولت سطروں کی زنجیروں مین جکڑتے ہین نظم کو اوسی کے
طفیل سے بیت کے اندہیرے گہر مین قید کرتے ہین جسنے نقطونکو
داغ سودا بنایا ہے جسکے سبب لفظ دایروں سے چکّر مین آیا ہے
معنی نے جو اپنے کو اوس سے دور رہا یا خوش قسمتی پر نازان ہے
فصاحت جسے ناجنس سمجہکر کوسون اوس سے گریزان ہے مگر
زمانہ قدردانون سے خالی نہین ہوتا ایسے کس مپرس عہد مین بہی
آپ سے قدر دان ہین جو ہمسے بیقدرون کی اتنی قدردانی فرماتے ہین
سلامت رہو خدا وہ عمر و اقبال دے کہ خضر کو رشک سے جینا
وبال ہو سکندر حسد سے قبر مین چین نہ لے۔

مولوی مہدی علی صاحب ڈپٹی کلکٹر کے خط کا جواب

مخدوم میرے اس فقیر گوشہ نشین کو جو مدّت کے بعد پہر
آپ نے یاد فرمایا اوسکا شکر مجہہ سے ادا نہین ہو سکتا جب آپ
مجہے یاد نہین فرماتے تو مین انصاف کرتا ہون کہ کس لایق ہون
کونسا کام کسی کا مجہہ سے نکلتا ہے کیا میرے امکان مین ہے
کہ کوئی مجہہ سے ملکر یا خط و کتابت رکہکر تضیع اوقات کرے

اور جب یاد کرتے ہین تو شکر گزار ہوتا ہون کہ کیسا خلوص محبت ہے
کہ بغرض اور بیوجہ اسقدر التفات کرتے ہین اور پھر وہ اس انکسار سے
کہ جس سے مین شرماتا ہون اور ہر حال مین دعاگو رہتا ہون
کہ حافظ حقیقی ہمیشہ ہر آفت سے محفوظ اور ہر مطلب پر کامیاب رکھے
تشریف لانے کے وعدے نے مشکور کیا خدا اس لاے۔

لراقمہ

+ وعدۂ شیرین لبان سحر است کوئی کانیچنین +
+ با وجود یاسہا اُمیدوارم کردہ اند +

منشی محمد اکرام حسین صاحب منصرم کلکٹری مرزاپور کے نام

مخدوم میرے اگرچہ حاجت روائی خلق اللہ کی ہے تو بہت
اچھی بات کہ انسان دنیا مین نیکنام ہوتا ہے عقبی مین مغفرت سے
شادکام ہوتا ہے ہر شخص اوسکی مدح کرتا ہے ہر ایک اوسی کا
دم بھرتا ہے بے کوڑی پیسا خرچ کیے فدائیون کا لشکر اوس کے لیے
طیار رہتا ہے دست دعا سے ہر وقت اوس کے گرد ایک حصار
رہتا ہے جب تک جہان رہے سب عزیز رکھتے ہین کہین چلا جاے
تو بخیر یاد کرتے ہین لوگ رنج و راحت مین اوس کے شریک ہوتے ہین

جو کہ ظاہر مین دور ہون وہ بہی دل سے نزدیک ہوتے ہین
جیسے کہ آپ ہین اور لطف بہی دنیا مین رہنے کا یہی ہے کہ سویدا کیطرح
لوگون کے دل مین رہے سب کی آنکہون مین جگہہ پاے
نگاہ کی صورت تل مین رہے مگر برائی اوس مین ہے تو یہہ ہے
کہ لوگ تنگ بہت کرتے ہین اُنگلی پکڑ کر پہنچا پکڑتے ہین جسکا
ایک کام کر دیا وہ دوسرا کام پیش کرتا ہے ہر وقت ایک نئی
طرح کی تکلیف دیتا ہے جیسا کہ مین ہون کہ آج پہر آپ کو کچہہ
تصدیع دیتا ہون اس اجمال کی یہہ تفصیل ہے مختصر لکہتا ہون
ہرچند قصّہ طول وطویل ہے میان محمد سعید میرے ایک دوست
اوس ضلع کی پولیس مین نوکر ہین اور بالفعل کہیر و متعلق اسٹیشن
جوین کی چوکی مین درجہ سوم کے چیف کے عہدے پر مقرر ہین
بہت دلون سے اون کی شادی ٹہہری ہے دونو طرف سارا
سامان مہیّا ہے بیٹی والون کا شدّت سے تقاضا ہے اور
اونہین کسی طرح رخصت نہین ملتی اس کام سے فارغ ہون
اتنی مہلت نہین ملتی یہہ ممکن تہا کہ مین دوسرے سے التجا نکرتا
خود صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس سے کہتا لیکن یہہ خیال
آتا ہے کہ ایک چہوٹی سے بات کے لئے اتنے بڑے حاکم سے

کیا کہون اون کا احسان لون تو کسی بڑے کام مین لون اگر آپ
وہان کے صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر سے اتنا کام لین کہ اون کو
دو مہینے کی رخصت بلا عوض یا بعوض جیسی مل سکے دلا دین تو
کمال آپ کا احسان ہوگا دوسرا لطف یہہ ہے کہ آپ کا احسان
تو اپنے اوپر اپنا احسان ہے غیر کی منت کا دل پر بار نہو گا کام
نکل جاے گا اور کسی سے سروکار نہو گا۔

مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب وکیل ہائی کورٹ کے خط کا جواب

مخدوم میرے مین اس مین حیران تہا کہ نلے رخصت آنیکی
معذرت آپ سے کیا کرون اب دوسری حیرت یہہ مستزاد
ہوی ہے کہ عنایت نامے کے جواب مین دیر کرنے کا کیونکر
عذر چاہون ہرچند اگر بات نہ بناؤن اور سچ کہون تو کہہ سکتا ہو
کہ اوس وقت دن کو کثرت کار سرکار اور شب کو تراویح نے
معذور کر دیا تہا اور اندنون کام کا تو یہہ حال ہے کہ صبح سے
آدہی رات تک قلم ہاتہہ سے جدا نہین ہوتا اور مزاج کی یہہ
کیفیت ہے کہ بالکل صحیح نہین رہتا اس نے مجبور کر رکہا ہے

لیکن مین کچھہ نہین کہتا بس یہہ التماس کرتا ہون کہ شان غفاری
کے مظہر ہو جائے بے پوچھے پاچھے قصور عفو کر دیجے ۔ مصرعہ
٭ باکریمان کارہا دشوار نیست ٭
امر معلوم کی نسبت جو ارشاد ہوا تھا اوسکی تعمیل کر دی اس
نیاز نامے کے پہنچنے کے بعد میرے جن جن احباب سے ملاقات ہو
سلام فرما دیا جاے ۔

مولوی مہدی علی صاحب ڈپٹی کلکٹر مرزاپور کے خط اور اون کے سوالونکا جواب

کار خود کن کار بیگانہ مکن	برزمین دیگران خانہ مکن

آپ آجکل لکھین لکچر دین تخریب الآفاق جسے بقول شخصے ۔
٭ برعکس نہند نام زنگی کافور ٭ تہذیب الاخلاق کہتے ہین
رنگین کمیٹی مین اسپیچ پڑہین آپ کو تصوف سے کیا علاقہ اس
پرانی راہ مین آپ سے نئی روشنی والون کا کیا کام آپنے
مولویت کو خوب نباہا جو اب صوفی بھی بنے ۔ فرد

تو کار زمین را نکو ساختی	کہ با آسمان نیز پرداختی

اجی حضرت یہہ تو چند احمق خدا پرستون کا طریقہ ہے مہذب اور

شایستہ اور عاقل دنیادار ادہر کیون آئین وہ اپنی اوسی
دنیا مردار کو نہ جہنجہوڑین اور آپس مین غرّائین احیاء العلوم کے
ایک کتاب المحبّت ترجمہ کرنے سے آدمی صوفی نہین ہو جاتا
کیمیاء سعادت کو دیکہنے سے یہہ علم نہین آتا مصرعہ مردِ این رہ را
نشانے دیگر است ÷ جب برسون مرشدون کی جوتیان سیدہی
کرتے ہین ایک عمر صفحۂ قلب کے مطالعہ سے سر نہین اوٹہاتے
کسی وقت نفس کے جہاد سے کمر نہین کہولتے تب کوئی نکتہ اوسکا
سمجہہ مین آتا ہے سو وہ بہی اوس حال مین کہ عقل سلیم رکہتا ہو
ہر چند حیف کی بات ہے کہ مخاطب صحیح نہو اور راس علم النفس العلوم
کے نکات بیان کئے جائین ایسے ویسون کو تو فقرا بارہ برس
خدمت لیکر بہاوڑے کا نام گل صفا بتا دیتے ہین اور کہدیتے ہین
کہ بس جاؤ سوا کہاؤ چلتے پہرتے نظر آؤ مگر عجز کا الزام نہ آے
جو بے جواب سُننے نعلین بجا رہے ہین اون کا مُنہہ ایسا بند ہو کہ
پہر زبان پر کلام نہ آے اس لئے آپکے سوالون کو نقل کرکے
چند موٹی باتین اوس کے جواب مین لکہتا ہون آپکے ساکت
کرنے کو اسیقدر کافی ہے اس کے غوامض سُننّے والے
اور ہی لوگ ہین۔

نظم

مردم اند حسرت فہم درست	اینکہ میگویم بقدر فہم تست
چونکہ با کودک سروکارم فتاد	ہم زبان کودکان باید کشاد

پہلا سوال۔ تعدد صفات مختلفہ سے وحدت ذات مین کچھہ فرق ہو سکتا ہے یا مظہر شیون متنوعہ ہونے سے توحید ذات مین خلل آسکتا ہے۔

جواب۔ نہین ہرگز نہین صفات مختلفہ کا تعدّد ذات کی وحدت مین مطلق فرق نہین لاتا شیون متنوعہ کے مظہر ہونے سے اصلا اوس مین خلل نہین آتا قطرہ سیلاب موج دریا چشمہ حوض تالاب سب پانی ہے چراغ شمع مشعل پھلجھڑی ہر صورت مین ایک ہی روشنی ہے مگر باوجود اس کے عالم ظہور مین جس کو حضرات صوفیۂ صافیہ رحمت اللہ علیہم اجمعین عالم فرق کہتے ہین باعتبار ہر صفت اور ہر شان کے نام اور احکام اور نتایج اوس کے جُدا گانہ ہوتے ہین اور اگر اسکو تسلیم نہ کیا جاے تو شیت سے مخالفت لازم آتی ہے اور اظہار اتنے صفات اور شیون متنوعہ کا ایک فعل عبث ٹھہرتا ہے اب اسکو اوس طرح پر کہون جس طرح آپ سمجھہ سکین انسان کی ذات پیدا ہونے کے وقت سے مرنے تک

ایک ہی رہتی ہے کسی وقت اوسکی ماہیت نہین بدلتی مگر ابتدا مین
لڑکا کہلاتا ہے ننگا کہلا رہے مان کی او ر ایک غیر عورت یعنی دائی
کی چہاتی ہاتہہ سے پکڑ لے مُنہہ مین لے لے باپ کی ڈاڑہی کہسوٹ لے
نہ شرعًا گنہگار ہو نہ عرفًا کوئی اوسے بے غیرت اور بدکار اور
نالایق اور ناخلف کہے بلکہ جتنی باتین لایعقلانہ کرے بہولے
پن سے اوسکی تعبیر کیجاے اون باتون سے اور زیادہ اوسپر
پیار آے جب اوس سے بڑہا او سط مین آیا جوان کہلانے لگا
اب اگر ستر عورت نہ کرے ہاتہہ لگا تا اور مُنہہ مین لینا تو درکنار
ماکے یا دائی کے سینے کی طرف نظر بہر کے دیکہے اپنے والد کے
ریش مبارک کو آہستہ سے بہی ہاتہہ لگاے خدا کے نزدیک
قصور وار ہو لوگون کی اوسپر ہزارون نفرین اور پہٹکار ہو
خلاف عقل کوئی حرکت کرے تو سب احمق اور دیوانہ خطاب دین
اب اون حرکتون پر پیار کے بدلے غصّہ آے جتنی ان باتونکی
اوس مین کثرت ہو لوگون کو اوتنی ہی اوس سے نفرت ہو اور
اگر اوسی عہد مین بلا تبدیل زمانہ ایک دوسری صفت اوسمین
آجاے ایک اور شان کا مظہر بنجاے یعنی حواس مختل ہون
جنون ہو جاے پہر کچہہ ہی کرے عند اللہ مرفوع القلم ہو اور

عند الناس معذور اور مجبور نفرت ترحم سے بدل جاے جن حرکتونسے اوسکی غصہ آتا تھا اب رحم آئے جو دیکھے تاسف کرے غم کھاے مار بیٹھے تو برا نمانین گالی دے اوٹھے تو کچھ نہ کہین جب اوس سے قدم آگے رکھا آخر زمانہ آیا بوڑھا مشہور ہوا اب اگر وہ باتین کرے جسکی تفصیل جوانی کے ساتھہ کی گئی تو زیادہ تر مستوجب عذاب ہو کہ بوڑھے فاسق پر خدا کا بھی زیادہ غضب ہوتا ہے۔ اور لوگ تو اس قدر متنفر ہون کہ پھر اوسکی صورت دیکھنی گوارا نہ کرین بلکہ جو باتین جوانی مین ممدوح اور غیر معیوب ہوتی ہین وہ بڑھاپے مین مذموم اور معیوب ہو جاتی ہین مثلاً تیزی طبیعت اور شوخی مزاج اور ظرافت جوانی مین پسندیدہ ہوتی ہے اور بڑھاپے مین ناپسند بوڑھا اگر اون باتون کو اختیار کرے تو مسخرا کہلاتا ہے سنجیدہ لوگ اوس سے ملنا چھوڑ دیتے ہین جوانان شوخ مزاج اوسے بناتے ہین انگلیون پر نچاتے ہین اب بہہ فرمائے کہ ان چارون حالتون مین ذات مین کچھہ فرق آیا یا نہین اور صفات کے تعدد سے نام اور احکام اور نتائج بدل گئے یا نہین یہہ امر ایسا بدیہی ہے کہ آپ کیا کوئی نہین کہہ سکتا کہ ذات بدل گئی اور نہ کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ نام اور احکام اور نتائج نہین بدلے لامحالہ ذات کے اپنے حال پر رہنے کا اور نام اور احکام اور نتائج کے بدلنے کا اقرار

کرنا پڑے گا اب آپ کے منطق مین کلام کرون چینی ہر حال مین
چینی ہے کسی صورت مین اوس کی قلب ماہیّت نہین ہوتی
کوئی اور شئی نہین بن جاتی لیکن ایک ہئیت مین اوسے
پرچ پیالی کہتے ہین اور اوس مین چاے اور کافی پیتے ہین
دوسری شکل مین اوسے پلیٹ کہتے ہین اور کیک وغیرہ
اوس مین رکھہ کر کہاتے ہین تیسری صورت مین اوسے
پاٹ کہتے ہین اور اوس مین پاخانہ پہرتے ہین۔ اور
پیشاب کرتے ہین اسی کو مولانا جامی نے فرمایا ہے۔ شعر
ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ✣ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی
حضرات عالی درجات صوفیہ کے نزدیک اگر تعدد صفات اور
اختلاف شیون کے سبب سے توحید ذات مین فرق سمجھے تو
مشرک ہے اور اگر توحید ذات کی نظر سے اختلاف صفات کا
اعتبار نہ کرے تو ملحد ایک ماجرا یاد آیا جن دلون مین اکبر آباد مین
رہتا تہا ایک ملحد جو اپنے کو موحّد کہتا تہا اور توحید ذات کا
مدعی بنکر فرق صفات کو نہین مانتا تہا مجہہ سے اس امر مین
گفتگو کرنے لگا مینے دیکہا کہ جاہل ہے زیادہ اس کے ساتہہ
کون دماغ خالی کرے اتنا ہی پوچہا کہ تم اکیلے ہو یا کوئی

تمہارے ہے بہی اوس نے کہا بیٹا باپ بہائی سب ہین مینے کہا
عورات بولا کہ بی بی بیٹی ما بہن سارا کنبا ہے جب وہ یہہ
کہہ چکا تو مینے کہا باعتبار وحدت ذات جب سب ایک ہین اور
فرق مراتب اختلاف شیون کے اعتبار سے تمہارے نزدیک
کوئی چیز نہین تو بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا جانتے ہونگے اور
بی بی اور بیٹی اور ما کے ساتہہ ایک ہی طرح سے پیش آتے ہونگے
بس سوائے سر جہکا لینے کے کچہہ جواب اوس سے نہوسکا چونکہ
اوس وقت تک نئی روشنی نہیں پہیلی تہی اور لوگون مین غیرت
باقی تہی پہر بحث تو کیا کرتا کبہی اوس نے مجہہ سے چار آنکہین
برابر نہ کین اس مقام پر بے اختیار آپ سے ایک سوال کرنے کو
جی چاہتا ہے اِس لئے پوچہتا ہون کہ پہلے آپ رافضی تہے
اور اب آپ سُنّی ہین ان دو صفتون کے بدلنے سے آپکی
ذات بہی دو ہوگئی تب کچہہ تہی اب کچہہ ہے یا نہین اگر دو ہوگئی
تو دلیل اثبات کیا ہے اور اگر ذات مین کچہہ فرق نہ آیا صرف
دو شان مختلف کے آپ مظہر ہوے تو دونو کے نام اور احکام
اور نتائج جداگانہ ہین یا واحد اگر واحد ہین تو اب بہی آپکو رافضی
کہون اور جیسی اب آپ راہ راست پر اور ناجی ہین ایسے ہی

تب بہی تہے اگر آپ کی سمجہہ مین یہی بات ہے تو حیف ہے آپ کے
سُنّی ہونے پر ناحق ایک حرکت فضول آپ نے کی اور مفت مین
اپنا گہر بگاڑا اور آپ کی آیات بینات بالکل ان اپ شناب ہی ہے
اور اگر جدا گانہ ہین اور تب آپ ضلالت پر تہے اور اب ہدایت پر
تو کیا وجہ ہے اسکی کہ اب جب آپ تیسری شان بدلین اور
ایک پلٹا اور لیکر کرسٹان ہو جائین تو اوس وقت مولوی
مہدی علی کے بدلے مسٹر میدیلی نہ کہلائین اور دایرۂ اسلام
سے خارج نہ ہو جایئں ہین آپ کے اتنے سوالون کا جواب دیتا ہون
میرے اسی ایک سوال کا جواب دین۔

دوسرا سوال

کمال ارادت مرید اور کمال توجہ پیر کی حقیقت کیا ہے جس سے مرید
اور پیر دونو کامل سمجہے جائین۔

جواب

کمال ارادت کی علامت کمال اتباع ہے اور کمال توجہ کی نشانی کمال
مرید کامل ارادت وہ ہے جو پیر کا اتباع کامل کرے اور سر مو اوسکے حکم سے
باہر نہو اور مرشد کامل توجہ وہ ہے جو مرید مین کوئی نقصان باقی نہ
رہنے دے اور اوس کو کمال کے مرتبہ پر پہنچاے مگر ایسی توجہ

کے واسطے ویسی ارادت شرط ہے اگر ویسی ارادت نہو گی تو پہر ایسی توجہ بہی
نہو گی اور اس سے مرشد کے کمال مین کچہہ نقصان نہ آئیگا اور اسکی
توجہ ناقص نہ ٹھہریگی جیسے خدا کافر کو بہی بہشت دینے پر قادر ہے اگر
دے تو کوئی اوسکا روکنے والا نہین مگر بہشت ملنے کے لئے ایمان
شرط ہے اگر مومن نہوگا تو خدا بہی بہشت نہ دیگا اور اسکے نہ دینے سے
اوس کی قدرت مین ہرگز فتور نہ آے گا۔ **فرد**

طبیب عشق مسیحا دم است و مشفق لیک + چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند

تیسرا سوال

ایک مرید دو مختلف سلسلونمین بیعت کرسکتا ہے اور دو پیرون کے
حلقۂ توجہ مین بیٹہہ کر فیض حاصل کرسکتا ہے یا نہین۔

جواب

اگر دو سلسلونمین اختلاف باعتبار فروع ہے نہ باعتبار اصول اور دونو
مذہب حق پر ہین تو دونو سلسلونمین اور دونو پیرسے اکتساب فیض
کرسکتا ہے چنانچہ صوفیۂ کرام مین سے اکثرون نے دو اور تین بلکہ بعضون نے
چارون سلسلہ یعنی قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ مین استفاضہ کیا ہے اور کئی کئی
بزرگون سے توجہ لی ہے اور اگر اختلاف سلسلونمین باعتبار اصول ہے
اور دو پیر مختلف المذہب ہین ایک حق پر اور ایک باطل پر تو ایسے دو

مختلف سلسلونمین اور ایسے دو پیر سے استفاضہ جائز نہین یعنی یہہ نہین ہوسکتا کہ ایک شخص ایک مسلمان سے مرید ہوکر ارکان اسلام اور ایمان کی تعلیم لے اور ایک ہندو کا چیلہ بنکر پوجا پاٹ سیکہ ڈنڈوٹ سیکہے اور ایک پادری سے اصطباغ لیکر گرجا کرنا اور مائی گاڈ کہنا یاد کرے ایسا شخص نہ گہر کا ہوتا ہے نہ گہاٹ کا۔

چوتہا سوال

خرابئ اعمال صفائی عقیدت مین کدورت لاسکتی ہے یا نہین۔

جواب

جیسے محبّت کامل جب ہوگی استرضائے محبوب مین قصور نہو گا ویسے ہی عقیدت صافی جب ہوگی اعمال مین خرابی راہ نپائیگی نقصان استرضائے محبوب کے ساتہہ تکمیل محبّت کا ادّعا غلط ہے اور خرابئ اعمال کے ساتہہ صفائی عقیدت کا دعوی لغو فقط مجہے نہایت تمنّا ہے اور غایت اصرار سے کہتا ہون کہ اگر ان جوابون پر کچہہ آپ کو اعتراض ہو تو آپ پہر اوسے لکہین اور سکوت نہ فرمائین جب ایک بات چہڑی تو اوسے انجام تک پہنچا دینا ضرور ہے اور مین نے جو سوال آپ سے جواب اوّل کے اخیر مین کیا ہے اوسکا بہی جواب ضرور عنایت ہو اور سوا اوس کے مستفتیانہ ایک سوال کا استفتا اور لکہتا ہون اوسکے بہی

جواب کا امیدوار ہون۔

استفتا

کیا فرماتے ہین جامع فروع و اصول حاوی معقول و منقول مولانا و بالفضل اولانا جناب مولوی سید مہدی علی صاحب اس امر مین کہ جب ایک ہی ذات واحد کا ہر مظہر مین ظہور ہے تو خداوند تعالی نے اوسے دو محل مین دو خطاب مختلف اور متضاد سے کیون خطاب فرمایا یعنی ایک جگہہ وان علیک لعنتی الی یوم الدین اور دوسری جگہہ وما ارسلناک الا رحمتہ اللعالمین کس وجہ سے کہا۔

قاضی نجم الدین صاحب کے نام اون کی محبوبہ کی تعزیت مین

شعر

بلبل ہے غم سے نالان گل چاک چاک دامان
اوٹھہ چلئے اس چمن سے یہان کی بُری ہوا ہے

لاحول ولا یہہ دنیا بھی کوئی جگہہ ہے جہان کسی کو کسی وقت راحت و آرام نہین استغفر اللہ اس عالم کا بھی طرفہ عالم ہے

کہ یہاں کسی طرح کسی حال میں آسایش پر لے نام نہیں آنیوالے
اپنے حال پر روتے آتے ہین رہنے والے جھیکتے رہتے ہین جانیوالے
حسرت بہرے جاتے ہین نہ کہ لڑکپن مین بفکری نصیب نہ جوانی مین
بیغمی حاصل نہ بڑہاپے مین چین پاتے ہین جینے مین ہزارون خطر
مرنے مین جان کا ضرر نہ یہان کی شام اچھی نہ سحر جہان کے
یگانون کی یہہ رسم و راہ ہو کہ جب تک آنکہین کہلی ہین کچہہ
جا چشمی کی مروت ہے آنکہین بند ہوئین اور انہون نے خاک مین
دبا دیا وہان کے بیگانون کا کیا حال کہا جاے جہان کے
دوستون کی یہہ الفت اور چاہ ہو کہ تمام عمر اون کا کلمہ پڑہتے
ذرا چپ ہوے اور اونہون نے جنگل مین تنہا چہوڑ کر اپنی راہ لی
اور پہر مڑ کر نہ دیکہا وہان کے دشمنون کی حقیقت کیونکر
بیان مین آے بہلا انسان تو انسان یہہ تو غم کہانے ہی
کے لئے یہان آیا ہے شجر و حجر جسے دیکہئے رنج مین مبتلا اسیر دام بلا
خار ہے تو زار و نزار گل ہے تو گریبان تار تار غنچہ کے جگر مین
سیکڑون چاک پنہان درخت خوف خزان سے لرزان چمن کا
سینہ پہولون سے داغدار صحرا کا بدن سبزے سے نشتر زار
بلبل نوحہ گر صبا خاک بسر چشمون کی آنکہین ڈبڈبائی ہوئین

فوّارون کی جانین لبون پر آئی ہوئین دریا کا اشک روان موج کا دل طپان حباب کے ہاتھہ مین کاسۂ گدائی گرداب کے جگر مین ناسور بینوائی پہاڑ سنگسار ریگ میدان پڑ لے مین گرفتار پتہر کے جگر مین شرر آگ سراپا خاکستر آسمان سر جہکائے ہوے زمین خاموش صبح آفتاب کا جنازہ دوش پر اوٹہائے ہوے شام سیاہ پوش ثوابت حیرت سے ششدر سیارے سرگردانی سے مضطر برق کو وہ اضطراب کہ کسی پہلو قرار نہین ابر پر وہ رقت طاری کہ جس کے رونے کا کچہہ شمار نہین شفق خونین پیرہن افق گریبان چاک تا دامن دن مرض بخار کا ایسا آزاری کہ طباشیر صبح سے بہی آرام نہین ہوتا رات کو مادۂ سودا کی وہ بیماری کہ قرص کافور ماہ بہی اوسے نہین کہوتا شمع کا وہ حال کہ جب آنکہہ کہول کر اپنے کو دیکہتی ہے روتی ہے پروانہ کی وہ کیفیت کہ جب خلوت سے بزم مین قدم رکہتا ہے جان پر سوز سپند آتش غم ہوتی ہے کسی کو مصیبت سے نجات نہین الم سے خالی یہان کی کوئی بات نہین زندان ہستی سے بے میعاد پوری ہوے رہائی نہین ہوتی سب مجبور ہین ورنہ یہہ جگہہ رہنے کے لایق تہی تو یہہ یہان تو کوئی دم بہر نہ رہے کہڑا ہو کر پانی نہ پیے

یہان کی سب مصیبتون سے بڑی مصیبت جسے جی پیار کرے
اوس سے جدا ہونا ہے جس کے وصل کی تمنّا ہو اوس کا صدمۂ
فراق سہنا ہے یہہ رنج بیان مین نہین آتا ہرگز کہا نہین جاتا
اِسکی کیفیت کو وہ نہین کا دل خوب جانتا ہے جنہون [illegible]
مصیبت اوٹھائی ہے اور اس مین اپنی [illegible]ن کہپائی ہے
اور جب وہ فراق بقید دوام ہو تو العظمت للّٰہ پہر اوس کے
جانکاہ ہونے مین کسے کلام ہو مگر جنکو خدا نے نگاہ آخر بین عنایت
کی ہے وہ اس ہنگامہ ہی کو دائمی نہین سمجہتے اس کے کسی حال کو
دائمی سمجہکر کیون گہبرائین مجھے آپ کے فہم درست اور استقلال
مزاج سے اُمید ہے کہ کسی حال مین آپ مضطر نہون گے میری
دعا ہے کہ اب آپکے دل کو اوس محبوب حقیقی سے تعلق ہو
جس کے عشق کا مآل اچھا ہے جس کے وصال مین نہ فراق کا
اندیشہ نہ ہجر کا کہٹکا ہے خدا قبول کرے اور آپ کو اپنی محبت
دے آمین۔

حکیم میر ضامن علیصاحب جلال تخلص کے خط کا جواب

قدر دانا ایسے وقت مین کہ بعد حضوری کے بہی ایک کو

دوسرے سے محبت نہین ہوتی اگر کوئی غایبانہ اپنا محب اور
مشتاق ہو تو نعمت غیر مترقبہ ہے خدا کا الگ شکر کرتا ہون اور
آپ کا الگ ہرچند ایک نعمت اور ایک منعم کا شکر ادا کرنا مشکل ہے
پھر جہان دو نعمت اور دو منعم ہون وہان کیا مشکل ادا کی ہے
مگر ہان عجز ادا کو ادا سمجھہ لین تو یہہ تیسری نعمت ہے مصرع
+ باکریمان کارہا دشوار نیست + واقعی تکلم مجھکو اور تبسم مجھکو اس
طرح کے مشاعرے کی غزلین مفتی امیر احمد صاحب نے مجھے
بھیجدی تہین اور یون آپ کی غزل دیکھنے کا اتفاق اور
آپ کے لطف کلام سے محظوظ ہوا تہا اور اس مشاعرے مین
دو ہی صاحبون کی غزلین مجھے پسند آئی تہین ایک مفتی امیر احمد
صاحب کی اور ایک آپ کی میرے ہذیانات کے جو آپ مشتاق ہین
مجھے آتا ہی کیا تہا اور اب تو افسردگی خاطر نے اس شغل ہی سے
مجھے چہوڑا دیا کچھہ تقویم پارینہ پڑے ہوے ہین وہ بھی بہت کم
اگر حصول ملاقات ظاہری مشیت ایزدی مین ہے تو مجھو بانہ
کچھہ عرض کرون گا میری فرصت کو آپ کیا پوچھتے ہین کسیوقت
نہین ہوتی ہمیشہ ہے شعر + باکارم و بیکارم چون مد بحساب اندر +
گویایم و خاموشم چون خط بہ کتاب اندر + اندنون علیل البتہ ہون

وہ صرف یہہ ہے کہ دہنا ہاتہہ کوئی دو مہینے سے آماس کر آیا ہے
اسی وجہہ سے جواب لکہنے مین دیر ہوئی اور اب لکہا بہی تو
اپنے ہاتہہ سے نہ لکہہ سکا اس دفعہ کی طرح ہمیشہ سبقت عنایت کا
مشتاق ہون والسّلام۔

مولوی محمد مظہر اللہ صاحب تحصیلدار چاندپور کے خط کا جواب

مخدوم میرے مین آپ کی دو عنایتون کا شکر گذار رہون ایک تو
خط لکہنے کا گو مدّت کے بعد لکہا ہو آخر گوشہ خاطر مین جگہہ تہی
فہرست حافظہ مین نام تہا جو لکہا دوسرے حفظ الغیب کے
عذر سکہا دینے کا اگر یہہ تعلیم اودہر سے نہ ہوتی تو بڑی مشکل تہی
مین اپنے تساہل کا کیا عذر کرتا الحمد للہ کہ مولوی غلام صفدر صاحب
طرفین کی وکالت کے لئے کافی ہین وہو نعم الوکیل منشی مسیح اللہ
صاحب سے کا بنور مین مجہہ سے ملاقات ہونے کی نوبت نہ آئی
اور اون کے مقدمہ کا انجام اونکی خواہش کے خلاف ہوا واللہ
غالب علی امرہٖ چند عرصہ سے دست شکستہ و بالِ گردن ہے
یعنی دہنا ہاتہہ ورم کر آیا ہے یہی وجہہ ہے کہ خط خود نہین لکہا۔

مرزا انشار علی بیگ صاحب کے نام اون کے والد کی تعزیت مین

مخدوم میرے کل مینے چھوٹے میان سے آپ کے والد ماجد
کے انتقال کرنے کا حال سُنا اور ہر طرح سے رنج ہوا عموماً اس
نظر سے کہ زمانہ آدمیون سے جو بہت تھوڑے رہ گئے ہین خالی
ہوتا جاتا ہے اور وہ وقت نہین کہ اب ایسے لوگ پیدا ہون
اور خصوصاً اس راہ سے کہ آپ پر بڑا صدمہ ہوا دوست کا
رنج اپنے رنج سے کہین زیادہ ہوتا ہے ہر چند جانتا ہون کہ بفضلہ
آپ دل دانا اور چشم بینا رکھتے ہین مگر غم کا طاری ہونا بھی
ایسے مصائب مین اس عالم کا مقتضا ہے جب تک یہان ہین
اوس سے بچ نہین سکتے ہان جو خیال کسیقدر دل کو تسکین دے
اور اس درد کی دوا کرے وہ یہہ ہے کہ ہستی حقیقی کو کسی طرح
فنا نہین کسی عالم اور کسی شان مین ہو جیسا تھا ویسا ہے اور
جیسا ہے ویسا رہے گا رہ گئی مفارقت چند روزہ ایک کو
دوسرے سے جو دل و جگر کو خون کرتی ہے الحمد للہ کہ وہ بھی
دائمی نہین ایک دن ہم بھی وہین جا پہنچین گے جہان پچھلے گئے
اور اگلے جاوین گے

شعر کس پیش رود کسے بدنبال + آخر ہمہ را ہمین بود حال

خداوند تعالی آپ کو اپنی حقیقت مین ایسا محو رکھے کہ اعتبارات کی طرف توجہ کرنے کی فرصت ہی نہ ملے اور جناب مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہہ دے آپ کی عمر بڑہاوے اور آپ کی ذات سے اون کا نام روشن کرے آمین -

رای سالکرام صاحب بہادر انسپکٹر پوسٹماسٹر کے نام

مظہر الطاف وکرم سلامت جب یہہ امر محقق ہے کہ عالم ارواح مین روحون سے باہم دیگر ملاقات ہوئی ہے تو مین یہہ کیون کہون کہ میرے آپکے سابق کی ملاقات نہین باقی رہا یہہ امر کہ جب تک عالم اجسام مین ظہور اوسکا نہو تب تک کسی کو کسی بات کی تکلیف دینی بے موقع ہے اسکو مین بہی تسلیم کرتا ہون مگر عالم اسباب مین بعض وقت ایسے سبب جمع ہو جاتے ہین کہ وہ بے فرسم ظاہری بہی تکلیف دینے پر جرات دلاتے ہین مجہے جو اسپر جرات دلاتے ہین وہ دو امر ہین ایک آپ کا صوفی مشرب ہونا چونکہ مین بہی ابتداے عمر سے حضرات صوفیہ کا خادم ہون یہہ مناسبت اپنے مین اور آپ مین ایسی پاتا ہون کہ سلسلے تکلفات کو

قطع کرنے کے لئے کافی ہے دوسرا یہہ خیال کہ جب آپ کو خط
دیکھہ کر یہہ تصوّر ہوگا کہ ظاہر کی شناسائی نہیں اور تکلیف دیتا ہے
تو میری سادہ دلی پر رحم آجائیگا اور وہ رحم میرے مقصد کے بر لانے
مین برسون کی ملاقات سے زیادہ کام آئیگا۔ پہر بے تکلّف آپ کو
تکلیف کیون نہ دون اس لئے گذارش کرتا ہون کہ آپ کو یاد ہوگا
ابہی چند مہینے ہوے جب آپ الہ آباد تشریف لاے تہے تو مرزا
نثار علی بیگ صاحب نے آپ سے اسکی سفارش کی تہی کہ
امین الدین خان صاحب سب انسپکٹر ڈاک کو فتحپور سے الہ آباد
بدل دیجے اور آپ نے وعدہ فرمایا تہا اگرچہ مرزا صاحب بہی
مثل میرے خان صاحب کے دوست ہین لیکن محرک اس کے
میری ہی تحریک سے ہوئی تہی اب مین بلا واسطہ ملتمس ہون
کہ اپنے وعدہ کو وفا فرمائیے اوس عطا مین زیادہ لطف ہے
جو بے تکلیف انتظار ملے آپ سے مین اوسی کا خواستگار ہون
اور کیون نہ ہون کہ ارباب کرم کے نزدیک یہہ کچہہ دشوار نہین
اگر تہوڑا سا وقت اپنا آپ اس خط کے جواب کی تحریر مین بہی
ضائع فرمائین گے تو مین اوس کا بہی شکر گزار ہون گا۔

ایک نیچری دوست کے نام

مخدوم میرے استفتا کا جواب اب تک نہ آیا جس نے آپ کے وہ دعوی سُنے ہین کہ مولویون کی مجلس قرار دو اور مجھے بلاؤ تو مین آکر اون سے بحث کرون وہ یہہ تو خیال ہی نہین کرسکتا کہ آپ کو جواب لکھنے مین دقت ہوئی اور جس نے آپ کے لکچر سُنے ہین اور جانتا ہے کہ ایک ایک لکچر ایک ایک شب مین لکھا ہے اوس کے تصوّر مین یہہ تو آنے ہی کا نہین کہ اوس کے جواب لکھنے مین آپ کو فرصت کا انتظار ہے پھر سوا اِس کے کیا گمان کیا جاے کہ قابل جواب کے نہ سمجھا گیا ہوگا اور اِس لئے طبیعت اودہر متوجہ نہوئی ہوگی مگر چونکہ فقیر کا درمیان ہے یہہ بھی امید نہین ہوتی کہ آپ جواب قلم انداز کرین دیر ہونے کی کوئی ایسی وجہ ہوگی کہ ہمارا قیاس وہان تک نہین پہنچ سکتا مصرعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

مینے آپ کا لکچر تفسیرون پر دیکھا اور دو وجہہ سے بہت خوش ہوا اوّل اِس سے کہ میرا گمان صحیح نکلا جیسا مین نے تصحیح حدیث کے اصول

ہفتگانہ کو دیکہہ کر سمجہا تہا کہ بعد اس کے قرآن شریف کی فکر کیجاوگی وہ ظہور مین آیا دوسرے اس سے کہ آپ کو ہر حال مین سب سے بڑہا ہوا دیکہتا ہون۔ امام بارہ بنوایا تو ایسا کہ کوئی امام بارہ اوس کا ثانی نہین واعظ ہوے تو ایسے کہ جمعہ کے دن سرکاری کام چہوڑکر جامع مسجد مین آکر وعظ کہا کئے معترض تہے تو ایسے کہ بدعقیدون کی تصانیف کے رد مین رسالے لکہے چنانچہ ایک اونمین کا آجتک میرے پاس موجود ہے اور لوگ دیکہکر اوسے وجد کرتے ہین مذہب جدید اختیار کیا تو اس شد و مد سے کہ اور کسی نے حدیث کی فکر کی تو آپ نے قرآن حمید کی خبر لی ؁

مصرعہ اے تو مجموعہ خوبی بکدامت خوانم ؁

امید ہے کہ بعد اس کے کوئی جناب نبوی علیہ التحیہ والثنا کی ذات مین گفتگو کرے گا تو آپ حضرت احدیت کے ذات مین آپ کی ہمت کی بلندی قابل تعریف کے ہے چاہیے بہی تہی کہ انسان جب جس فرقہ مین ہو صدر نشین ہو نئی تفسیر لکہنے کی جو آپ ضرورت جانتے ہین یقین ہے کہ مفسر بہی آپ نے اونہین کو تجویز کیا ہوگا جن کے آپ مذہبی خیالات کی خوبی اور صفائی کا اقرار ہی نہین کرتے بلکہ اوسپر حیرت بہی کرتے ہین کہ ایسے برے زمانہ مین پہونکر

ایک شخص کو حق کی تحقیق کا خیال آیا اور کیونکر اسلام کی محبت نے اوس کے دل کو ایسا قوی کر دیا کہ حق کے ظاہر کرنے اور سچی راہ پر چلنے اور تقلید کے چھوڑنے مین نہ برادری کا خیال کیا نہ جمہور کی مخالفت سے ڈرا چنانچہ انہین الفاظ سے یہہ تعریف اونکی آپ نے اپنے اوس خط مین لکھی ہے جو ایک اخبار مین چھپا ہے پہر ایسے عمدہ شخص کو آپ تفسیر لکھنے کے لئے تجویز نہ کرین گے تو اور کس کو تجویز کرین گے یہہ بہی آپ کے ذہن مین ہوگا کہ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابٰی واستکبر وکان من الکافرین اس آیت اور آیہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ الخ کی تفسیر جیسی وہ کرینگے کسی سے نہو سکے گی اور اونکی تفسیر کے نکات کو جیسا آپ سمجھین گے کوئی نہ سمجھے گا نیک کام مین دیر کیا ہے جلدی اون سے تفسیر لکھوائے اور سہ پہر کو چوک مین کھڑے ہو کر اوسکا وعظ شروع کر دیجئے ✣ فرد

	چشم باز و گوش باز و این ذکا خیرہ ام در چشم بندے خدا	

ایک دوست کے نام اون کی محبوبہ کی تعزیت مین

مکرم میرے جب ہم کو خوب اسکا یقین اور ہمیشہ اس کا تجربہ ہو
کہ دنیا دار محن ہے بیت الحزن ہے محض بے بقا ہے فنا ہونیکے لئے
اوسکی بنا ہے نقش برآب ہے موج سراب ہے بے ثبات اور بیدار
وہ خود اور جو کچھہ اوس مین ہے سب ناپایدار ہے آدمی اپنے
کسی حال پر ثبات نہین دو دن بہی ایک طرح پر رہے اوس کی
کوئی ایسی بات نہین آسمان سنگ فنا سے ٹوٹنے کے لئے پہلے ہی سے
شیشہ کی صورت ہے زمین کا دل بے بقائی کے غم سے روز
خلقت ہی سے پر کدورت ہے خورشید نے دن بہر اپنی گرم بازاری
دکھائی تو رات کو بے نشان و بے سراغ ہے چاند نے رات کو
ستارون سے دکان چمکائی تو دن کو اوس کے لٹ جانے سے
داغ ہے دن کے ہنگامہ کو شام ہی تک قیام ہے رات کی
کہانی صبح ہوتے ہی تمام ہے بہار جہان پہولی پہلی خزان نے
نقشہ مٹا دیا خزان جب جام زرین گردش مین لائی بہار نے آکر
نشا کرکرا کیا شادی جہان ہو غم کی خبر کی مبتدا ہے ہستی کے جملہ
سے نیستی کا مضمون پیدا ہے زندون کا حال دیکہئے تو آئینہ حیرت ہے

مُردُون کا قصّہ سُنئے تو فسانۂ عبرت ہے کیا کیا تماشے نظر سے
گذرتے ہین اور پہر دیدۂ حقیقت بین سے دیکہیے تو فانوس خیالی کیطرح
کچہہ اصل کا نشان نہین ملتا کیسے ماجرے سُنتے ہین اور پہر
جو اون کا سراغ ڈہونڈہیے تو بزم تصوّر کے مانند کہین پتا نہین لگتا
جو کل شمع محفل تہے وہ آج داغ دل ہین جو کل ہمین ہنساتے تہے
وہ آج رولانے کے قابل ہین گذشتون کا حال ہمارے لئے ہماری
سرگذشت آیندون کے واسطے ایک فسانہ ہے سب کچہہ ہے اور
کچہہ نہین عجب نمود بے بود یہہ کارخانہ ہے تو چاہیے کہ اضطرار کے
وقت بالکل بے اختیار نہو جائین یہہ یقین اور تجربے اوسوقت بہی
کچہہ کام آئین سر بسر بیکار نہو جائین یہہ مسلم کہ بشریت مجبور کردیتی ہے
جی نہین مانتا جب دل مضطر ہوتا ہے صبر و استقلال کو کچہہ
نہین جانتا خصوصًا فراق کا صدمہ اور جدائی کا رنج وہ بدبلا ہے
کہ اس کا مارا پانی نہین مانگتا لیکن بیچارگی کا چارہ کیا ہے جبر کو
مجبور ہوکر سب صبر کہتے ہین اور وہی اختیار کرتے ہین بے بسی کا
نام تسلیم رکہہ لیتے ہین اور اوسی کا اظہار کرتے ہین سچ پوچہیے تو
ہماری غلطی ہمین ہلاک کرتی ہے فانی سے دل نہ لگائین تو یہہ
الم کیون اوٹہائین اس طلسم کے دہوکے مین نہ آجائین تو اوس کے

غم مین اپنی جان کیون کہپائین خدا ہم کو آپ کو سب کو اسکی توفیق دے
کہ مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرین یہان کے دردون کی یہی
دوا ہے جس نے یہہ بات اختیار کی یہان کی بے لطفیون مین
کچہہ اوسی کو لطف ملا ہے ✣ فرد

جز بخلوت گاہ حق آرام نیست		ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست

پروردگار نے آپ کو سعید ازلی پیدا کیا ہے عقل سلیم اور طبع مستقیم
کیا کچہہ نہین دیا ہے مجھے اُمید ہے کہ آپ سے ہرگز بے صبری کی
وہ باتین نہون گی جس سے دوستون کا جی کُڑھے اور دشمنونکو
مراد ملے ✣

شاہ لطف اللہ صاحب کے خط کا جواب

✣ باشد اندر پردہ بازیہاے نہان غم مخور ✣

آپ فقیر کے گہرانے کے ہین فقیر کے دیکھنے والے ہین چاہیے کہ
استقلال آپ کا سب سے زیادہ ہو مگر بہت کم ہے اس گذرگاہ
یعنے دنیا کی راہ طے کرنے والون کو فراز و نشیب پیش آیا ہی
کرتے ہین گہبرانے کی کیا بات ہے فقیر کی نظر جسپر ہو اوسکو
نگاہ تند سے کون دیکہہ سکتا ہے اور جو دیکہیگا وہ دیکہیگا کہ

کیا دیکھیے گا مصرعہ باصاف دلان ہرکہ در اُفتاد بر اُفتاد + آپ اپنی نسبت کچھ اور فکر نہ کیجیے وہ اوروں کے واسطے جب ہو سکتی ہو آپ کے لئے کیون ہو۔ ابھی چند روز تماشے تو دیکھیے کہ کیا کیا ہوتا ہے پھر دیکھہ لیجیگا کہ کیا ہو گیا مصرعہ نائہ قفل مور در پراو ست + ہمّت نہ ہاری سب آسان ہو جائیگا فقیر پھرتا پھرتا مُرر کی پہنچا ہے کئی دن سے یہان ہے اور ابھی کئی دن اور رہیگا رو پچھلی رات سے پیران کلیر جو یہان سے چار میل ہے جانے کا اتفاق ہوتا ہے وہ کچھہ نہین کہہ سکتا جو وہان نظر آتا ہے شعر

+ ہمنے اوس بت مین جو دیکھا ہے نہین کہہ سکتے +

+ کہ مبادا کہین سُن لین نہ شریعت والے +

مولوی عبدالرزاق صاحب شاکر کے خط کا جواب

مولانا شاکر کا پہلے شکر پرسش ادا کرتا ہون پھر اون کے سوالونکا جواب بہ ترتیب لکھتا ہون مین آج ایک کوچ دہرہ دون سے ادہر ہون نیت شب حرام کل انشا اللہ وہان پہنچونگا ایک ہفتہ وہان مقام کرکے کچھہ اور پہاڑ کے طرف بڑہون گا پھر جعت قہقہری کرکے سہارن پور کو پھرون گا وہان سے سیدہا دہلی

متہرا ہوتا ہوا اکبرآباد آؤن گا اوس کے بعد کہان جاؤن یہہ ابہی
خدا کے علم مین ہے رمضان اور سفر کیا کہون کیسا گذرا خدا کا شکر ہے
جیسا گذرا عید سہارنپور مین ہوئی اونتیسوین کو ابر تہا لشکر اور شہر
مین چاند کسی نے نہ دیکہا مگر وہان کے قاضی صاحب کی بدولت
صبح کو عید ہوگئی اور شہر والون کا تیسوان روزہ تہا ہماری
عید تہی عید کے دن سوا اس کے کہ ایک روزہ کم رکہنا پڑا اور
کچہہ خوشی نہ تہی کیا خوشی ہوتی نہ گہر نہ احباب تنہائی کی عید اور
یہہ کہٹکا کہ اور مولوی سب ملکر کہین روزہ قضا نہ کہوائین فرد

عشرت امروز بے اندیشۂ فردا خوش است
فکر شنبہ تلخ دارد جمعۂ اطفال را

کیا کہون الہ آباد کب آؤنگا جب یہی نہین جانتا کہ اکبرآباد سے
کہان جاؤن گا کوئی جج کو سدہارے کسی نے رسالہ فتوح الحج
تصنیف کیا کوئی اوسے سنکر خوش ہوا یہان تو یہہ حال ہے شعر

درزاویۂ عزلت دور از ہمہ دمسازان ✣ تنہا منم و کے آہ از غم تنہائی

آج شام سے خطون کا جواب لکہتا ہون اسوقت رات آدہی
کے قریب آگئی ہے لشکر مین تمام سناٹا ہے جنگل سارا سن سن
کر رہا ہے ایک عالم نیند سے بیہوش ہے چاند بہی خواب گاہ

مغرب مین راحت سے ہم آغوش ہے رات بادۂ خواب ست
سے یہ مست ہوکر پانو پہیلا دیا ہے پیر فلک اونگہتے اونگہتے جہک
گیا ہے پانی کا شور نہین ندی خرّاٹے لے رہی ہے ہوا سے
پتّون کی آواز نہین درخت خواب مین کیا جانے کیا دیکہہ رہے ہین
کہ گہگّی بندہی ہے پہاڑ بیٹہے بیٹہے ایسا سوگیا ہے کہ اوسے
جنبش نہین ہوتی زمین ایک پہلو پر ایسی پڑی ہے کہ کروٹ نہین لیتی
جادہ پر نیند نے ایسا ہجوم کیا ہے کہ بے خبر میدان مین پڑا ہے
سایہ پر ایسی غفلت چہائی ہے کہ اکیلا جنگل مین درخت کے
تلے سو رہا ہے شبنم کو جس کانٹے پر دیکہہ کر اسکی تصدیق ہوجاتی
ہے کہ نیند سُولی پر بہی آتی ہے غنچہ کی آنکہہ بند ہے نیند مین
سیر چمن کسے پسند ہے گل نے شبنم کے لحاف سے مُنہہ چہپا لیا ہے
بلبل کی بہی آواز نہین آتی نیند نے سکر مہ کہلا دیا ہے اللہ رے نیند
حباب کو پانی بہائے لئے جاتا ہے تو بہی آنکہہ نہین کہولتا
اُف رے غفلت موج دریا مین پڑی ہے اسپر ہوش نہین آتا
پاسبان تک نہین جاگتے کیون جاگین او نہین چور ونکے
جاگنے کا کب گمان ہے الغرض دنیا ساری سنسان ہے
جاگنے والون مین ایک مین ہون اور ایک شمع میرا حال جو کچہہ ہے

وہ تو خدا ہی پر روشن ہے یہہ نہین کہلتا کہ شمع پر کیا گزرتی ہے
یہہ اس قدر کیون روتی ہے شام سے دیکہتا ہون کہ آنسوٗن کا تار
نہین ٹوٹتا ہر چند سمجہاتا ہون کہ **فرد**

اے شمع صبح ہوتی ہے روتی ہے کس لئے
تہوڑی سی رہ گئی ہے اسے بہی گذار دے

مگر اوس کا رونا موقوف نہین ہوتا مجہہ سے اب اوسکا رونا دیکہا
نہین جاتا خط تمام کرتا ہون اور منہہ لپیٹ کر پڑ رہتا ہون نیند معلوم
شاید کچہہ غفلت ہو جاے ✣ ہمین غش آتا ہے راتونکو خواب کے بدلے ✣

مولانا غلام امام صاحب شہید کے نام

قبلہ میری شوخی دیکہئے یوسف کو آئینہ دکہاتا ہون خورشید کو
روشنی کی حکایت سناتا ہون گلزار مین پہول لیجاتا ہون
ختن مین مشک تحفہ بہیجتا ہون دریا کے سامنے روانی کے معنی
بیان کر رہا ہون چاند کے روبرو نور افشانی کا متعاحل کرتا ہون
لعل کے حضور مین رنگ کی دکان کہولتا ہون قند کے مواجہہ مین
شیرینی تولتا ہون مسیح سے کہتا ہون جان بخشی کی روایت سنئے
موسی سے تمنا کرتا ہون کہ ید بیضا کی چمک دیکہئے یعنے حضرت کا

دیوان مرتب کر کے آپ کے حضور مین پیش کرتا ہون میرے لیے اسکے دیباچہ لکھنے کا ارادہ کرنا ایسا تھا جیسے ایک فقیر شاہی خزانو کے اہتمام کا قصد کرے ایک شیشہ گر ہیرا تراشنے کی آرزو مین مرے اندھا چاہے کہ ماہرویوں کے نظارہ سے حظ اوٹھاے گونگا چاہے کہ فصاحت کا سکہ بٹھاے مگر چونکہ غلبۂ شوق مین تمیز باقی نہین رہتی یہہ خیال نہین ہوتا کہ مین کیا ہون اور کیا کرتا ہون دیباچہ بھی لکھہ ڈالا وہ اوس کے قابل تو کا ہے کو ہے آپ کے دیوان پر میرا دیباچہ ایسا ہے جیسے موتی کے لڑی مین سنگریزے کا آویزہ لگا ہو یا زربفت کے قبا مین چھینٹ کا حاشیہ ٹنکا ہو کسی تصویر کے گرد ایک نومشق لکیرین بنا دے سحبان کے کلام کی ایک ابجد خوان شرح لکھا دے مگر اس نظر سے کہ تعرف الاشیاء باضدادہا بدصورت کے مقابلہ مین حسین کے حسن کو اور رونق ہوتی ہے شب تار مین شمع کی روشنی زیادہ ضیا دیتی ہے کھاری پانی پینے کے بعد قند کے شربت مین اور ہی مزا آتا ہے صحرانورد کے بعد باغ کی سیر کا لطف کہا نہین جاتا ہے خاطر مشکل پسند پسند کرے تو ہو سکتا ہے بے شک دیکھنے والون کو اسکی برائی اوسکی خوبی زیادہ دکھاے گی ستارہ دیکھہ کے جو چاند دیکھے اوسے

روشنی زیادہ نظر آئیگی میری خوش طالعی ہے اگر یہہ قبول ہو
اوس کے لئے شرف ہے اگر دیوان مین داخل ہونے کی
عزت اوسے حصول ہو۔

مولوی اسد اللہ خان صاحب بہادر صدر الصدور گورکہپور کے نام

بسکہ مے ترسم از جدائیہا
میگریزم ز آشنائیہا

مین نے اسی لئے اب لوگون سے ملنا چہوڑ دیا طبیعت جو
ازل سے محبّت دوست واقع ہوئی ہے ملنے جُلنے مین محبّت
ہو ہی جاتی ہے اور پہر وہ بڑی محنت مین پہنساتی ہے مگر
جو آنکھون مین نگاہ کی طرح سما گئے ہین اور دل مین سویدا کے
مانند جگہہ پا گئے ہین اُن سے تغافل ممکن نہین اون کے شوق
مواصلت مین دل بیقرار ہی ہوگا اون کے رنج مفارقت مین
چشم اشکبار ہی ہوگا وہانسے روانہ ہونے کے بعد تمام سفر آپکی
جدائی کا رنج رفیق طریق رہا ایک ہفتہ ہوا کہ یہان پہنچا ہون
پاے ور دامن شکستن کو گل مراد سے دامن بہرنا سمجہتا ہون
زندگی باقی ہے تو آٹہہ مہینے مین ہون اور گوشۂ عافیت ہے

بعد اوس کے وہ ہوگا جو اوسکی مشیت ہے۔

سید فریدالدین صاحب رئیس اکبرآباد کے نام

اہل زمانہ مہرہ شطرنج بودہ اند
باہم خصومتے نہ و سرگرم جنگہا

میان کس جھگڑے مین پڑے ہو ایک آدمی کے حمایت کی بدولت
سارے شہر سے برے ہوے سیکڑون روپے خرچ کیے بھلا یہہ
بھی کوئی بات ہے رفع کرو جانے دو کیون بیٹھے بٹھائے ناحق کا
دردسر اوٹھارہے ہو تمھین اپنے کام سے کام ہے تمام زمانے
کیا مطلب حکما کا قول ہے کہ خردمند وہ ہے جس کے دشمن کم ہون
جس کے جتنے دشمن ہون گے اوتنے ہی اوسے اپنی حفاظت کی فکر
زیادہ ہوگی یہہ کب مقتضاے عقل ہے کہ انسان بیفکر نرہے
ہروقت اپنے آپ کو فکر مین مبتلا رکھے بفضلہ دانا ہو ہوشیار ہو
جو وقعت اپنی اپنی لیاقت سے حکام وقت اور ہمچشمون مین ملی ہے
اوسے قایم رکھو ان مہملات مین پڑا اوت کیون کھو دمین اپنی
محبت کے اقتضاے ہو تمھارے حق مین بہتر جانتا ہون وہ تم سے
کہتا ہون آیندہ تمھین اختیار ہے۔

منشی اشرف علیصاحب کے نام

شب ازان وعدہ چگویم بچہ حالم بگذشت
سوے در دیدن و سر باز بدیوار زدن

کل آفتاب مشرق سے مغرب تک پہنچا شب کی تاریکی آسمان سے
زمین تک پہنچی مظلومون کی فریاد زمین سے آسمان تک پہنچی
عابدون کی تسبیح عالم سفلی سے ملاء اعلی تک پہنچی منتظرونکی
جانین سینہ سے لب تک پہنچین مگر آپ اپنے گہر سے میرے مکان تک
نہ پہنچے اسکو نازک خرامی کہون گران پائی کہون آپ کو پیمان
شکن حریف کہون ستم ظریف کہون دل آزار کہون جفا شعار کہون
جہوٹ تو خدانخواستہ کیون بولنے لگے تہے راست باز کہون
حیلہ ساز کہون کیا کہون اور احباب جو منتظر مقدم تہے بہت دیر تک
انتظار کی تکلیف اوٹہانے مین میرے شریک رہے سب کی
یہہ حالت تہی کہ آہٹ ہوئی اور گردنین اُٹہہ گئین کہٹکا
کانون مین پہنچا اور نگاہین دروازے پر پہنچین آخرکار جب
رات زیادہ گئی تب جیسے اُمید سے بیٹہے تہے مایوسی سے اُٹہہ گئے
آپ کے دشمنون کو انفعال تو کیون ہوتا غالبا کچہہ خیال بہی ہوگا

سید عبدالغنی صاحب کے نام

مکرمی آپ نے جنسے جو کہنے کو کہا تھا مین نے وہ اون سے کہہ دیا وعدہ تو اونہون نے کیا مگر اوس طرح جیسا کہ مرزا غالب نے کہا ہے شعر

چہ سود از وعدہ چون باور ز عنوانم نمی آید
بطوری گفت می آیم کہ پیدا نم نمی آید

مجھے تو اون سے کچھہ اُمید نہین معلوم ہوتی آپ ناحق اون کے بہروسے پر اوقات ضایع کرتے ہین جانے بہی دیجے میرے نزدیک تو ایسون سے اصرار کرنے اون کے احسان کے بار اوٹہانے سے مطلب ہاتہہ آوٹہانا بہتر ہے اول تو دنیا اس قابل نہین کہ اوس کے لئے کوئی اتنی فکر کرے جسکو اتنا بہی قیام نہو جتنا درخت پر گل اور جب مین مل تو اور پہر ہم نے اتنی دیر مین گذر جائین جتنی دیر مین ہمین سے ہوا اور کانون نے صدا اوس کے حاصل کرنے مین اتنا درد سہ اوٹہانا اتنی دیر کے لئے اوسکی جستجو مین اپنے آپ کو مٹانا کسب عقل کا مقتضا ہے خاصکر اوس صورت مین کہ دونا ہمتون کا ممنون ہونا پڑے اونکی

منّت کا مرہون ہونا پڑے ایسی کامیابی سے ناکامی ہزار درجہ اولی ہے **شعر**

پانی دے اگر خضر تو پینا نہین اچھا
منت ہو مسیحا کی تو جینا نہین اچھا

ایضًا

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق
باشد بقدر ہمّت تو اعتبار تو

یہہ لکھنا آپ کا + طبع ہمرسان کہ بسازد بہ عالمے + مسلم اسکی تسلیم مین کچھہ گفتگو نہین لیکن صرف لاتقربو الصلواۃ یا کلوا و شربوا ہے نہ پڑہیے آگے بہی دیکھیئے کہ کیا لکھا ہے اسکا یہہ دوسرا مصرع بہی تو ملاحظہ ہو + یا ہمتے کہ از سر عالم توان گذشت + یہہ کیا ضرور ہے کہ ہمّت پست کی جاے پہلے ہی مصرع پر عمل ہو ہمّت کو بلند کیون کیجیے دوسرے مصرع کی تعمیل کو ہاتھہ سے کس لئے دیجے ہرچند عالی ہمّتون کے نزدیک تو یہہ بہی کچھہ بڑی بات نہین **شعر**

ترک دنیا مین سوچ کیا ناسخ + کچھہ بڑی ایسی کائنات نہین +
مگر آپ سے تو مین اتنی بلند پروازی بہی نہین چاہتا صرف

اتنا چاہتا تھا کہ ایک دو چوپ ترس دین ... صاحب قوت نے
مصداق بن جائین

شعر

گذشتیم از سر مطلب تمام شد مطلب
حجاب چہرۂ مقصود بود مطلبہا

وہ بھی صرف اس سبب سے کہ مجھ کو روح ہاتھ سے التجا کرنے سے مین ترک مطلب کو بہتر سمجھتا ہون اگر یہ بات بھی نہو سکے تو آپ کو اختیار ہے مجھ پر اتنی عنایت ہو کہ مین واسطہ نکیا جاؤن برائے خدا اس بیچارے کی تاب نہین اور کے سر پر رکھدیجے مجھ سے یہ بار نہ اوٹھیگا۔

مولوی علی بخش خان صاحب بہادر صدر الصدور گورکھپور کے نام

بندہ نواز مجھے آپ نے اپنے خادمون سے کیون خارج کردیا خطاب خاص کے قابل کیون نہ سمجھا کتاب ثاقب کا نسخہ مولوی فرید الدین احمد صاحب کی ذریعہ سے عنایت ہوا مین تو آپ کا ویسا ہی نیازمند ہون جیسا کہ تھا اور ایسی رہونگا جیسا کہ ہون مجھے اب تک یہ اندیشہ کبھی نہ تھا کہ آپ مجھ سے آزردہ ہونگے اور کیون ہوتا کہ بیچ مین سواے اتحاد کے

اور خالص کے کوئی معاملہ نہین مقدمہ نہین مطلب نہین مدعا نہین مگر اب آپ کی اس ادائے جسمین کھٹکا پیدا کر دیا مین تو صفائی پر عاشق ہون اور اپنا معاملہ صاف رکھتا ہون جسکا دوست ہون صاف صاف اور جسکا دشمن ہون صاف صاف اور اپنے عقیدے مین آپ کو بھی اسی وضع کا پابند جانتا ہون اس صورت مین کچھہ ملال میری طرف سے ہو تو اظہار حال کیجے خدانخواستہ مین نئی روشنی والون کی طرح ہٹ دھرم نہین اگر واقعی کوئی خطا مجھہ سے ہوئی ہوگی تو اعتراف کرونگا عفو چاہونگا اور اگر کچھہ اوسکی اصل نہوگی تو آپ کے شبہہ کو رفع کردونگا حیف ہے کہ محبّت کا سرچشمہ جسکی صفائی کے شرم سے آب حیات بھی ظلمت مین جا چھپا ہے خس وخاشاک کدورت سے آغشتہ رہے اور آپ سا قدردان محبت اوس کو گوارا کرے کتاب کو مینے بالاستیعاب دیکھا اللہ اکبر کتاب کیا ہے العلماء ورثۃ الانبیا کی تصدیق کے لئے معجزہ ہے دل سے یہہ دعا نکلتی ہے کہ خدا آپ کی عمر مین برکت اور ہمیشہ دین کی تائید کی توفیق دے۔

حکیم محمد حسن صاحب کے خط کا جواب

مکرمی پہلے خط مین جو آپ نے جواب لکھنے کے لئے دو ہفتے کی

مہلت دی تھی اوس نے دوسرے خط کے آنے تک جواب کی تحریر سے
غافل رکھا سچ کہا ہے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ملتا ہے اوس پر
گرمی کی شدت فراق کی راتون مین توجہ ذوب کر غش بھی آجاتا تھا
یون تھوڑی دیر بیخودی آسایش دیتی تھی اگر گرمی کی راتون مین
وہ بھی نہوا کروٹین تھی بدلا کیے تارے ہی گنا کیے ہجر کے دلون مین
تو گھر سے گھبرا کر جنگل کو نکل جاتے تھے اس طرح دو گھڑی جی بہلتا تھا
اس آفت کے دلون مین وہ بھی نصیب نہوا لوون کی وحشت سے
ہونے ہی مین پڑے رہتے دہوپ کے خوف سے آنکھین بند کیے رہے
قسمت کے لکھے کو روتے تھے خط کون لکھتا بارے دو تین دن سے
گو بارش نہین ہوئی کسی وقت آندھی آجاتی ہے کسی وقت گھٹا
چھا جاتی ہے دنیا باامید قائم بارش کی توقع جلاتی ہے سچ ہے
کہ یہہ دن سفر کے نہین مگر گستاخی معاف جب بارش ہولے کے
بعد کب آپ سے امید ہے خوب جانتا ہون کہ جب موقع ملیگا
لکھنو جائے گا یہان کیون آئے گا نہ وہان سے آپ کا پیچھا
چھوٹے گا نہ اور طرف رخ کیجیگا میری سادہ دلی کو دیکھئے باوجود
اس کے جب آپ وعدہ لکھتے ہین تو خوش ہوجاتا ہون خیر خدا خوش رکھے
جی تو خوش کردیتے ہو گو باتون ہی سے سہی۔

حکیم صاحب موصوف کے خط کا جواب

ہم وہان ہین جہان سے ہمکو بہی	کچہہ ہماری خبر نہین آتی

میر صاحب نے آپ سے سچ کہا کہ القاب کی فکر مین آپ کیون ہین
کچہہ نہ لکہئے بیخبر ہا ہے واقعی نہ ہین وعدہ فراموش ہون نہ تغافل شعار
بیخبر البتہ ہون پہر کیسا بیخبر جسے اپنی ہی خبر نہین یہہ اون کی
بیدردی تہی جو اونہون نے میری خیریت آپ سے بیان کی
ان ظاہر بینون نے جہان انسان کو چلتا پہرتا دیکہا سمجہہ لیا کہ
اچہے ہین پہلے چنگے ہین اونکی بلا جانے کہ درد دل کا آزار
کیسا ہوتا ہے یہہ آدمی کا گہن آدمی کو کیا کر دیتا ہے کیون صاحب
اوسی خیریت سے یہے کہوگے جس کے سینے مین دل کی جگہہ داغ ہو
جس کا جگر خون ہو کر آنکہون سے بہ جاے اور پہلو کو اوس سے
فراغ ہو جسکی آرزوئین ہمیشہ پیدا ہوتے ہی مر گئی ہون جسکی امید و
عمرین نا امیدی مین گزر گئین ہون جس کو یاس سے کسی حال مین
یاس نہو آس کا گزر جس کے کبہی آس پاس نہو جو خوشی کے ذکر سے
حیرت مین آے کہ دنیا مین یہہ کیا چیز ہے جو غم کا نام سنتے ہی پہچان
جاے کہ میرا یار عزیز ہے جو تمام عمر لوگون سے پوچہتا پہرے کہ

وصل کسے کہتے ہین اوس مین کیا ہوتا ہے جسے خوب تجربہ ہو کہ ہجر مین انسان گہبرا کر اپنی جان کیونکر کہوتا ہے جسکی آنکہون کو شب انتظار مین جاگنے کی عادت ہو جسکے روز فراق کی ایک ایک گہڑی قیامت ہو جسکے جان حزین کا لبون پر قیام ہو جسکے روز سیاہ کا شب تاریک نام ہو جسکے باغ مراد مین بارہون مہینے خزان رہے جسکا خورشید تمنا ہمیشہ ابر مین نہان رہے جو تنہائی مین آپ اپنا ہمدم ہو جو بیکسی سے خود ہی اپنا رفیق اور خود ہی محرم ہو جس کے حال کی پرسش سے لوگون کی زبان ناآشنا رہے جس کے غم کی داستان سے گوش خلق ناشنوا رہے جس کی بیماری طبیب کو اپنے مرگ کا آرزومند کرے جسکی مردہ دلی مسیحا کا بہی دم بند کرے جسکی شب طولانی مین گہبرا کر شمع سحر ہونے کی مشتاق ہو جس کے روز مصیبت کے تصور سے صبح کو مشرق سے نکلنا شاق ہو جو غمخوار کی حسرت مین ایک ایک کا مُنہہ دیکہے اور کوئی اوسے مُنہہ نہ لگائے جو دستگیری کی آرزو مین ہر ایک کے پانؤ پڑے اور کوئی ہاتہہ نہ بڑہائے جس کا بخت خوابیدہ شور قیامت سے بہی آنکہہ نہ کہولے جس کا دل مایوس دادرگاہ حشر مین بہی مُنہہ سے نہ بولے جو بیہوشی کے سوا

کسی حال مین قرار نہ پاے جسے ہوش مین آنا ایک حشر سر پر لاے
جس کے انتظار کا نتیجہ حرمان ہو جس کے مرض کا موت ہی درمان ہو
بیحاصلی جسکی تمام عمر کا حاصل ہو ناقابلی جسکی قبول کرنے کے قابل ہو
اشک کی طرح جسکا گرنا سب آنکھون سے دیکھین اور کوئی خاک سے
نہ اوٹھاے زنجیر کے مانند جسکا پاؤن پڑکے شیون کرنا سب کانون سے
سُنین اور کوئی زبان نہ ہلاے جس کا جگر خون ہونا لوگون کو سرور
مین لاے شراب کا ہم قسمت ہو جس کا انگارون پر لوٹنا سب کو جی سے
بھاے کباب کی حالت ہو سرمہ کی طرح جس کا پس جانا لوگون کی
آنکھون مین نور بڑھاے پھول کے مثال جسکا سر بازار بکنا ایک ایک کے
دل کو پسند آے جس کے زخم جگر کے ساتھہ مشک کو وہ مناسبت ہو
جو مشکین ہویون کے کاکل کو شانے کے چاک کے ساتھہ جس کے
حال ابتر کے ساتھہ گردش فلک کو وہ عداوت ہو جو باد صرصر کو
مشت خاک کے ساتھہ جس کی حیرانی کی آئینہ قسم کھاے جسکی
پریشانی کا زلف اپنے کو مقلد بتاے شمع کی طرح جس کا کھلنا
آغاز اور جلجانا انجام ہو غنچہ کی شکل جسکی دل تنگی پر ابتدا اور
پژمردگی پر اختتام ہو اگر اسی کا نام خیریت ہے تو خیریت ہے۔

مفتی امیر احمد صاحب کے نام

ہو الغفور

مکرمی مدّت کے بعد تین نامی ناموں کے جواب اور دو کتابوں کے شکریہ میں یہہ ایک نیاز نامہ لکھتا ہوں اور ہر چند سوچتا ہوں کوئی عذر ایسا ذہن میں آے کہ بدتر از گناہ نہو لیکن نہین آتا اور کچہہ چارہ سوا اس کہنے کے نہین دیکہتا کہ مجھے میرے گنہ گار ہونے کی وجہ سے بخشدیجے اُمید ہے شان کریمی اس التماس کے قبول سے مُنہہ نہ موڑے مصرعہ کہ مستحق کرامت گناہگار انند * دیوان مردف اور اشعار متفرق کے مجموعہ نے عنایت کا مشکور کیا جب فرصت پاتا ہوں اوسکی سیر سے حظ اوٹہاتا ہوں کس کس شعر کی تعریف لکھوں میں آپ کے تمام کلام کو منتخب جانتا ہوں نصیب اعدا آپ کی پریشانی سے بہت جی کُڑہتا ہے کیا کہوں عجب وقت عجب زمانہ عجب لوگ میں میرا دست نارسا کسی تدبیر کے دامن تک پہنچتا تو میں آپ کی پریشانی رفع کرنے کو اپنی پریشانی پر مقدم رکہتا اپنے اختیار میں اور تو کچہہ نہین لئی دیئی وہی ایک دعا ہے جو نامقبولی میں

مجھہ سے بھی چار قدم آگے ہے اس پر اوس سے غفلت نہین کرتا
خدا سے اسکی توفیق مانگتا ہون کہ آیندہ اکثر خطون کے لکھنے سے
زمانۂ گذشتہ کی تلافی کرون۔

صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر کے نام جو ٹونک کے رئیس حال کے عم بزرگوار اور نایب ریاست ہین

جناب صاحبزادہ صاحب والاشان عمیم الامتنان زاد ثروتکم۔
تسلیم بجا لاتا ہون شکر نعمت بقدر نعمت کوئی ادا نہین کرسکتا
پھر مین بھی اگر اس مین مجبور ہون تو معذور ہون ہان اقرار
عجز ادا بھی ایک طرز ادا ہے بشرطیکہ منعم قبول کرے جہان
بلا استحقاق انعام ہو وہان کب یہہ خیال ہوسکتا ہے کہ قبولیت
عجز کی کامیابی سے کوئی ناکام ہو ان احسانون کے مقابلہ مین
کیونکر دل اور زبان اس دعا کی تسبیح نہ پڑہی کہ فقیرون پر سبقت
عنایت سبقت مرحمت ایزدی کا نتیجہ دے اور جب صدق نیت سے
یہہ دعا ہو غیر ممکن ہے کہ فرشتہ آمین نہ کہے اجابت استقبال نکرے

جنکو آپ پوچھتے ہین وہ ابھی ولایت مین ہین اور بخیریت ہین اس قابل تو مین نہین ہون کہ مجھے بھی کوئی یاد کرے لیکن اگر کبھی یہہ قرعہ میرے نام پڑے تو مصرعہ زہے قسمت زہے طالع زہے بخت۔

ایضاً

جناب صاحبزادہ صاحب والاشان سمو المکان عمیم الامتنان کثیر الاحسان ملاذ ہوا خواہان زاد ثروتکم۔

تسلیم نیاز عرض کرتا ہون اور اوسکے قبول کی امید رکھتا ہون اس عرصہ مین مین استعمال ماء الجبن اور تواتر مسہلات سے بے لطف رہا اور رواروی اور آمد آمد حکام سے بھی فرصت بہت کم رہی عنایت نامہ کے جواب گذارش کرنے مین ان وجوہ سے دیر ہوئی لیس علی المریض حرج کی نظر سے عفو کا طالب ہون صاحب ایجنٹ بہادر نے دو برس روز کی رخصت اور لی ہے اور جناب سر ولیم میور صاحب بہادر صحیح و سالم شب ۴ اپریل کو ولایت سدہارے جن قدر دانون سے قدر افزائی کی امید ہوتی ہے وہی قدر نہ کرین تو ناگوار کیا خاطر ایک گونہ پژمردہ اور افسردہ البتہ ہوتی ہے اور شکایت بھی اونہین سے کی جاتی ہے جنسے کچھہ توقع ہو ورنہ القاب و آداب

فرد وغیرہ مراسم ظاہری کا تو فقیر بھی پابند نہین محبّت ہی کا بندہ ہے

کیا ہو گر لاکھہ زمانے مین ہون دولت والے
اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبّت والے

نواب عبدالعزیز خان صاحب عزیز کے نام

فرد

در آتشم ز تغافل نشاندہٗ بارے ٭ تبسّمے کہ نمکپاش این کباب شود

اس دفعہ کے اون وعدون کا ایفا نہ ہی کہ ہمیشہ خط و کتابت رہیگی برس چھہ مہینے مین تو کبھی میرے نام سے زبان قلم آشنا کیا کیجے کیا جیسا میرے مشرب محبّت مین دوستون کو بھول جانا ایسا گناہ ہے جیسے بت پرستون کے مذہب مین خدا کو یاد کرنا ویسا آپکے مذہب غفلت مین یارون کو یاد کرنا ایسا کفر ہے جیسے خدا پرستون کے مشرب مین بت کو بھول نہ جانا اگر یہی ملّت و مذہب ہے تو خیر ورنہ کچھہ اسکا بھی خوف چاہیے کہ داورگاہ حشر مین محبّت جب اپنے خون کا دعوی آپسے کرے گی تو آپ کیا جواب دین گے مین نے مانا کہ مین آپ کی خاطر سے وہان بھی کچھہ نہ بولون گا مگر اوس سگ کے گلے پر جو آپ چھری پھیرے ہین وہ تو چپ نہ رہیگی

میرا کیا مین تو اسپر بہی مستعد ہون کہ معلوم ہو کہ آپ کیا کہین گے تو
مین بہی ہان مین ہان ملا دون۔ **فرد**

بروز حشر چون پرسند خسرو را چرا کشتی
چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہمان گویم

حافظ تفضل حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر بستی کے خط کا جواب

بیجرم زیر تیغ وہ رکہتا ہے گلے کو ✤ کچہہ بات بری منہہ سے نکلی ہی نہ بہلے کو
مین نے سواے اس کے کہ وہان کے اصلی واقعات جو کچہہ سُنے تہے
اون کو لکہہ کر یہہ لکہا کہ مین اس کا منتظر تہا کہ آپ ان خبرون کو
لکہین گے مگر آپ نے کچہہ تحریر نہ کیا اور کیا لکہا تہا جس سے
میری خفگی سمجہی گئی بہلا مین آپ سے کیا خفا ہون گا میرے
آپ کے تو خواجہ تاشی اور سادات کی ملاقات ہے یہہ آپ کی
خوبیان ہین کہ آپ بڑہا کر خطاب کرتے ہین قطع نظر اس کے نہ مین
قاضی ہون نہ محتسب نہ ہین کہ لوگون کے افعال کا نگران رہون
زاہد ہون نہ پارسا ہون کہ اپنے خلاف وضع والون سے نفرت
کرون میرا تو وہ حال ہے **فرد**

گبر نفرت کرے آگاہ اگر حال سے ہو
شرم آتی ہے جو کہتے ہین مسلمان مجھکو

معہذا مین کوئی کشیخ نہین مقتدا نہین کہ مجھہ سے اور میرے احباب سے
دینی ملاقات ہو مجھہ سے اور ابناے زمانہ سے دنیوی ملاقات ہے
پہر مذہبی بحث اور تکرار کیون کرون عیسی بدین خود موسی بدین خود
مین تو ایک رند وضع ہفتاد و دو ملّت سے ملنے والا آدمی ہون ہر
مذہب والے میرے دوست ہین سب سے بجنتا پہرون تو ملاقاتین
کاہے کو نہین سید احمد خان صاحب بہادر کی خدمت مین جو
کچھہ لکہا وہ اون کے سوال کا جواب تہا مولوی مہدی علی صاحب سے
دل لگی اسی ڈہنگ سے ہوتی ہے وہ مذاق تحریر سے آشنا ہین
اوسکی قدر کرتے ہین ورنہ اور کس سے مجھہ سے بحث اور تکرار
ہوتی ہے ہرچند مین آپ کے جواب مین یہہ لکھہ سکتا ہون کہ
جنکی طرف تقدس اور اجتہاد کا ظن ہے اگر اونہون نے بہی
اُن کے ساتہہ کہایا ہوگا جنکے ساتہہ کہانا جایز نہین تو
البتہ آپ نے بہی اون کے خلاف نہین کیا اور مطاعن آپ پر
بیجا ہین اور اگر آپ نے بہی چندہ اوس شرط سے دیا ہوگا جسپر
یہہ مثل صادق آتی ہے کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچے گی

تو جو نیت امام کی وہ نیت آپ کی بہی ہوئی اور ممبری اِکردینیات مین
گفتگو کرنے کا موقع حاصل کرنے کے لئے ہے تو دیکہا جائیگا کہ کیسے کیسے
مبلحثے چہپے اور کیا کیا اصلاحین عقاید مین ہوئین اور یہہ بہی
کہہ سکتا ہون کہ ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہونے کی یہہ برکت توسعًا
ظاہر ہوئی کہ مسلمانون مین شامل ہونے کو بہات دیگر ذات مین
داخل ہونا اور اجتہاد کو تعصّب فرمایا جاتا ہے مصرعہ کارِ کُلّی
ہنوز در رفتار است * اور یہہ بہی پوچہہ سکتا ہون کہ جن ممنوعات
اور مذمومات کا اثر لازمی ہو اون مین اور اون ممنوعات اور
مذمومات مین جنکا عمل متعدّی ہو کچہہ فرق ہے یا نہین اور دونو کا
ارتکاب کیا ایک سا ہے اور جن مسایل مین مباحثے کی یہہ نوبت
پہنچی ہو کہ طرفین سے رسالے اور کتابین تصنیف ہوئی ہون وہ
ایسے سہل سمجہے جا سکتے ہین کہ اون کو فروعات اور زوائد تصوّر
کرکے اختیار کرلے لیکن مجہے کیا ضرور ہے کہ مین بحث کرون
کیا واجبات سے ہے کہ مثل مولوی مہدی علی صاحب کے جو
دوست میرا ڈپٹی کلکٹر ہو جاوے اوس سے مجہسے مباحثہ ہو اگر
اون کا حوصلہ اور اون کا ظرف اونہین کے حصّے مین ہے دوسرا
اون کا ہم پلّہ نہین ہو سکتا مین نے عمومًا یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ

احباب سے سوائے دنیوی امور کے تحریر و تقریر کے دینی گفتگو
نہ کرون گا پس آپ سے بھی اسی کا متر صد ہون کہ سوائے محبّت
اور اتحاد کی باتون کے روشنی اور تاریکی کا جھگڑا تحریر مین نہوا کرے
مولوی مہدی علی صاحب بالفعل یہان تشریف لائے تھے
محبّت قدیم کی اقتضا سے فقیر کے تکیے پر بھی رونق افزا ہوئے
اونھون نے کیا معقول بات کہی کہ محبّت اپنی جگہہ ہے اور مذہب
اپنی جگہہ یہہ کیا ضرور ہے کہ عقاید مین اختلاف ہو تو محبت مین بھی
فرق آئے مجھہ سے آپ سے جو محبّت تھی وہ ہے اور انشاء اللّٰہ
رہیگی امید ہے کہ آپ کی جانب سے بھی ایسا ہی وقوع مین آئے
صدر امین صاحب سے آپ نے میرے خط کا ذکر کیا ہو گا تو اونھون نے
سن لیا ہو گا وہ تو صوفی صافی ہین اونہین ان جھگڑون سے
کیا مطلب مشہور ہے کہ الصوفی لا مذہب لہ۔

منشی اکرام حسین صاحب کے نام

مخدومی اپنے خیال کا شکر ادا کرون کہ کس قلب جگہہ مین گیا
یعنی آپ کے دل تک پہنچا یا آپ کا احسان مانون کہ کیا ہوئے
ہوئے کو یاد کیا یعنی مجھے خط لکھا۔ فقیر ہون فقیرانہ طرز پر لون

ہر ایک کا دعا گو رہون الٰہی اوس کا ایسا نقشہ جمے کہ ہمیشہ
ذہین رہے آپ کے حافظے کو وہ قوت ہو کہ پھر سہو اوس پر
غلبہ نہ کرے نواب سید احمد خان صاحب سے تو مجھہ سے
ملاقات نہین سردار بہادر سے البتہ ارتباط اور بے تکلفی ہے
اُن کے نام کا خط بھیجتا ہون خدا اثر دے تا ملاقات اگر نصف الملاقات
سے ہاتھہ نہ اوٹھائے تو مین اوسے بھی ملاقات ہی سمجھون گا۔

مولوی عبدالقیوم خان صاحب بہادر صدر الصدور آگرہ کے نام

یارب چہ آفت است درخت امید را
امسال ہم شگوفہ فشاند و ثمر نشد

آپ جانتے ہین کہ عاشقون کے امید کے درخت کا کیا حال ہے
یہہ بیچارے اوسے دل کی زمین مین بوتے ہین اور جگر کے
ٹکڑون سے اوسکا تھالا باندہتے ہین اور آنکھون کے پانی سے
سینچتے ہین ابتدا اوسکی اس بہار کی ہوتی ہے کہ بوتے ہی بڑہنا
آغاز ہوتا ہے لمحون مین بڑہ کر طوبیٰ کا ہمسر ہو جاتا ہے شاخین
ایسی پھیلتی ہین کہ تمام ساحت تمنا کو اوس کا سایہ گھیر لیتا ہے

پہر جو پہولنا شروع کرتا ہے تو پہولون سے لدجاتا ہے پہول ایسے رنگین اور خوشنما اور خوشبو ہوتے ہین کہ انسان اوس کے رنگ روپ بو باس سے مست رہتا ہے اوس کے بونے والے اپنے درخت کی یہہ کیفیت دیکہکر پہولے نہین سماتے اور اپنے دامن کو اوس کے پہولون سے بہرا ہوا تصور کرتے ہین مگر انتہا ہے پہلنے کی نوبت نہین آتی یہہ معمول ہے کہ جہان وہ درخت اپنی مراد کو پہنچا تا کہان پاس کی ایک آندہی چلتی ہے تمام پہول مرجہاکر بلکہ پتے تک زرد اور خشک ہوکر گرجاتے ہین اور بونے والے حسرت کی نگاہون سے دیکہتے ہین اور اپنی محنت برباد ہونے پر خاک اوڑاتے ہین یہہ تمہید میرے حال کی تمثیل ہے اٹہارہوین لشکر کے مظفر نگر پہنچنے کی خبر سے کیسے کیسے خیالات بندہتے تہے یہان ہردوار پہنچتے ہی کیا کا کیا ہوگیا تیرہوین کو یہان پہنچے چودہوین کو پیش خیمہ اور دفتر آگے روانہ ہونے کے بعد جو بارش ہوئی تو پندرہوین کے کوچ کو اوس نے موقوف کرادیا یہان تک بہی صبر تہا ایک دن بڑہنے سے امید نہ گہٹی تہی لیکن ابر کا سیکوہے مصیبت زدون کا بخت سیاہ ہے کہ رنگ ہی نہین بدلتا بارش باران کیون کہئے عاشقون کا رونا ہے کہ کسی ڈہب سے

موقوف ہی نہین ہوتا اسوقت تک کہ سولہوین کی صبح ہے مینہہ کا تار نہین ٹوٹتا مجبوری کو آج یہہ حکم ہوا کہ جب تک بادل نہ ہٹے لشکر بہی یہان سے نہ ٹلے عجب کیفیت ہے جو لوگ پیش خیمہ اور دفترخانے کے ساتہہ رڑکی پہنچ گئے وہ وہین پڑے ہین یہہ نہین سکتے ہین اور جو لشکر مین باقی ہین وہ یہین گہرے ہین بڑہ نہین سکتے آسمان کا یہہ رنگ ہے کہ دو چار دن مین بہی کہلا تو سمجہون گا کہ آج کہلا خدا جانے کب یہان سے کوچ کی نوبت آئے اور کب مظفر نگر پہنچون اور کب علیگڈہ کو روانہ ہون اس صورت مین کیا توقع ہے کہ آپ سے علیگڈہ مین یکجائی نصیب ہو افسوس میرے درخت امید کے ساتہہ اس پانی نے آگ کا کام کیا میری مراد کے چاند کو اس ابر نے بالکل چہپا لیا اس کے بعد اور جو کچہہ گذرے گی گذارش کرون گا ہاتہہ کے زخمون کا کیا حال کہون گویا دل کے زخم ہین کہ کسی طرح اچہے نہین ہوتے جہان کچہہ خشکی پر آئے پہر ہرے ہو گئے۔

مصرعہ زخم من بہ شدنی نیست زندہ ہے کسے ✣

حافظ تفضّل حسین صاحب سررشتہ دار کلکٹری

بستی کے خط کا جواب

مخدوم میرے   مین نے جو زیست کو مشبہ یہ لکھا تھا اوسکی
وجہ تشبیہہ بہی سُن لیجے مرض مین کیا ہوتا ہے اخلاط کے فاسد
ہونے سے مواد پیدا ہو کر مزاج کو اپنی حالت اصلی سے متغیر
کر دیتا ہے اور جب یہہ صورت ہوتی ہے طبیب آکر مریض کو
دیکہتا ہے اور شفاخانے مین رہنا تجویز کرتا ہے نسخہ لکھتا ہے
دوا اور پرہیز بتا دیتا ہے اگر مریض نے شفاخانے مین رہنے کے
جبر کو اختیار کیا اور دوا کی تلخی اور بدمزگی گوارا کی پرہیز کا
التزام کیا مرض کی تکلیف کم ہوئی اور آخر کو اوس سے نجات پائی
شفاء کامل حاصل ہوئی نہا دہو کر اوٹہہ کہڑا ہوا تبدیل آب و ہوا
اور تفریح کے لئے کسی اچھے مقام مین جانے کی کسی عمدہ
باغ اور مکان مین رہنے کی اجازت ہوئی تقویت مزاج کیواسطے
مقوّی غذائین کہانے کو ملین ساری کلفت راحت سے
بدل گئی اور اگر مریض نے ایسا نہ کیا شفاخانے سے نکل بہاگا
طبیب کی بات اِس کان سے سُنی اوس کان سے اُڑا دی
نسخہ طاق پر رکہدیا دوا کا نام نہ لیا بد پرہیزی پر کمر باندھی

اور اگر کہین یہہ غضب کیا کہ کسی بہولے بہالے جاہل الفربہ
خواہ مخواہ مرد آدمی کے دام تزویر مین پہنس گیا جو طبابت کے
نام سے خاک نجانتا ہو چند دوا اون کے نام وہ بہی غلط یاد
کر کے مطب کی دُکان کہول بیٹہا ہو لوگون کے روبرو
گلا پہلا پہلا کر تعلّی کی باتین کرتا ہو اپنے کو شیخ کا بہی اوستاد
بتاتا ہو اوسے طبیب حاذق سمجہا اور اوس نے جو کافور کو
حار اور زنجبیل کو بارد ہلیلہ کو قابض برگ انار کو مسہل بتایا
تو اوس پر ایمان لایا اور اگر اوس نے کہا کہ شیخ کی سمجہہ نے
قانون مین بڑی غلطی کی سدیدی اور نفیسی مین تمام لغو باتین
بہری ہین شرح اسباب کے ٹہینٹہہ معنی جو مین سمجہا ہون کوئی
آجتک سمجہا ہی نہ تہا تو آمنّا او صدّقنا کہا بخار کی شدّت مین
اوس نے شوربا مرغن پلایا تو بے تامل پی لیا اور درد شکم مین
اوس نے مرغ کا کباب کہلایا تو آنکہہ بند کر کے کہا لیا ایسے مریض
کے لئے البتہ بڑا محل تردد ہے تب عارضی مرض ہو کر دق کے
مرتبے کو پہنچے درد سر سے سرسام ہو جاے سوء ہضم سے
ہیضہ کی نوبت آے تو بہی کم ہے اور ایسی صورت مین طبیب
مہربان جب یہہ حالات اوسکی بے اعتدالی اور بے احتیاطی کی

سُنے گا تو ظاہر ہے کہ کیا کرے گا قدح کے قدح املتاس پلائیگا
فاقے کرائے گا غذا بہی دیگا تو مونگ کی اوبالی دال پانی کی
جگہہ عرق پینے کو بتاے گا فصد کہولے گا پچہنے لگائیگا سخت سخت
نگہبان مقرر کرے گا غرض بُری بُری گت بنائے گا انسان زندگی
اور اوس کے حالات اور انجام کو ان کوایف سے مطابق کیجے
عناصر اربعہ کے جمع ہونے سے جسم پیدا ہوا اور اوس نے روح
کے مزاج لطیف کو متغیّر کر دیا اور ہوا و حرص طمع اور نخوت وغیرہ
امراض لاحق ہوے جب یہہ ظاہر ہوا انبیاء مرسل جو اطباء
باطنی ہین آے اور اونہون نے شرع کا شفاخانہ بناکے
اوس کے اندر رہنے کو بتایا احکام الہی کے نسخے دیدیے
او امر کی دوا اسناہی کے پرہیز بتادے اگر اوسپر عمل کیا گیا
تو مصائب دنیا کی تکلیف کم معلوم ہوئی اور آخر کار مرض
زیست سے نجات ملی غسل میّت غسل صحت ہوا تبدیل آب وہوا کو
اوس عالم مین کہ یہان سے بدرجہا بہتر ہے انتقال کیا بہشت
رہنے کو وہان کی نعمتین کہانے کو ملین اور اگر انبیا علیہم السلام کا
کہنا نہ مانا شرع کے شفاخانے سے باہر نکل کہڑا ہوا احکام الہی کے
نسخون کو طاق نسیان پر رکہدیا او امر کی دوا کو تلخ ہے کہکر

چہوڑ دیا مناہی کے پرہیز کو اختیار نہ کیا اور جو کوئی بہکانیوالا ملا
تو بہک گیا سب کی طرف سے مُنہہ موڑ لیا جو اوس نے کہا
اوسی کو آیتہ وحدیث سمجہا خورو نوش مین حلت وحرمت کی تمیز
چہوڑ دی اگلون کو بے وقوف اور اوسی کو تمام دنیا سے زیادہ
عقلمند سمجہنے لگا تو ایسے شخص کے لئے البتہ بقول آپ کے اِس
مرض حیات کے زایل ہونے کے بعد اور بڑے بڑے لاعلاج
مرضون کے لاحق ہونے کا خوف ہے یعنی مرنے کے بعد قبر کی
سختیون اور دوزخ کے عذابون کا اندیشہ اب آپ ہی فرمائے
کہ زندگی مرض اور دنیا دار المرضا نہین ہے تو کیا ہے اور یہہ
جو آپ نے لکہا ہے کہ فنا فی اللہ والرسول تک خیریت ہے
مصرعہ این حکایت را بیانے دیگر است ٭ یہان یہہ موٹی
باتین تو سمجہہ مین آتی ہی نہین اون غوامض کا سُننے والا اور
سمجہنے والا کہان سے آئے خدا سب مسلمانون کو فہم درست
عقل سلیم دیدۂ بینا ہمّت اور استقلال سلف صالحین کی
پیروی کی توفیق عطا کرے اور فتنۂ آخر زمان سے بچائے۔

کنور لطف علی خانصاحب کے نام

لراقمہ

خبر از بیخبر نمیگیری ✤ سخت بیمہر و بیوفا شدہ

اگر آپ بیخبر کے حال سے بیخبر نہ ہوجاتے اور کبھی اوس کے مرنے جینے کی خبر لیتے تو اوسے بھی اپنی کوتاہ قلمی کی معذرت مین کچھہ مضامین تراشنے پڑتے اس ایک خبر نہ لینے نے بالکل جھگڑے چکا دیئے ✤ قصہ کوتہ کرد ورنہ دردسر بسیار بود ✤ واقعی خبردار ہونا تمام تکلیفون کی جڑ ہے اور بیخبر ہوجانا ساری آسایشون کا باعث لراقمہ آگہی سیدار وا ینجا صد بلا اندر قفا ✤ خویشتن را بیخبر از خویش غافل داشتم ✤ اور یہہ تو ظاہر ہے کہ عالم اسباب مین ہر امر کے واسطے کچھہ نہ کچھہ سبب ہوا کرتا ہے اُدہر کی بے اعتنائی کے لئے عیش و عشرت کے مشاغل سبب ہوے ہون گے ادہر سے بیخبری کے واسطے یک سر و ہزار سودا یک دل و ہزار درد ہونا سبب ہوا اس تمہید سے یہہ غرض نہین ہے کہ شکوہ اور شکایت کے دفتر کہولون بیخبر کا جھگڑا اپنے سر لون مجھے اوس دیوانہ کے معاملات سے کیا کام ہے

بلکہ یہہ مقصد ہے کہ آپ کو اپنی طرف متوجہ کرکے کچھہ مطلب کی
کہون ذرا عنایت فرماکر اوسے سُن لیجے سال گذشتہ اکبرآباد مین
جن صاحب کے پاس آپ کی گاڑی مستعار رہتی تھی وہی صاحب
اس دفعہ پھر اوسی لُطف کے خواستگار ہین اگر آپ اس تکلیف کو
گوارا اور میری استدعا کو پذیرا فرمائین تو جواب باصواب سے
ممنون کرین تاکہ مین بھی مطمئن ہون اور صاحب موصوف کے
حضور مین اطلاع کرکے اونہین بھی مطمئن کرون اور اس ضمن مین
اپنے خیریت مزاج سے بھی آگاہ کیجے تو یہہ دوسرا احسان ہو۔

منشی مہربان علی صاحب کے خط کا جواب

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھہ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

ستم کا شکوہ نہین کرتا کہ دوست سے گلہ میرا مذہب نہین کرم کی
خواہش نہین ہوتی کہ محبت مین حکومت میرا مشرب نہین ایک
فقیر صابر و شاکر ہون بھول جانے پر صبر یاد کرنے پر شکر کرنیکے
سوا جانتا ہی نہین کہ شکایت کسے کہتے ہین اگر عمر بھر مین ایک بار بھی
کوئی محبّت سے مجھے یاد کرے تو مین ساری عمر اوس کے احسانکو

نہین بہولتا پہر آپ تو اکثر عنایت فرماتے ہین آپ کا شکر کیونکر نکرون
تحریر کا اتفاق مجہے بہی آپ کی خدمت مین کم ہوتا ہے۔ ضرور تہا
کہ اوسکی معذرت کرتا مگر میرے تخلص نے اوس سے مستغنی کردیا ہے
جس بیخبر کو اپنی خبر نہو بہلا وہ دوسرے کی خبر کیا لے ہم سے
بیخود کسی کے پکارنے سے ہان ہون بولا وہین تو بہی غنیمت ہے
الحمدللہ کہ آپ نے عوارض سے صحت پائی بیماری زکوۃ صحت ہے
اور زکوۃ ادا ہونے مین ترقی دولت آپکے لئے انشاء اللہ
ایسا ہی ہوگا میرے مزاج کو آپ کیا پوچہتے ہین **شعر** خزان
کہتے ہین کس کو فصل گل کیا کوئی موسم ہو + وہی ہم ہین قفس ہے
اور ماتم بال و پر کا ہے + زندگی کے دن بسر کرتے ہین وہ
بسر کر رہا ہون اور یہہ سمجہتا ہون **مصرعہ** چون میگذرد عمر چہ شیرین
و چہ تلخ + آخر شعبان سے اوسط شوال تک مین بہی عوارض
شتے مین مبتلا رہا اندنون اچہا ہون مجہے آپ کے دہلی تشریف
لانے کی توقع نہ تہی یہہ جانتا تہا کہ بے سبب اور بلا ضرورت
تکلیف سفر کیون گوارا فرمائین گے خصوصًا اس جاڑے پالے مین
اب آپ کی تحریر سے توقع ہوئی اور توقع کے ساتہہ مسرت مین
غالبًا اٹھارہوین اونیسوین کو دہلی پہنچ جاؤن۔

ناظر عبد الرحیم خان صاحب کے خط کا جواب

روحی فداک

مہاراجہ بنارس کی سرکار مین دیوانی کا عہدہ خالی ہونے پر جو آپ نے مجھے اپنے لئے تحریک کرنے کو لکھا ہے آپکی دلی اور قدیمی محبّت کا اقتضا ہے مگر یہہ خیال کیجے کہ اگر مجھے نوکری ہی کرنی ہوتی تو اپنے عہدہ سے کیون جدا ہوتا کون نکالے دیتا تہا پہر جنت مکان نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور کے بُلانے پر وہان کیون نہ جاتا کہ پنشن لینے کے بعد دو دفعہ باصرار طلب فرمایا تہا بندگان ذیشان نواب لفٹنٹ گورنر بہادر حال کی پہلی ملاذمت مین اِس استفسار پر کہ بیکار رہنے سے جی تو نہین گہبراتا کیون عرض کرتا کہ نہین آزادی اور آسائش پسند ہے جواب اِسکے واسطے تحریک کی تدبیر کرون سوا اس کے یہہ بہی تو سوچیے کہ کس کے لئے نوکری کی خواہش ہو جنکے واسطے یہہ سب کچہہ کرتا تہا وہ تنہا چہوڑکر چلے گئے گہر ویران کرکے قبرستان آباد کیا اب یہہ کیفیت ہے

شعر

دمساز ہے کوئی نہ کوئی غمگسار ہے + مرنیکو ہم ہین رونیکو شمعِ مزار ہے

یون تو حرص و ہوس کے آگے سلطنت بہی کافی نہین ورنہ جو کچہہ وظیفہ سرکار سے ملتا ہے آسایش سے زندگی کی میعاد کاٹنے کو بہت ہے ابتو اپنا عمل اسپر ہے

دو قرص نان گر از گندم است وراز جو
دوتای جامہ گر از کہنہ است وراز تو
بچار گوشۂ دیوار خود بخاطر جمع
کہ کس نگوید ازین جای خیز و آنجا رو
ہزار بار نکوتر بنزد ابن یمین
ز فر مملکت کیقباد و کیخسرو

مرزا سراج احمد صاحب کے نام

عزیز میرے مین حیران ہون کہ تم مجہے کیا سمجہتے ہو مین تمہارے بزرگون کا دوست نہین ہون یا مجہہ مین پاس وضع نہین ہے یا مین تمکو اپنا عزیز نہین جانتا یا مجہے تم سے محبت نہین ہے جو اپنے معاملہ مین میرے اور احباب سے سفارش لکہواتے ہو تمہاری نسبت اور لوگ گو وہ بہی مخصوصین احباب سے ہون مجہسے سفارش کرین تو یہہ ایسا ہے جیسے کوئی گل سے رنگ و بو کی شمع سے روشنی کی شراب سے نشہ کی کباب سے ذائقہ کی آگ سے گرمی کی برف سے خُنکی کی حرف سے عدد کی لفظ سے معنی کی سفارش کرے کیا تم سے مجہے مغایرت ہے

مین اور تمہارے مطلب کی روا ئی نہ چاہون یہہ وہ بات ہے کہ کوئی اپنی آنکھہ کے لئے روشنی دماغ کے لئے قوّت قلب کے لئے فرحت جان کے لئے دوام عیش کیلئے قیام نہ چاہے لیکن یہہ البتہ حیرت ہے کہ تم ایک ایسے امر کے درپے ہو جس کا ظہور قدرت سے ہو تو ہو عادت سے تو بعید معلوم ہوتا ہے محال کا امکان ایسا ہی دُور از عقل ہے جیسے امکان کا محال اگر تم مرجع کار ہوتے اور مین صاحب مطلب تو یقین ہے کہ تم مجھہ سے زیادہ مبتلاے تحیّر رہتے مین نے اسیر تہی جو کوششین کین اور جو جو صورتین نکالین تم سے مخفی نہین ہین بعد اس کے بہی جہانتک ہوسکے گا دریغ نہ کرون گا آیندہ ماشاء اللہ کان۔

خواجہ علی احمد صاحب احراری سکرٹری انجمن اسلامیہ دہلی کے خط کا جواب

فرد ہرکسے را بہر کارے ساختند * میل آن را در دلش انداختند

مخدوم کا شکر بجا لاتا ہون کہ اونہون نے مجھے انجمن اسلامیہ دہلی کے ممبرون مین شامل کرنے کے لایق سمجھا اس اعزاز پر مجھے ناز ہے بعد اوس کے یہہ معذرت کرتا ہون کہ مین اس کام کا آدمی نہین ایک دنیا دار فقیر مزاج ہون اتنے تعلّقات پر بے تعلقانہ اور ایسے عہدہ پر آزادانہ دنیا کو بسر کر رہا ہون مجھے ان باتون کا دل و دماغ ہوتا تو کوئی سرکاری کمیٹی میری ممبری سے خالی نہوتی مگر کبھی آپ نے نہ سُنا ہوگا کہ مین بھی اس شمار مین آیا بد دماغ نہین بے دماغ ہون ایسی شہرت پر کچھہ وجود نہین رکھتا عنقا کا ہم سراغ ہون اس عزّت افزائی سے معاف کیا جاؤن تو عنایت ہے

کنور لطف علیخان صاحب کے نام

فرد کچھہ تو فرماؤ کہ اُمید ہے * وعدۂ روز قیامت ہی سہی

آج دسوان یا گیارہوان دن ہے کہ آپ کی خدمت مین ایک نیاز نامہ روانہ کیا تھا اور جواب جلدی عنایت کرنے کی خواہش کی تھی اب تک اوس کی آمد کے انتظار مین آنکھین دروازے کو لگی ہین اور نامہ آور گویا میرے خیال کا ہمزاد ہے

کہ جس طرح یہہ وہان نہین آتا وہ یہان نہین آتا۔ صرف تکلیف انتظار ہی نہین بلکہ کسی سے ندامت بہی کہینچ رہا ہون اِس سے نجات دیجے تو بڑی عنایت ہے۔

محسن الدولہ محسن الملک نواب مہدیعلیخان بہادر منیر نواز جنگ کے نام

مخدوم میرے ذہین اور فہیم جو اپنی عقل اور ادراک کی ہمیشہ تصحیح کیا کرتے ہین اوس کا عمدہ نتیجہ ایک یہہ بہی ہے کہ حدوث حادثات کے وقت حقیقت کار زیر نظر ہو طبیعت جادہ استقامت اور استقلال سے نہ ہٹے ہرچند بشریت اوسے مغلوب کرنا چاہے مگر وہ غالب ہی رہے مجھے یقین ہے کہ آپ بہی اس واقعہ عظمی یعنی اپنی خواہر عزیزہ کے انتقال مین اوسی نتیجہ کو کام مین لائین گے اور مغلوب نہ ہو جائین گے اگرچہ بہت غم افزا صدمہ ہوا لیکن چارہ کیا ہے جب یہان کی یہی رسم و راہ ہے۔

فرد

کس پیش رود کسی بدنبال
آخر ہمہ راہمین بود حال

ایک دوست کے خط کا جواب

تمہارے خط کے آگے خط خوبان خط باطل ہے
یہہ کوئی نقش ہے تسخیر کا یا سحر بابل ہے

کتنا یتاً یہہ کیون کہون کہ بلبل نے برگ گل مخمور نے جام مل پروانے نے
چراغ میکش نے ایاغ مردے نے مسیحا دردو نے دوا رنجور نے طبیب
مہجور نے حبیب نہال نے ثمر شام نے سحر زخم نے مرہم تشنہ نے یم
تمنا نے مراد مظلوم نے داد آرزو نے اُمید صبح نے خورشید
ناکام نے کام امیدوار نے انعام پایا صراحتاً کیون نہ کہون کہ
تمہارا خط میرے پاس آیا قاصد کو آتے ہوے دیکھہ کر خیال ہوا
کہ ساقی معہ چنگ و رباب آتا ہے کاغذ کا تھیلہ گلے مین دیکھنے سے
سمجھا ظالم بغل مین چھپاے ہوے مینای شراب لاتا ہے
خط کے ہاتھہ مین آتے ہی تصور کیا دامن دلدار ہاتھہ مین ہے
خوشبو جو دماغ مین سمائی معلوم ہوا نافہٴ تاتار ہاتھہ مین ہے
لفافے کو جب وا کیا باب مدعا کھل گیا نامہ کی سفیدی پر نظر پڑی
تو جی نے کہا شب تاریک فراق کی صبح کا نور ہے اوسکی سیاہی پر
نگاہ گئی تو دل بولا شب وصل کی شام کا ظہور ہے حرفون کے

دوائرنے دورِ جام کا کام کیا بادۂ مضامین نے ہوش کا کام ہی
تمام کیا ہوش تو گئے ہے مگر اپنے کو سبھال کر یہہ کہتا ہون کہ
مجھے تمھاری جانب سے آنے کے وعدہ وفا نہ ہونے کی شکایت
نہین ہان قلّت ملاقات کی حسرت ہی دیکھیے پھر وہان کا آب و دانہ
کب کشش کرے اور یہہ خارِ خارِ حرمان کب دل سے نکلے
غزل کو پھر دیکھا وہ لطف اوٹھایا کہ گویا غزالِ رمیدہ دوبارہ
دام مین آیا قندِ مکرر شرابِ دوآتشہ جو کچھہ کہون کم ہے طبیعت پر
اوسکی کیفیت کا یہہ عالم ہے آرزو ہے کہ آیندہ بہی باہم رسم
نامہ نگاری رہی جب تک ملاقات نصیب نہ ہو یہہ طریقۂ لطف
ملاقات کا جاری رہے۔

حافظ اکبر حسین صاحب کے خط کا جواب

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست ✣ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند
مشفق من سُنئے علم تصوّف احق اور ادق اور انفس علوم ہے
اس کے ہر مسئلہ پر عبور اوسی کو ہوتا ہے جو ایک عمر مرشد کامل
کی نعلین برداری مین صرف کرے آپ نے جو فقیر کے اس فقرہ پر
کہ توجہ اپنی طرف مصروف کرنے کو اظہار عقیدت ضرور ہے

یہہ اعتراض فرمایا کہ خلوص عقیدت چاہئے نہ اظہار عقیدت بقول
مولانا روم علیہ الرحمہ فرد

پیش ظاہر بین ادب بر ظاہر است ✠ پیش باطن بین ادب بر باطن است

اِس کے جواب مین اول تو یہہ آپ سے پوچھنا ضرور ہے کہ
یہہ شعر جس مین قافیہ تک نہین کس دلیل سے آپ کے نزدیک
مولانا معنوی کا ہے مجھے تو یقین نہین آتا کہ اون کا ہو
دوسرے عقیدت اور ادب کے فرق کو بیان کرون تاکہ
آپ سمجھین کہ وہ دو چیزین ہین اور ہر ایک کی صفت علیحدہ ہے
پھر اِس بحث کو لکھون کہ یہہ عالم ظہور جمیع صفات وشیون کا مظہر ہے
نہ بعض کا اگر بعض کا ہوتا تو ظہور مین نقصان لازم اتا جس سے
ذات باری پاک اور مبرا ہے اور جب تمامی صفات کا مظہر ٹھہرا
تو جیسے ہو الظاہر کا ہے ضرور ہوا کہ ویسے ہی ہو الباطن کا بھی ہو
چنانچہ ہے اور اوسی کا یہہ مقتضا ہے کہ اِس عالم مین
ہر شے کے واسطے ایک باطن ہے اور ایک ظاہر اور بعد
اوس کے اوسکی دلیلین اور مثالین لکھون اتنی نہ مجھے
فرصت نہ دماغ نہ مین زیب مسند ارشاد کہ دقایق تصوّف کی
تعلیم مجھپر لازم ہو مین ایک رند خراباتی مجھ سے اِن باتون سے

کیا علاقہ - مگر ہان جب کوئی اعتراض کرتا ہے تو سنی سنائی باتین جو
کان مین پڑی ہین اون سے جواب دیدیتا ہون اسوقت بہی صرف
رفع اعتراض کے لئے عقیدت اور توجہ کا حال بیان کرتا ہون
ان دونون کے واسطے بہی ایک عالم باطن کا ہے اور ایک ظاہر کا
عقیدت کا باطن کیا ہے خلوص اور وثوق اور اوس کا ظاہر کیا ہے
اظہار بالافعال جو جاذب توجہ ہے نہ باللسان جو بقول آپ کے
بہت آسان ہے اور توجہ کا باطن کیا ہے تعلق بالقلب اور اوسکا
ظاہر کیا ہے ترتب اثار اور یہہ دونو عالم اون دونو کے ساتہہ
دست وگریبان ہین عقیدت کے ساتہہ خلوص اور وثوق نہ ہو
تو وہ نسبت ہی قایم نہو جو معتقد او رمعتقد علیہ مین چاہئے اور
اگر اظہار بالافعال نہو تو معتقد علیہ کو معتقد کیطرف توجہ پیدا نہو
اور توجہ کے ساتھہ اگر تعلق بالقلب نہو تو کبہی اوسکو دوام
اور قیام نہو اور اگر اوس کے آثار مترتب نہ ہون تو متوجہہ
الیہ کو کچہہ فائدہ نہ بخشے اب اوسکی ایک ایسی سہل مثال دون
کہ وہ اس دقیق مسئلہ کی شرح ہو جائے اور ہر ایک سامع کی
سمجہہ مین آئے بچّے کو جو عقیدہ ما کے ساتہہ ہوتا ہے کہ یہہ میری
پرورش کرنے والی اور چاہنے والی ہے اگر اوس عقیدہ کو

خلوص اور شوق نہ ہو تو کبھی اوس کو ما کے ساتھہ وہ نسبت ہی قایم نہو جو بچے کو ما کے ساتھہ ہوتی ہے پھر تو ما اور اور عورتین اوس کے نزدیک ایک سی ہون اور اگر بچہ ما کے ساتھہ اوسکا اظہار بالافعال نہ کرے یعنی اوسکے گود مین لینے سے تسکین پائے اوس سے جدا ہونے مین رونے نہ لگے دودہ نہ مانگے بغیر اوسکے ساتھہ کے سوئے بیچین رہے تو ما کو اوسکی طرف توجہ نہو بلکہ فارغ البال ہوجاے کیا نہین دیکھا ہے کہ بعض وقت جو بچہ ما کی طرف سے غافل ہوکر اپنے ہان ہون مین مشغول ہوتا ہے تو ما بھی اوسے چھوڑکر اور کام کرنے لگتی ہے اور جہان بچہ رویا اور ما کے کان مین اوسکی آواز گئی وہین وہ سب کام چھوڑکر اوس کے پاس چلی آتی ہے اور اوسے گود مین اوٹھا لیتی ہے پہہ کیا ہے وہی باوجود عقیدت اور توجہ موجود ہونے کے اوس کے عدم اظہار سے توجہ کو اپنی جانب سے مستغنی کردینا اور اوس کے اظہار بالافعال سے توجہ کو اپنی طرف مصروف کرلینا اور ما کو جو توجہ بچہ کی طرف ہوتی ہے وہ تعلق قلب کے وجہ سے ہے اگر تعلق نہو تو وہ کیون اپنے کو اوسکی پرورش مین دنیا سے کہو دے اور اگر اوس کے آثار مترتب نہون یعنی

نہ بچے کو پلائے نہ کہلائے نہ سُلائے نہ گودمین لے نہ لیکر کہڑی کہڑی راتون کو ٹہلے نہ نہلائے نہ دُھلائے تو بچے کو اوسکی توجہ کا کیا فایدہ پہُنچے اب فرمائیے اعتراض آپ کا صحیح ہے مصرعہ علم تحقیق اندکیست دقیق * بہرحال مین نے جیسا یہہ فقرہ دل لگی سے لکہا تہا کہ بے یاد دلائے فقیر دنیادار کی یاد مین رہا کرین تو فقیر کی خرابی ہے ویسہی دوسرا فقرہ اظہار عقیدت کا بہی دل لگی سے تہا اور اگر اوس سے کچہہ غرض تہی تو صرف اسقدر کہ آپ اپنی حالتون سے مطلع کرتے رہین اور یہہ خواہش میری اسوجہ سے ہے کہ آپ کے ساتہہ مجہے ایک محبت ہے اور محبت جس سے ہوتی ہے اوس کے حال دریافت کرنے کو جی چاہا کرتا ہے نہ یہہ کہ مجہے درویشی کا دعویٰ ہو اور آپ سے درحقیقت عقیدت کا طالب ہون اور یہہ چاہتا ہون کہ آپ دل سے خلوص رکہین اور زبان سے چناچنین کرین میری درویشی تو میرے افعال سے ظاہر ہے اور مین جو آپنے کو فقیر کہا اور لکہا کرتا ہون وہ نہ اس راہ سے کہ مین درویش ہون بلکہ اس راہ سے کہ اللہ غنی وانتم الفقرا حضرت شاہ صاحب سے مجہہ سے کیا نسبت وہ ایک کامل درویش ہین ایک پکّا دنیادار۔

مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ÷ خیر اس جہگڑے سے اپنی غرض حاصل ہو گئی کہ آپ نے اپنی ساری کیفیت لکہہ بہیجی دعا کرتا رہتا ہون کہ خدا آپ کو کامیاب کرے محبت سے جو دعا کیجاے وہ قبول ہوتی ہے گو گنہگار ہی کی ہو کیا عجب ہے کہ میری دعا بھی قبول ہو۔

قاضی نجم الدین صاحب کے نام

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال ÷ ہر جگہہ اس کی اک نئی ہے چال یہہ بہی نیرنگی محبت ہے کہ سب تو مجہے خط لکہین میرا حال پوچہین میری مفارقت کے رنج کا اظہار کرین اور جنکی محبت پر مجہے دعوی ہو ناز ہو بہروسہ ہو تکیہ ہو وہ نہ کبہی دو کلمہ لکہین نہ یہہ پوچہین کہ کیسے ہو اور کیونکر گذرتی ہے نہ کچہہ خبر ہون کہ کون تہا اور کدہر چلا گیا بیخبری مین کمال ہو میر اخلص اونکا حال ہو مجہے اس وقت تک تو اسکا انتظار رہا کہ اب خط آتا ہے بیخبر کی خبر لیتے ہین حرف شکایت دل سے سنائے دیتے ہین آج مایوس ہو کر اسپر عمل کرتا ہون **فرد**

گو نہین پوچہتے نہ پوچہین وہ ÷ آپ کہتے ہین ہم فسانۂ دل

ایک ہفتہ کے لئے آئے تہے ڈہائی مہینے کے قیام کا حکم ہوا کیا کہوں
کہ اُمید پر یاس نے کیا غضب ڈہایا ۔ تنگ آمدم بجنگ آمد مجبور ہین
ایک ایک دن قیامت ہو کر گذرتا ہے اس شہر کی لوگ بہت
تعریف کرتے تہے مین نے تو اسے کچہہ بہی نپایا سوا اس کے کہ
در و دیوار سے نکبت برستی ہے کوئی شے ایسی نظر نہین آئی جس سے
دل بستگی ہو یہہ مانا کہ وہ زمانہ جو اوسکی آبادی اور زینت کا تہا
اب نہین ہے مگر اتنا بہی تو نہین دیکہتے جسے دیکہکر یہہ زبان پر آوے
کہ مصرعہ آثار پیداست صنادید عجم را + میری راے مین تو یہہ شہر
مقہور ہے اور شان قہر ابتک اسپر محیط ہے خدا یہان سے جلدی
نجات دے ۔

منشی مہربان علی صاحب کے خط کا جواب

کیون مخدوم بہول جانے کا اطلاق اوسپر ہو سکتا ہے جو مجسم
اور سراپا اور ہمہ تن مہربان ہو کر نامہربان ہو جاے کبہی
بہولے سے بہی یاد نہ کرے مرنے جینے کی خبر نہ لے یا اوسپر جو
بالکل بے خبر ہو جسے اپنی بہی کچہہ خبر نہو اب اس کا انصاف
آپ کے ہاتہہ ہے آپ کا یہہ خیال بہت صحیح ہے کہ مجہہ کو آپ کی

خدمت مین دلی نیاز ہے ایسا کہ کبھی اوس مین فتور آہی نہین سکتا
غائب اور حاضر ایک سا ہون ہوا خواہ ایسا کہ کسی موقع پر ارشاد کی
حاجت ہی نہین رہی یہہ بات کہ ظہور اوس کا کتابت سے کیون
نہین ہوا کرتا قطع نظر اِس کے کہ اپنے تخلص کے اثر سے مجبور ہون
جب تک کوئی پکارے چونکائی نہین آپ سے آپ مین نہین آتا افسردہ خاطر
اور شکستہ دل بہی بہت ہو گیا ہون **فرد**

نہ وہ ساقی رہا نہ وہ محفل ✣ ✣ ہم رہے وہ نہ وہ زمانہ رہا

نے کیطرح نالہ کرنے مین بہی دوسرے کی اعانت کا محتاج رہتا ہون
تصویر کے مانند کنج عزلت سے باہر آنے مین بہی اور کی دستگیری کی
حاجت ہوتی ہے ایسی حالت مین جب کوئی نہ پوچھے تو کیا اپنے کو
یاد دلاؤن سال گذشتہ کی محرومی دریافت ہونے سے ایسی
حسرت ہوئی کہ گویا ابہی اوسکا وقوع ہوا ہے الحاق اودہ سیر
سفر کے لئے ایسا ہو گیا ہے جیسے مصرعہ کے واسطے ستزاد کا فقرہ
اب بہی آخر اکتوبر سے یہان ہون بیان اشتیاق ملاقات مین
آپ کی زبان میرے دل کے حال کی ترجمان ہے میری تمنائین
تو بر نہ آنے مین مفلس کی آرزؤن سے بہی چار قدم آگے ہین
خدا کرے آپ ہی کا جذبہ کچہہ اثر دکہاے مصرعہ پس از رنجے بنا شد تندرستی ؛

کے دورہ مین خیریت تو بخیر ہان زندگی کے دن پورے کر رہا ہون مولوی غلام صفدر صاحب سے آپ کی کیفیت سنی اور فقیرانہ دعا کی کہ اللہ مددگار رہے مرادین حاصل ہون انشاءاللہ مصرعہ

اجابت از در حق بہر استقبال می آید

وقارالدولہ وقارالملک نواب مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ کے نام

مخدوم برخوردار سعادت کردار مولوی خواجہ محمد جان طال عمرہٗ نے آپ کے شفقت خاص کے کوائف جو بالخصوص اوس کے حال پر مبذول ہے اور جس نے اوسکو ترقی پر پہنچایا بکرات ومرات ایسے اور اتنے لکھے کہ میرا دل آپ کا مرہون احسان ہوگیا اب اوس کے شکر کی افراط یہان تک ہوی کہ دل سے اومنڈکر زبان تک آیا زبان نے اوسکی شرح سے اپنے کو عاجز پاکر چاہا کہ قلم ترجمان ہو قلم نے اپنا عجز اوس سے زیادہ دیکھکر خجالت سے سر جھکا لیا مین دونو کا وکیل ہوتا ہون اور اقرار عجز اداے اوسے ادا کرتا ہون امید ہے کہ آپ قبول فرمائینگے اور مجھے یقین ہے کہ اس شفقت کو ہمیشہ اوسکی نسبت ایسی

ترقی رہے گی کہ اوسے بہت کچھہ ترقیون پر پہنچائیگی اور مجھے آپ کا ممنون منت رکھے گی۔

خط حیدر حسین خان صاحب کے نام

راقمہ

خوبرو جتنے ہین دل لیتی ہے سب کی شوخی ✣
ہے مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی ✣

مجھے کسی نے سات جرسے صابر کے بھیجے اور اوس کے بھیجنے کی طلاع مین خط نہ لکھا اور پارسل پر بھی اپنا نام تحریر نہ کیا اسکی وجہ کو جو خیال کرتا ہون تو دو ہی باتین ذہن مین آتی ہین بھیجنے والا یا ایسا کرم پیشہ ہے کہ اظہار احسان کو بھی اوسکا جی نہ چاہا یا ایسا ستم شیوہ ہے کہ حیران کرنے مین اوسے مزا آیا اب جو سوچتا ہون کہ ایسے ڈھنگ کس مین ہین تو بار بار شبہہ حیدر حسین خانصاحب ہی پر جاتا ہے اگر میرا شبہہ صحیح ہے اور یہہ گن آپ ہی کے ہین تو پہلے تو تحفہ کا شکریہ قبول ہو بعد اوس کے یاد رہے کہ اتنے دن حیران رکھنے کا ایسا عوض لیا ہوگا کہ وہ اگلا قصہ لشکر کے صاحب مجسٹریٹ کے طلب کرنے کا تقویم پارینہ ہوجائیگا۔

لراقمہ

کہدو غافل نہ عوض سے ستم ایجاد رہے * منتقم کہتے ہین اللہ کو یہہ یاد رہے

منشی قادر بخش صاحب کے خط کا جواب

مخدوم الطافنامہ کے بہیجنے نے آپ کے لطف کا ممنون کیا واقعی اس عرصہ مین مجہہ سے کوتاہ قلمی ہوی قصور کا معترف اور عفو کا خواستگار ہون نصیب دشمنان مجہے آپ کی علالت کی مطلق خبر نہ ہوی گو عیادت کرنے سے معذور رہا مگر اچہا ہوا کہ بیماری کی خبر سے رنج نہ اوٹہایا اور صحت کے مژدہ سے سرور کا لطف پایا آپ اپنے کو زندہ در گور فرماتے ہین مین اپنے کو مردہ در دوزخ جانتا ہون

فرد

ہرکس بقدر خویش گرفتار محنت است * کس را نداده اند برات مسلمی

کیا گذارش کرون لوگ یہہ جانتے ہین کہ مین نہایت بیفکر ہون اور میرا یہہ حال ہے کہ کہنے کو تو سرو کی طرح آزاد گل وخار ثمر و بار سے فارغ البال نہ بہار سے کچہہ سروکار نہ خزان سے کچہہ آزار مگر حقیقت مین ایسا پا در گل کہ کبہی اپنی خواہش کے موافق قدم نہین اوٹہا سکتا سر پر آرہ چلے پانو پر کلہاڑی لگے

اُف کرنے کی مجال نہین ظاہر بین اگر کہے تو سر ولب جو بہی کہہ سکتا ہے
لیکن جلنے والا جانتا ہے کہ جب اشک غم دزرات آنکہون سے
جاری رہے تو پانو کے تلے ندی کی طرح بہ سکتا ہے بہر حال یہہ
بڑی عنایت کی ہے کہ اِس زندان محن مین دائم الحبس نہین
کیا ہے میعاد پوری ہونے کے بعد رہا ہونے کی امید ہے اگر
خدانخواستہ ہمیشہ یہان رہنا ہوتا تو حضرت اورون کی
وہ جانین مین تو جینے کے غم سے مر جاتا چند روز مین میرٹہہ کا
قصد ہے آپ وہان سے قریب ہین جی چاہتا ہے کہ جب مین
وہان آؤن تو آپ بہی آئین دو چار دن یکجائی رہی رنج وغم
کی داستان کچہہ سنین کچہہ سنائین ۔

نواب ضیاء الدین خانصاحب بہادر نیر تخلص کے نام

حضور عالی مصور تمنا نقش پرداز عرض ہے کہ حضرت
ایک تصویر پر تنویر اپنی عنایت فرمائین اگرچہ آپ کی تصویر
تو مانی محبت نے ایک عمر سے میرے صفحۂ قلب پر کہینچ رکہی ہے
مگر ہر آنکہہ اوسکے دیکہنے کے لائق نہین اوس سے نور حاصل
کرنے والی آنکہین میرے ہی حصہ مین آئی ہین منظور یہہ ہے

کہ اس سے اوروں کی آنکھیں بہی منور ہوں۔

ایضاً

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار ٭ حال دل کہنے لگا میں یار کی تصویر سے
تسلیم شکریہ عرض کرتا ہوں کہ تصویر پہنچی لفافہ کہولتے ہی جو
چہرہ انور پر نظر پڑی بے اختیار پوچھہ اوٹہا مزاج مبارک
اور دیر تک فراق کی شکایت اشتیاق کی حکایت عرض کرتا رہا
جب کچھہ جواب نہ سُنا تو ہوش آیا اور دیکھا کہ آپ نہیں ہیں تصویر ہے
اب اسکی زیارت کے لئے ایک دن مجمع احباب قرار دونگا۔

نواب غلام دستگیر خانصاحب بہادر حیدرآبادی کے خط کا جواب

لراقمہ

وہ شہ حسن کرے یاد فقیر دلریش ٭ اوسے دیکھو مجھے دیکھو یہہ عنایت دیکھو
مفلس کو خزانہ ملنے سے ایسی تقویت بیمار کو صحت ہونے سے
اتنی مسرت پیاسے کو پانی پانے سے یہہ فرحت نہوتی ہوگی جو
مجھے عنایت نامہ کے ورود سے ہوئی ہر چند مجھہ پر ایسے اور اتنے

زمانے کے حادثے گذرے ہین کہ میری عید محرم سے زیادہ غم افزا ہوتی ہے مگر جس عید کی آپ مبارکباد دین وہ بیشک میرے لئے سعید ہے تسلیم بجالاکر سر بگریبان ہون کہ مین عید کی نذر مین کیا پیش کرون فقیر کی بساط مین سواے دل وجان کے اور تہا ہی کیا اون مین سے ایک تو خون ہوکر آنکھون سے بہ گیا دوسری بجز اس کے کہ ملک الموت کے حوالہ کردون کسی مصرف کی نہین سرمایۂ عجز ایک دعا البتہ ہے اوسی کو نذر کرون یا نثار کرون بس یہی ایک چیز ہے جس سے اپنے آپ کو یوسف کے خریدارون مین شمار کرون وہی شب و روز ورد زبان اور تسبیح دل وجان ہے مصرع تم سلامت رہو قیامت تک ٭ آپ کی کمال قدردانی ہے کہ آپنے عید کی محفل مین میری تصویر کو جگہہ دی وہ تو اس قابل ہے کہ محرم مین کسی ماتمکدہ مین رکہہ دیجاے اور اوسپر لکہہ دیا جاے کہ غم کی تصویر خدا کا شکر کس زبان سے ادا کرون کہ نصیب دشمنان مزاج کی کلفت سینے کا رنج نہ اوٹھایا اور مژدۂ عافیت سے راحت پائی خدا کرے وہ علالت دولت صحت کی زکوۃ ہو اور اوسکی ادا سے اسکی افراط ہو۔

خط شیخ یاور علی صاحب یاور کی طرف سے

متوجہ حالم جناب صاحب اڈیٹر اخبار خیر خواہ عالم سلامت
چونکہ یہان کا یہہ معمول ہے کہ شبنم کو عروج اوسوقت حاصل
ہوتا ہے جسوقت آفتاب سے روشناس ہو قطرہ کی آبرو جبھی
بڑہتی ہے جب دریا کے پاس ہو گل کو خلعت رنگین تب نصیب
ہوتا ہے جب بہار کی سرکار مین چہرہ لکھوائے تانبے کا دامن
سونے سے اوسدم بہرتا ہے جب اکسیر کی ملازمت کا غاشیہ
اوٹھای مجہہ فلک زدہ نے بہی یہہ چاہا کہ اپنی خاک کو کسی
شجر بارور کے قدم کے نیچے بچھای اور یون سیراب ہو پ اپنے
مشت استخوان کو ایسی جگہہ پہنچاے کہ ہما کا اوسپر سایہ پڑ جاے
اور اس طرح کامیاب ہو سوچا کہ کیا کرون کہان توسل بہم
پہنچاؤن اس مین سنا کہ مہاراجہ راجگان سری مہاراجہ صاحب بہادر
پٹیالہ دام ملکہ کی تقریب مسند نشینی کی دہوم دہام ہے خفتہ
طالعون کے نصیب جاگنے کا یہہ ایک ذریعہ عام ہے خیال ہوا
کہ تو بہی قسمت آزمائی کر نذر کی فکر ہوئی تو ملہم غیب نے مشورہ دیا
کہ ازل مین جو بہ تجھے جواہر سخن کا خزانہ عطا ہوا ہے وہ اسی دن

کے لئے ہے چند جو ہر بے بہا طبق نیاز مین رکہہ کے گذران یعنی
مدح سرائی کر مشورہ معقول تہا پسند آیا اکتوبر کے مہینے مین اوسکی
تہنیت کا ایک قصیدہ جسکا مطلع یہہ ہے۔ فرد
خط قسمت ہے پئے دشمنونکی جبین پیشانی + جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر مین بہیجدیا طالع نارسا نے
اپنی رسائی دکہائی کہ اوسکی رسید آنے سے مین نے عزت پائی اب
جلوۂ شاہد مراد کی امید ہوئی حوصلہ نے یہہ ترقی کی کہ دوسری
جون کو دوسرا قصیدہ جسکا مطلع یہہ ہے فرد
دیکھی جو زینت پٹیالہ تہ چرخ کہن + گو یونکو نہ پسند آئے کبہی بندرابن
نئی تمہید کا موزون کیا صفحۂ قرطاس کو اوس کی تحریر سے گلگون کیا
پہر تصور ہوا کہ جوہر جوہر شناس کے ذریعہ سے پیش ہو تو اوسکی
قدر دونی ہوتی ہے اس خیال سے اوسے مرجع علم و فن ارسطوی
زمن وزیر اعظم خلیفہ محمد حسن صاحب دام اقبالہ کے حضور مین
ایک عرضی منظوم کے ساتہہ بہیجدیا ابتک جو جواب نہین آیا ہے
تو کیا کہون دل پر آرزو مجہہ سے کیا کیا کہہ رہا ہے جب مین گہبرا کر
اوس سے جواب کے توقف کا باعث پوچہتا ہون تو کہتا ہے
کہ اسقدر اضطراب کیلئے قدر شناس سخن کیا گو ہر سخن کو

یون نظر سرسری سے دیکھتے ہین تیرے قصاید فخر زمان وزمین
ملجاے شعرا جناب سید محمد بخش صاحب ہتین کے سپرد
ہوے ہون گے کہ اون کی نقادی فرمائین وہ ابہی دیکھتے
ہون گے پہر اپنی تقریظ کے ساتہہ اوسے وزیر اعظم کے ملاحظہ
مین لائین گے اور جناب ممدوح اوسپر صاد کرکے خدام عالیمقام
مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور مین گذرانین گی تب اوسکے
صلہ عطا کرنے کا حکم ہوگا ارکان دولت اوسکی طیاری
کرلین گے جب کہین روانہ کیا جاے گا کچہہ راہ مین بہی دیر ہوگی
بہاری پارسل جلدی کیونکر آے گا اوسکی ان بشارتون سے
مین بہی مطمئن ہوکر قلم اور دوات سامنے رکہے بیٹہا ہون کہ
دیر ہونے پاے آتے ہی فوراً شکریہ کی عرضی روانہ ہوجاے
اسوقت بیٹہے بیٹہے یہہ خیال ہوا کہ ایسے ممدوح کی مدح کا
شایع ہونا ارباب زمانہ کا اوس کے مطالعہ کے حظ سے
محروم رہنا غضب کی بات ہے اوسکا چہپوانا منجملہ ضروریات ہے
اسواسطے پہلے صرف عرضی کی نقل بہیجتا ہون آپسے امیدوار ہون
کہ اوسے اپنے اخبار مین درج فرماکر مجہے ممنون کرین اس کے
بعد قصیدے بہی چہاپنے کو بہیجکر چاہون گا کہ آپ دوبارہ

اپنے احسان کا مرہون کریں۔

ایک دوست کے خط کا جواب

سر و سیمینا بصحرا میروی	نیک بدعہدی کہ بے ما میروی
گرچہ آرام از دل ما میبری	ہمچنین میروکہ زیبا میروی

سفر حجاز مبارک اور حج مقبول ہو تمہاری عبادت بارگاہ ایزدی
مین قبول ہو ایسی بات اختیار کی ہے کہ خدا سب کو نصیب کرے
ایسی راہ مین جاتے ہو جو بندے کو اللہ سے قریب کرے
اسکی تو خوشی ہے کہ تمہین خدا سے قرب بمرتبہ کمال ہوگا اسکا
البتہ رنج ہے کہ ہمین ہمراہی سے محروم رہنے کا صدمہ اور
ملال ہوگا بہرکیف سدہارو خدا حافظ امام ثامن ضامن جیسے
پیٹھہ دکہاکے جاتے ہو ویسے خوشی سے آکے مُنہہ دکہاؤ
سمندر کا پانی جب دیکھنا تو میرے اشک کی طغیانی کا خیال کرنا
باد مراد جب چلے تو میری نامرادی دہیان مین رہے صحرا
عرب پر نظر پڑے تو میری بادیہ پیمائی یاد آئے خار مغیلان چبھے
تو میری آبلہ پائی بھول نہ جانے قندیل حرم کو میرے دل پر سوز

کا نمونہ جاننا غلاف کعبہ کو میری شب دیجور کی شبیہہ سمجھنا چاہ زمزم میرا حلقہ چشم پرنم تصور مین لانے سنگ اسود میری سیاہ طالعی کا نقشہ دکہلائے مقام اجابت مین جب دعا مین مانگو تو میرے صبر کے لئے بہی دعا کیجو خاک پاک مدینہ طیبہ کو سرمۂ نگاہ بناؤ تو میری آنکہون کے لئے بہی کچہہ اوٹہا لیجو روضۂ منظرہ کے آستان بوس ہو تو میرے لبہائے مایوس سے بہی اب کچھ کچہہ عرض کرنے کو کہدون اگر اوس وقت رونے کے لئے میری آنکہین بہی ساتہہ لیتے جاؤ لراقمہ

قاصدا چشم مرا نیز ببر	تادمِ عرض تمنا گرید

ہر چند بظاہر مین تمہارے ساتہہ نہین ہون مگر فرد

دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست	تا نہ پنداری کہ تنہا میروی

ایک دوست کی فرمایش سے

بے ہمارے ہی گلرنگ کا چرچا ساقی + بہت اچہا بہت اچہا بہت اچہا ساقی

مین تو یہہ جانتا تہا کہ تم میرے بغیر شراب کو حرام جانوگے عیش کو آلام سمجہوگے میرا تمہارے میکدۂ عشرت سے آنا تمہارے دل کے لئے ایسا پریشانی کا باعث ہوگا جیسا محتسب کا

میخانے مین جانا میرا سفر مین جانا تمہاری طبیعت کے واسطے ایسا
ملال کا سبب ہوگا جیسا قاضی کا رندون کی بزم مین آنا میری
مفارقت کے رنج مین تمہارے جلیس اور انیس یہی بیٹھے ہونگے
تو خوشۂ انگور کی صورت مُنہہ لٹکائے اور اوندہتے ہون گے
تو شاخ تاک خزان دیدہ کی طرح پیٹھہ جھکائے ساغر شراب سے
ایسا خالی ہوگا جیسے حیرت زدہ کی آنکھہ سے آنسو خشک ہو جاے
شیشہ کے مُنہہ پر پنبہ کی یہہ صورت ہوگی جیسے دیوانہ کف
لب پر لاے خم خشت سے اپنا سر توڑنے پر طیار ہوگا سبو کا
ہاتہہ سینہ زنی سے شل اور بیکار ہوگا شراب کا چہرۂ ارغوانی
زعفرانی ہو گیا ہوگا مینا کا جگر خون نہین بلکہ پانی ہو گیا ہوگا
کباب بیقراری سے کروٹین بدلتا ہوگا اپنے زخم پر نمک ملتا ہوگا
گزک افسوس سے ہونٹہہ چباتی ہوگی اپنی طبیعت مین کچھہ
بہی مزا نپاتی ہوگی صراحیون نے اپنے پانو توڑ دیئے ہونگے
ساقیون نے اپنے کام چھوڑ دیئے ہون گے نشہ سرون سے
ایسا دور ہوگا جیسا ہوش دیوانون سے سرور دلون سے
ایسا مہجور ہوگا جیسا جنون فرزانون سے مگر اوسکے برعکس
مین تو سنتا ہون کہ جب سے وہان سے چلا آیا ہون

تمہارے گہر عشرت کی دہوم ہے مسرت کا ہجوم ہے یاران صحبت ایک طرف شور مچا رہے ہین کہ مصرع دور چلے دور چلے ساقیا ✣ دوسری طرف غل ہو رہا ہے کہ مصرع آور چلے اور چلے ساقیا ✣ ساقیون نے نقد ہوش لوٹنے کو دست و بازو سبہالے ہین صراحیون نے دو زانو بیٹہنے کے بدلے اِدہر اُدہر دوڑنے کو پیٹ سے پانو نکالے ہین خشت سر خم سنگ فلاخن کی طرح دور پڑے ہین سبو خوشی کے مارے سجدے مین گرے ہین ساغر آپسے جام عیش کی طرح چہلک رہا ہے شیشہ کا پینبہ عطر کے پہاہے کی طرح مہک رہا ہے شراب مین وہ جوش ہے جو جوانی مین خون کو ہو نشہ کی وہ زیادتی ہے جو بہار مین جنون کو ہو کباب کو گریہ شادی سے مہلت نہین گزک کو ہونٹ چوسنے سے فرصت نہین بنت عنب پردے سے باہر نکلی پڑتی ہے جیسے کمظرف کے دل سے راز مستی زہد پر غلبہ دکہا رہی ہے جیسے کفر پر اعجاز دل کے پہپہولے یون توڑے جاتے ہین جیسے انگور کے دانے نشہ مین احباب باہم یون اولجہہ رہے ہین جیسے زلفون سے شانے مینا ے سبز پر سبز پری کا جوبن ہے بادۂ سرخ پر لال پری کی پہبن ہے

محفل کا ہے کو ہے اندر کا اکہاڑا ہے خوشی کے جن نے غم کے
دیو کو پچھاڑا ہے مجھے تم سے ہرگز یہہ امید نہ تہی شمع کو بہی پروانہ کا
اتنا خیال ہوتا ہے کہ اوس کے جلنے پر اوسے رونا آتا ہے گل بہی
بلبل کا اتنا پاس کرتا ہے کہ اوسکی فریاد سُننے کو ہمہ تن گوش
ہو جاتا ہے تمہین میرا اتنا بہی خیال نہوا افسوس ہے مجھے تو
تمہاری دوری مین جینا ایسا ناگوار ہو کہ عمر نا دشوار نہو اور
تمہین میری غیبت مین عیش کے سوا کسی بات سے سروکار نہو خیر

فرد

چاردن اور یہان جا ہو جو کچہہ کہ گذرو ہمنے بہی حشر پہ انصاف ہے کہا ساقی

ایضاً

نہ لینا نام میرا نامہ بر لیکن یہہ کہدینا
جسے تم بہولے بیٹہے ہو وہ تمکو یاد کرتے ہین

اوّل تو مجہہ سے بے نام و نشان آوارہ خانمان کوچہ گرد صحرا نورد
برہنہ پا دشت پیما مجنون حال فرہاد خصال ہیکل یاس
پیکر ہراس رو نی صورت تصویر کدورت سراپا حیرت شکل حسرت
آتش کاروان سوختہ دل و جان نقش قدم رفتگان درس نالان
شمع مشہد امید داغ مایوسی جاوید نگاہ چشم انتظار حرف زبان ماگفتار

اشک کباب جگر تراوش مژگان دیدۂ تر کتاب نوحۂ غم مجموعۂ
مرثیۂ الم آہ نارسا فریاد ناشنوا مسافر گم کردہ راہ مظلوم بے پناہ
فہرست آفات و بلا سور مصائب و جفا کا نام ہی کیا ہے وہ
تمسے مغرور مروت سے دور محبت سے نفور جفا اور جور کی عادت سے
مجبور ستم کے خوگر ظالمون کے افسر جتنے ہی صورت سے محبوب
اوتنے ہی سیرت سے نامرغوب جیسے ہی طلعت سے زیبا ویسے ہی عادتنے
بلا پری جمال دیو خصال اپنی نگاہ کی طرح جگر دوز اپنی مژگان کی
صورت کجی آموز اپنے زلف کے مانند پریشان کن جہان اپنے قد کے
مثل قیامت نمایان عاشقون کے سر کے سودا محنت کشون کے
دل کی مدعا شب ہجر کے جاگے ہوون کے لئے خواب راحت افزا
مصیبت زدون کے روز سیاہ کے واسطے خورشید پر ضیا فراق کے
مرے ہوؤن کو جلانے کے لئے آب حیات محبت کے گرفتارون
کی جان لینے کو یوم ممات اپنے چشم بیمار کی شکل مظلوم نما مگر ظالم فن
اپنے کاکل خمدار کی ہیئت سرنگون لیکن سرشکن بیباک سفاک
خون ریز اپنے عہد کے چنگیز کے سامنے کسکی شامت آئی ہے
جو لے آتش غضب پر روغن چھڑک دے اوس بیرحم سے امید کسے ہے
کہ نام تمہین یاد ہوگا اوس کے سننے سے میرا خیال آے گا

اسوجہ سے اپنا نام تو نہین لیتا کچھہ پتے دیتا ہون کہ شاید پہچان جاؤ
مین وہ ہون جسکا کبھی عاشق شیدا خطاب تھا جسکا قیس ثانی
القاب تھا جسکا فدائی خاص لقب مشہور تھا جسکا جان نثار
عرف ہونا خاص و عام مین مذکور تھا مین وہ ہون جسے اگر کوی
اجنبی پوچھتا یہہ کون ہے تو کہتے کہ کسی پری کا دیوانہ ہے
کسی شمع کا پروانہ ہے کبھی فرماتے بستۂ کمند زلف گرہ گیر ہے
ناوک نگاہ کا نخچیر ہے مین وہ ہون جو مدتون حیرانی کے
پردے مین آئینہ کی طرح پیش نگاہ رہا جو ہمیشہ پریشانی کے
لباس مین زلف کی صورت کانون سے لگا گاہ و بیگاہ رہا
جسکا ٹھکانا ایک عمر دل کے مانند تمہارے پہلو مین تھا جس کا
گھر ہر وقت نگاہ کی طرح تمہاری چشم فتنہ خو مین تھا مین وہ ہون
جسکا تمہاری بزم سے دور رہنا ایسا محال تھا جیسے نغمہ اور
مل کا جسکا تمہارے خلوتخانہ سے باہر ہونا ایسا دشوار تھا
جیسے شمع اور گل کا جسکی یاد کو تمہارے دل کے ساتھہ وہ التزام تھا
جو لو کو عطر کے ساتھہ جسکی تمثال کو تمہارے خیال کے ساتھہ
وہ تعلق تھا جو دماغ کو فکر کے ساتھہ مین وہ ہون جس کے
چمن مراد مین گلشن تصویر کی طرح خزان کو بار نہ تھا جس کی

امید کے چاند کو ماہ نخشب کے مانند خسوف و محاق سے سرورکار تہا جس کے رقیب کا سینہ چشم زخم کے مثال انگارون ہی پر مقام تہا جسکے دشمن کے گلے کو گوسپند قربانی کی وضع چہری ہی سے کام تہا مین وہ ہون جس کے پاس ہوے بغیر تہین شیشہ اور ساغر سے وہ نفرت ہوتی جیسے بیمار کو دوا سے جس کے جلیس ہونے مین تہین نغمہ اور مطرب سے وہ مغایرت ہوتی جو سرور کو اہل عزا سے جسکے سر کو ہمیشہ آپ کے قدمون ہی پر دیکہا دامن کا ہم نصیب تہا جس کے لپٹنے سے آپ کبہی تنگ ہوتے قرب مین قبا کے قریب تہا مین وہ ہون جسکے حال کو دفعتًا زمانے کی طرح انقلاب ہوا جسکی نسبت جتنی عنایت ہتی اوتنا ہی وہ مستوجب عذاب ہوا جسکے دل توڑنے کو کہتے ہو کہ کفر توڑنے سے زیادہ ثواب ہے جسکی فریاد کو سُنکر فرماتے ہو کہ ہذیان کا کیا جواب ہے مین وہ ہون جس سے ہم کلام ہونے مین کلام ہے جس سے دوبدو ہو جانے مین خوف الزام ہے جسکی دعا کا بدلا دشنام ہے جسکی محبت کو دور ہی سے سلام ہے مین وہ ہون جسکی نسبت جب تک وہان تہا بے پوچہے لوگون سے کہتے تہے کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان ہے وبال نگاہ ہے عذاب جان ہے

کبھی یون رمز و کنایہ ہوتا کہ نکالے سے بھی جو نہ نکلے وہ کیسا
باغیرت انسان ہے کسی بلا کو کوئی کسی کے سر سے ٹالے تو
اوسکا بڑا احسان ہے مین وہ ہون جسے نگاہ بھر کے دیکھنا
تمہین ایسا بار رہتا جیسے کریم کو لئیم کی صورت جسے سامنے آنے دینا
تمہین ایسا ناگوار رہتا جیسے عازم سفر کو ساعت نحوست جس کے
رو لانے کو شمع کی طرح اپنی مجلس کی رونق جانتے تھے جسکے
جلانے کو بخور کے مانند باعث فرحت خاطر مانتے تھے مین وہ ہون
کہ جب سے وہان سے نکالا گیا ہون میرے لئے نسیان پر
قدغن ہے کہ بھولے سے بھی یاد نہ آئے میری نسبت شادی پر
تاکید ہے کہ سہواً بھی قریب خاطرِ ناشاد نجائے حافظہ کو اس
اندیشہ سے کہ اپنی قوت کو میرے حق مین کام مین نہ لاے
ضعف کو حوالہ کرنے کی دہمکی دیجاتی ہے مصورہ کو اس خیال سے
کہ میری تصویر کھینچکر نہ دکھاے صور باطلہ کے مشق کی فرمایش
کی جاتی ہے مین وہ ہون جسکا نامہ چاک کیا جاتا ہے جس کا
نامہ بر تہ خاک کیا جاتا ہے جسکے پیغام کا سکوت جواب ہے جسکے
حق مین التجا مستلزم عتاب ہے مین وہ ہون جسکا نخل تمنا
شجر تصویر کی طرح پھولتا ہے نہ پھلتا ہے جسکا دل سوزان

چنار کے مانند اپنی ہی آگ مین آپ جلتا ہے جس کا اختر طالع تمہارے
خال رخ کا ہم رنگ ہے جسکا دائرہ قسمت تمہارے دہن سے بھی
تنگ ہے مین وہ ہون جسکا رونا تمہارے ہنسنے کا باعث ہوتا ہے
شبنم اور گل کی کیفیت ہے جسکا بیتاب ہونا تمہین اوس کے
مارڈالنے پر آمادہ کرتا ہے کیمیا گر اور سیماب کی نسبت ہے جسکی
نامرادی تمہاری عین مراد ہے صید اور صیاد کی حقیقت ہے
جسکی بربادی پر تمہاری آبادی کی بنیاد ہے خاک و عمارت کی
مناسبت ہے مین وہ ہون جسکا تمہاری محفل مین باریاب ہونا
ایسا دشوار ہے جیسے برہمن کا کعبہ مین جانا جسکا پاس آنا تمہارے
واسطے ایسا باعث عار ہے جیسے بازاری کا بادشاہ کے پاس آنا
جسکی ہمنشینی سے تمہین ایسی نفرت ہے جیسے عاقل کو دیوانہ کی
صحبت سے جسکی باتون سے تمہین ایسی وحشت ہے جیسے
عاشق کو ناصح کی نصیحت سے مین وہ ہون جسکے رقیبون کی
ہر رات شب برات اور ہر روز روز عید ہے جسکے دشمنون کی
ہر گھڑی شادی کی گھڑی اور ہر ساعت ساعت سعید ہے
جسکی نامرادی سے اغیار بامراد اور شادمان ہین جس کی
ناکامی سے اعدا خوشدل اور کامران ہین مین وہ ہون جو

تمہاری یاد مین اپنے آپ کو ایسا بہولا ہے کہ عمر بہر اوسے اپنا خیال نہ آئیگا جو تمہارے خیال مین ایسا محو ہوگیا ہے کہ کسی طرح اوسکی بیخودی کو زوال نہ آے گا جو آئینہ مین اپنی صورت دیکہہ کر حیران ہوتا ہے اور پوچہتا ہے کہ یہہ کون ہین مین انہین پہچانتا نہین جو اپنا نام سُنکر ششدر رہوتا ہے اور کہتا ہے وہ کہان رہتے ہین مین تو اونہین جانتا نہین مین وہ ہون جسکی رسوائی کا قصّہ کہان کہان نہین پہنچا کیا تم نے سُنا نہوگا جسکی دیوانگی کا چرچہ کس کس نے نہ کیا کیا تم سے کسی نے کہا نہوگا جسکے حال پر کون ایسا ہے جسے رحم نہ آتا ہو مگر تمہین کاہے کو آتا ہوگا جسکے بچنے کی ایسا کوئی شخص نہوگا جو دعا نہ مانگتا ہو لیکن تمنے تو اوسہی کوسا ہوگا پتے سُن لئے پہچان بہی ضرور گئی ہوگے اب عرض مدعا مین مختصر یہہ سُن لیجیے

شعر

خدا سے بہی ڈرو کچہہ جان پر نوبت ہے یہان آگئی
کسی مظلوم پر اتنا نہین بیداد کرتے ہین

شیخ رفعت علی صاحب رفعت کے نام

مخدوم آپ کی مفارقت کے صدمہ نے پہلے ہی سے

پیش قدمی کی۔ شب کو آپ کے تشریف نہ لانے سے میرا جلسہ
ایسا بے رونق رہا۔ جیسا بزم بے چراغ۔ اور میکدہ بے ایاغ۔
مجھے اندیشہ ہے کہ جسکی ابتدا ایسی ہے اوسکی انتہا کیا ہوگی
جب آپ تشریف لیجائینگے آپ کی مہاجرت کا رنج دل کے
ساتھہ کیا کرے گا آپ کیا تشریف لائے مجھے مدت کے بعد
ایک انسان ملا پھر کیسا انسان جسکو منتخب زمانہ کہون تو
مبالغہ نہو۔ استعداد ذہانت طلاقت فن شاعری مین
یکتائی اوس کے ساتھہ طبیعت کو مناسبت خداداد۔ کونسا
جوہر ہے جو آپ مین نہین۔ مین محبت سے نہین انصاف سے
کہتا ہون کہ یہہ صفت زود گوئی کی کہ مشکل زمینون مین
چند لمحہ مین سیر غزل لکھیے اور پھر اس زود گوئی کے ساتھہ
بلندی خیال اور مضمون آفرینی اعلی درجہ کی ہو خاص آپ ہی کا
حصہ ہے اس پریشان خاطری مین تو آپنے یہہ گوہر فشانی کی
کہ گوہر شناس ہی اوسکی قدر جانتے ہین کاش جمعیت خاطر
ہوتی تو کیا غضب ڈہاتی۔ پھر ایسے انسان کی قدر نہ ہو
اوسکی مفارقت دل کو محزون نہ کرے تو مین آدمی کاہیکو ہون
سنگ و حجر ہون۔ اب جو دو چار دن یہان قیام کے باقی ہین

اون مین تو یہہ ستم روا نہ رکہیے کہ شب کو تشریف نہ لائیے

اونہین کے خط کا جواب

مخدوم مجہے اور آپ سے ملال۔ استغفر اللہ۔ یہہ تو ایسا محال ہے جیسا آب حیات سے شعلون کا نکلنا یا شعلون سے آب حیات کا اوبلنا البشریت ہے اگر بفرض محال آپ سے کوئی بات رنج کی ہو بہی تو مین غصّہ ہونگا شکایت کرون گا اور پہر صاف ہو جاؤن گا۔ نہ یہہ کہ سکوت کرون اور روٹہہ جاؤن اور محبت سے ہاتہہ اوٹہا لون اس طرح ملنے کے اور لوگ ہین نہ کہ آپ۔ آپ کو مین اپنا عزیز جانتا ہون اور پہر آپ کا خلوص محبت آپ کا شیوہٗ انکسار آپ کی سنجیدگی آپکی متانت بہلا ایسی ہے کہ کسی کو آپ سے رنج ہو اور پہر بالخصوص مجہکو میرے نزدیک محبت ایسی چیز نہین ہے کہ بعد حاصل ہونے کے بات بات مین رایگان کردیجاوے اور پہر کوئی بات بہی تو ہو۔ جواب خط کا بدیر پہنچنا بہی کوئی بات ہے۔ آپ ہر طور پر مطمئن رہین۔ غزل کا مطلع اور حُسن مطلع ہی دیکہہ کر مین سمجہہ گیا کہ جس غزل پر یہہ غزل لکہی جاتی ہے

اوسپر پانی پہر جاے گا ایسے ہی قصیدہ کا مطلع کہہ رہا ہے کہ
آپ اگر سلیم طہرانی کا پنجہ نہ پہیر دینگے تو برابر ضرور رہیں گی۔

منشی عبد الجلیل صاحب تحصیلدار ہمیر پور کے نام

گرامی منش ذرا غور تو کیجے شاید یاد آجاے کہ الہ آباد مین
غلام غوث نامی ایک فقیر آپ کا ملاقاتی رہتا ہے اگر یاد آگیا
تو اوسے اپنی خیریت سے مطلع کیجے کہ بہت دنون سے جو آپکی
کچھہ خبر اوسکو نہین ملی وہ پریشان رہتا ہے ہر چند اوسے سمجھایا
کہ یہہ زمانہ ایسا نہین ہے کہ کوئی کسی کو یاد کرے مگر اوس
نالایق کو تو اپنے ملنے والون کی خیریت کی جو یا رہنے کا
مرض ہے وہ کب سنتا ہے اور اگر غور کے بعد بہی یاد نہ آئی
تو جانے دیجے خس کم وجہان پاک۔

خاتمہ

شکر فیض تو چمن چون کند ای ابر بہار کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست

خدا کا شکر کس زبان سے ادا کیا جاے کہ اس مشت خار نے بہی یہہ
صورت پکڑی کہ شاید کبہی اوسے گلدستون کے ساتہہ ہم بزمی

نصیب ہو خار کے لئے اتنی ہی وقعت بہت ہے کہ گل سے قریب ہو یعنی یہہ مجموعہ مرتب ہوکر کتابون مین داخل ہوا مین ترتیب کے بعد بہی اس کا چہپنا نہین چاہتا تہا اور کیونکر چاہتا جانتا ہون کہ اون نازک دماغون کو جنکے مشام عطریات تخت کے جوہر کے جوہری ہین اور اون باریک بینون کو جنکے مردم دیدہ آب گوہر شناوری کرتے ہین ایسے پہولون کا دستہ پسند آتا ہے جنکے رنگ نگاہ افروز ہون اور بو روح پرور نہ اون کانٹون کا جنکی صورت آنکہون مین کہٹکے اور جنکا دیکہنا طبیعتون کو متنفر کرے اون موتیون کا طرّہ اور ہار گندہنا مطبوع ہوتا ہے جو شاہون کے افسر اور محبوبون کے زیور کے لایق ہون نہ اون پوتہون کا جو کوڑیون کے مول بکین منصف مزاج خود بہی اسے پسند نکرینگے کہ خزف ریزے گوا وہین کی ہون صرافون کو دین کہ اشرفیون کے ساتہہ پرکہین شیشے کے ٹکڑے ہرچند اپنے ہی ہون جوہریون کے سامنے پیش کرین کہ ہیرون کے مقابلے مین دیکہین لیکن اس کے ساتہہ الفت کے دقیقہ شناس اسکو بہی اچہی طرح سمجہتے ہین کہ دوست صادق الولا اور یار باوفا کی خاطر شکنی مذہب محبت کے ایمان والون کے نزدیک کفر ہے مجہے ایک ایسے دوست کی خاطر نے

مجبور کیا جو اوس سے زیادہ میرے ساتھہ محبت رکھتے ہین جتنا ہر شخص اپنے آپ سے رکھتا ہو یعنی مولوی شاہ امیر الدین احمد صاحب رئیس الہ آباد دہ علاوہ علو خاندان کے کہ سادات صحیح النسب سے ہین اور آبا اور اجداد اون کے مقتدا اور پیشواے ارباب زمانہ تہے بذاتہ اتنی اور ایسی صفات وعادات محمود اور نامحدود کے جامع ہین کہ اون مین سے اگر ایک صفت کی شرح کیجاے تو برا سہ ایک کتاب مبسوط ہو اون کو اس کے چہپوانے کا شوق ہوا اور جتنا میرا انکار بڑہا اوتنا ہی اون کا اصرار بڑہا جب مین نے دیکہا کہ نہ مجہہ سے اونکی خاطر شکنی کیجائیگی نہ اونکی یہہ آرزو کہ مجموعہ چہپے میری اس خواہش کو کہ چہپے قایم رہنے دے گی تو مین نے یہہ مجموعہ ہی اون کی نذر کر دیا اب اون کو اختیار ہے جو چاہین وہ کرین مجہے اس سے کچہہ علاقہ نہین چہپنے کے بعد قابلون سے مقبول طبایع تو کیا ہوگا کہ اس کے قابل ہی نہین لیکن قدر دان محبت اسوجہہ سے مجہے معذور رکہین گے کہ مین نے فرض محبت کو ادا کیا سچ پوچہیے تو جو کچہہ ہے محبت ہی ہے۔ **فرد**

درخرمن کائنات کردم چو نگاہ ÷ یک دانہ محبت است و باقی ہمہ کاہ

تمام شد

تقریظ

جو اپنے قلم دُرپاش سے یگانۂ زمن ماہر ہر علم و فن اوستاد مسلم الثبوت نواب عبدالعزیز خان عزیز نے لکھی

بنامِ جہاندارِ جان آفرین
حکیمِ سخن بر زبان آفرین

ارباب دانش کا یہہ کلام ہے کہ حمد ثنا باللسان کا نام ہے اوسکا ادا کرنا زبان کا کام ہے پس جس نے موںہہ مین زبان پیدا کی زبان کو گویائی عطا کی اگر اوسکی حمد کا کوئی جملہ اِس پارۂ گوشت سے ادا ہو تو یہہ بہی اوسی کا انعام ہے اوسی نے اِنسان کو قوّت ناطقہ عطا کرکے اشرف المخلوقات بنایا اور اشرف الخلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سخن کا معجزہ عطا فرمایا جو کلام اون پر نازل کیا اوسکو حسن و قبح سخن کی معیار ٹھہرایا اوسی کے اعجاز پر حجّت قایم کرنے کو علما نے فصاحت و بلاغت کے قواعد استخراج کئے اور اُسی کا اِتباع کرکے نظم و نثر مین شُستگی الفاظ اور خوبی بندش اور لطافت مضامین سے وہ باتین پیدا کین جس سے نظم کو رتبہ اِن من الشعر لحکمۃ کا اور نثر کو درجہ اِنَّ

من البیان لسحرا کاملا ان محاسن لفظی و معنوی کے موجد عرب کے
اہل سخن تہے اون کے اختلاط سے عجم والون نے بہی اپنے کلام کو
سان پر چڑھایا بلکہ تلاحق افکار سے کچہہ اور ہی رنگ دیا اُردو گو لوگون نے
عجمیون کا خاکہ اُتارا اور غزل کو فارسی کے رتبہ پر پہنچا دیا مگر بجز مرثیہ
کے اور اقسام سخن مین ترقی کرنے نہ پائے تہے کہ بسبب بربادی دہلی
و لکھنؤ اور بیقدری اہل سخن کے یہہ زبان کہلنے سے پہلے کمہلا گئی
یہی سبب ہوا کہ جیسے ماہران نظم اُردو گویون مین پیدا ہوے
ویسے نثّار نہوے بلکہ ابتدائے اسلات کی اس زبان مین ہماری
یاد مین ہوئی اب جو دیکھا جاتا ہے تو نثر اردو مین یا قصہ کہانی کی
کتابین ہین یا سررشتہ تعلیم کے رسالے یا غیر زبان کی کتابون کے
ترجمے یا روزمرّہ کی بول چال کے مکاتیب غرض کوئی نثر
جو نثرہاے فارسی کے مقابل ہو پائی نہین جاتی جو کہ مبدء
فیاض کو اپنا فیض پہنچانا ضرور ہے اگر نہ پہنچے تو استعداد کا
قصور ہے اس زمانہ مین ایک ایسے سخنور پیدا ہوے جنہون نے
باوجود ہندوستانی زا ہونے کے فارسی کے نثر و نظم کو اوج کمال پر
پہنچایا اور جب نثر اُردو لکھنے پر توجہ کی تو فارسی نثرون کو خاک مین
ملا یا وہ کون ہین سخن سنج سخنور ذو القدر بہادر خواجہ غلام غوث خان بیخبر

مضمون کو اون کے دماغ سے وہ نسبت ہے جو لعل کو کان سے
بندش کو اونکی قوت متفکرہ سے وہ تعلق ہے جو خیابان کو باغبان
سے لفظ لفظ سے شراب فصاحت ٹپکتی ہے جملہ جملہ سے بلاغت کی
روشنی چمکتی ہے منشیون نے اونکی تیغ زبان اور نیزۂ قلم کا لوہا مانا ہے
شاعرون نے اون کو کشور نظم کا نظام الملک جانا ہے نثر مین
مضامین کی گہر افشانی ہے نظم مین نظم جواہر معانی ہے رنگینی پر
جب طبیعت آئی تو عبارت نے معشوق کے لب پان خوردہ کی
رونق پائی شیرین کلامی کا ارادہ ہوا تو شعر کا مزا قند و شکر سے
زیادہ ہوا بزم کا رنگ جمایا تو ظلمت مداد و ضیاے بین السطور سے
صفحہ کو شبستان بنایا رزم کا خیال آیا تو زمین شعر کو مقتل کر دکھایا
گلزار کا وصف مدنظر ہوا تو ہر نقطہ تخم اور ہر مصرع شجر ہوا میخانہ کے
ذکر مین مینائے خامہ سے وہ تراوش ہوئی کہ تشنگان بادۂ سخن
سیراب ہوئے سرشاران رحیق معنی مست و خراب ہوئے شام کا
سمان باندہا تو آنکہون مین تیرگی چھاگئی سحر کا ذکر کیا تو نظر مین خیرگی
آگئی اشارات عارفانہ مین جنید و شبلی کے خیال تک رسائی ہے
عبارات عاشقانہ مین قیس و فرہاد کی ذہن سمائی ہے جو معاملات
عاشق و معشوق کی تحریر ہے وہ گویا ناز و نیاز کی تصویر ہے طبیعت

جب مضامین سراپا سے لطف اوٹھاتی ہے تو شکل خیالی پیش نظر آجاتی ہے
ناز و ادا کا بیان وہ دلفریب ہے جسکا ادنیٰ اثر غارت صبر و شکیب ہے
جس فقرہ مین حسن طلب کا مضمون ہے وہ تاثیر مین سحر ہے یا افسون ہے
کہین داستان کا رنگ ہے کہین وعظ و نصیحت کا ڈہنگ ہے
مناسب مقام کہین اختصار ہے کہین تطویل ہے موافق
کلام کہین اجمال ہے کہین تفصیل ہے الغرض جو کچہہ ہے
لاجواب ہے جسقدر ہے انتخاب ہے اگرچہ اون کو شہرت کمال کی
طرف کبہی رغبت نہین ہوئی مگر سلالۂ دودمان طریقت مولوی
شاہ سید امیر الدین احمد صاحب نے نثرہاے پریشان کے جمع کرنے پر
کمر ہمت باندہی اور جس قدر جمع ہو گئین اونکو چہپوا دیا عزیز اس
فراہمی و انطباع کی مبارکباد دیتا ہے اور سال انطباع کو بذریعہ
مادۂ تاریخ کے ظاہر کرتا ہے۔

اے طبع سخن کے قدردان ہو
ہان دیکہہ بہار اس چمن کی
اس گلشن پر جو آنکہہ پڑجاے
اِک سمت ہو نظم کا تماشا

جویاے فصاحت بیان ہو
کر سیر حدیقۂ سخن کی
ہر قطعہ جدا جدا نظر آے
نثر ایک طرف ہو جلوہ آرا

ہین نظم کے کیاریون مین جو پہول — ہندی عجمی سبہی ہین مقبول

جب نثر کے قطعہ پر کرو غور — اوسمین ہے رنگ بوہی کچہہ اور

گلہاے عجم ہین غالیہ بیز — ہتّی خوشرنگ بو دلاویز

ہندی جو کہلے ہین پہول ہر سو — اون مین نہ وہ رنگ ہے نہ وہ بو

البتہ وہان ہے اک خیابان — جس سے ہوئی رونق گلستان

کچہہ غنچے اور کچہہ گل تر — لایا گلچین وہان سے چن کر

اون کا گلدستہ اک بناکر — رکہا ہے عام اوسکو لاکر

اے طبع وہ کونسی ہے کیاری — کس نے کی اوس مین آبیاری

معلوم تجہے اگر نہین ہے — سن لے یہہ بہی خبر نہین ہے

مجموعہ ہوا ہے اک مرتب — جسنے فصحا کے سے دیئے لب

کہیئے اوسے تو نہین ہے بیجا — انشاے اردوے معلیٰ

کاتب کا نام چشم بد دور — ہے خواجہ غلام غوث مشہور

ہین فضل وکمال مین وہ یکتا — اون سا نہ کوئی سنا نہ دیکہا

ہر نثر ہے لاجواب اون کی — ہر نظم ہے انتخاب اونکی

وہ نغز و بدیع استعارے — الفاظ فصیح پیارے پیارے

جو دیکہے اوسے تعجب آئے — حیرت سے زبان پر یہہ لائے

اللہ کی شان کے مین قربان — پیدا کیے جسنے ایسے انسان

اس فن کے سوا صفات محمود
سب اونکی ذات مین ہین موجود

پاس آداب و وضعداری
فرزانگی اور ہوشیاری

حلم و کرم و وفا حمیت
صدق و ایثار و حسن نیت

جو قابل مدح ہین خصایل
سب اون مین ہین جمع وہ فضایل

صورت حسن و صفا کے مخزن
آنکہین جسے دیکہہ کر ہون روشن

کہتے ہین وہ جنکو ہے بصیرت
حسن صورت ہے حسن سیرت

پہنچا ترے کان تک جو یہہ فکر
تاریخ کی کیون نہو گی اب فکر

کتاب کی آرایش خوب ہے
کہہ دے تسوید بخیر ہے
۱۳۰۶

تاریخ طبع کتاب تصنیف نبض شناس سخن حکمت اور صوفیت مین جالینوس عہد و بایزید زمن حکیم محمد شفیع قیس تخلص رئیس صفی پور و خلیفہ

حضرت شاہ خادم صفی قدس سرہٗ

بیخبر آفتاب چرخ کمال
اک عجب مجمع لیاقت ہے

خوبرو خوشخصال خوش اخلاق
آدمی اک فرشتہ صورت ہے

خاندان نیّر جہان افروز
دودمان گوہر شرافت ہے

علم و دانش مین خود نظیر اپنا
ہو مقابل یہہ کسکی طاقت ہے

نثر مین ہے ظہوری اور طغرا
نظم مین وہ کلیم و شوکت ہے

ہین وہ خاقانِ کشورِ معنے
اونکی یہہ قدر اور جلالت ہے

ہونا منکر کمال سے اون کے
سر بسر جہل اور حماقت ہے

گر نہ باور ہو یہہ کلام مرا
راستی جسکی تاج عزت ہے

اک نظر دیکھیے یہہ مجموعہ
آئینہ صورت صداقت ہے

چشم بد کور گوش دشمن کر
کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے

قیس ہاتف نے مجھہ سے سال طبع
کہا کیا دفتر فصاحت ہے
۱۳۰۹ھ

رباعی حضرت شیخ

آوازهٔ بلند و پستی سخن است

سرمایهٔ هشیاری و مستی سخن است

وانگه بغلط سخن زهستی پیدا

بشنو سخنی که جمله هستی سخن است

بندهٔ [illegible] فقیر الله

غلطنامہ دیباچہ جناب مولوی امیرالدین احمد صاحب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۱	بیالیش	بیالنش
″	۱۳	لال	لعل
۴	۸	مناصبت	مناصب
۷	۶	مولوی محمدؐ خان	مولوی سید محمدؐ خان
۷	۱۰	نہ سکا لوا	نہ سکا لو
۸	۱	ممنون تھے	ممنون رہے

غلطنامہ فغان بیخبر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۱	دوکان دوکان	دُکان دُکان
۲۰	۸	دوکان	دُکان
۲۱	۲	رودا	روداد
۲۴	۱۳	اِسما	اَسما
۲۵	۱۱	تیمارداری	بیمارداری
۲۶	۱۱	مدینہ کا	مدینہ کو
۲۹	۲	ضعیف البیان	ضعیف البنیان
۳۲	۶	سرشتہ دار	سررشتہ دار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴	۴	اپنے کو	اپنے آپ کو
۴۴	۳	تحیّر	تبحّر
"	۱۷	اپنے لکہنے	اتنے لکہنے
۴۹	۸	مرنے تک	مرتے تک
"	۱۱	بدقسمی	بدقسمتی
۵۵	۱۱	کا دستخط	کے دستخط
۶۰	۱۴	جس سے	جن سے
۷۰	۹	دوکاندارونمنے دوکانون کے	دُکاندارونمنے دُکانون کے
"	۱۱	بازارین سنسان ہوگئین	بازار سب سنسان ہوگئے
۷۷	۳	جگہ تمین	جگہ مجے
۱۰۶	۶	پاؤن	پانو
۱۰۷	۱	اپنے کو	اپنے آپ کو
۱۱۰	۵	تغیر	تغیّر
۱۳۲	۱	شراجخورہ	شراجخوارہ
۱۳۴	۸	پہر آپ نے	پہر اپنے
۱۲۹	۱۶	سرشتہ دار	سررشتہ دار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۲	اختیام	اختتام
۱۵۸	۳	اس کے	انکے
۱۵۹	۴	بچارہ	بیچارہ
۱۶۳	۱۲	شوم	سوم
۱۶۵	۶	کہئے	کہتے
۱۷۴	۶	سرشتہ دار	سررشتہ دار
۱۸۱	۲	ہوجائے	ہوجایئے
۱۸۸	۷	میدیلی	میڈیلی
۱۹۱	۹	اللعالمین	للعالمین
۱۹۳	۱۲	اپنے کو	اپنے آپ کو
۲۰۰	۲	استفتا	استفتے
۲۰۲	۹	لحم الخزیر	لحم الخنزیر
"	۱۰	والموقودۃ	والموقوذۃ
"	۱۶	بندے	بندیئے
۲۰۵	۵	بے دود	بے ددو
۲۱۱	۱۳	ہوگا	ہوگی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۶	۱۴	الیسہی رہونگا	ایساہی رہونگا
۲۲۵	۲	کیا ہوگر لاکھہ زمانے مین	کیا غرض لاکھہ خدائی مین
۲۲۶	۴	من ہم ہمان	من ہمان
۲۳۲	۱۶	سرشتہ دار	سررشتہ دار
۲۳۳	۲	زلیست کو مشبہ بہ لکھا	زلیست کو مشبہ اور مرض کو مشبہ بہ لکھا
۲۳۴	۱۵	سوی	سو،
۲۴۹	۶	سوئے بیچین	سوئے نہین بیچین
۲۵۰	۱۱	درحقیقیت	درحقیقت
۲۵۲	۸	منادید	صنادید
۲۶۴	۵	سطہرہ	مطہرہ
۲۷۰	۱	سرورکا	سرورکار
۲۷۳	۱۵	اتنا ہنہین	اتنی نہین
۲۸۰	۱۰	سرشتہ	سررشتہ